بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اس بادشاہ بی ہمشیرہ و وزیر کو سزاوار ہی کہ جس نی ملک ہستی کا نظم و نسق
بیخوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد او رمناقب لاتحصی ونا تعد کا اوس نبی مختار اور اسکی
آل اطہار و اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے
مطلع ظہور کی برکت سی اوس استاد یکتا نی دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکی کمال
قدرت کاملہ دکھائی من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم
استادان زمین خیار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی
سحر تخلص حضور شاہجہان یوسفستان سخن مین بی باکانہ نقاب خفا چہرہ
مدعا سی اوٹھاتا ہی اور کچہہ گذشت عمری مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان
مختصر سناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی

لی نی ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین
المحققین ملاذ المتبحرین بسم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباجۂ کتاب فصاحت سرآمد
دان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعۂ اوراق ذی کمالی شیرازۂ اجزای نام زنک
ناخدای سفینۂ علم قوافی و عروض دریکتای بحر کمالات و فیوض آسمان ساز زمین شعر
وسخن قبلہ اشکال شعرای زمین صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ و بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بی عدیل و نظیر
جناب لالانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائی تھی کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبۂ قرطاس بہم پونہچائین تو بہی ممکن نہین کہ ایک حرف
اوس دفتر کا تحریر مین آئی منجملہ اوسکی صفت عالی خاندانی مین بہی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سی ملتا ہی بیشتر بزرگون نی اونکی نقش فقر اور عمل
جہاد نفس سی اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی اجداد امجاد سادات عظام بزرگان ناتہالی
آمیزش مرزایان دفتر سی نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان ہمبر و برادر حقیقی میر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تھی عالی وقاران وقت مین چیدہ
و انتخاب تھی فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ تنہا صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تھے

جناب شیخصاحب اپنی زندگی مین انہین کو حاصل ملا پیند جانتی تہی ذہن فہم رتبہ شناس
اب بہی ونکی یکتائی کی مقر ہین اور جب بہی انہتی ہی اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بہی ایسی مشق بہم پونہچائی تہی کہ لکہنؤسی شہر مین انتخاب بیمثل در لاجواب تہی تو سن
طبع شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تہی شاعری سی بالکل
نفرت ہوگئی تہی انتظام خانہای نقوش سی فرصت نہوتی تہی ہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تہی مگر جبس و زہند سہ طبع کو ضرب ادہر دیتی تہی لاکہون مضامین
نو آگین بیکسر کم مشتقون کی غزلون مین سہر دیتی تہی عالی ہمت بہی ایسی تہی کہ اپنی ضرورت
پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتی تہی ذوالقربی والیتامی والمساکین کی حقوق
پہچانتی تہی دوبارہ شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودہ نے
کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سی یاد فرمایا مگر جناب موصوف نی بعذر علالت
پای قناعت کو اپنی جگہ سی نہ اوٹہایا فقیر کی اندازی مین سو روپی ماہوار ی سی
اونکا خرچ کم نہ تہا مگر کبہی یہ نہین کہلا کہ کہانسی آیا اور کون دی گیا اکثر لوگ بجای جو د
جب سکا خیال کرتی تہی دست غیب کا احتمال کرتی تہی زمانہ جناب شیخصاحب مین
ایک کلیات ضخیم نتائج طبع سلیم سی مرتب ہوکر ضائع ہوا جبسے پہر کبہی ویسا شوق
شاعری نہ چمکا اگر کبہی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کی اصرار و خواہش سے کچہ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لی گیا بیشتر غزلون کی مسودونکو بی پروائی سے
رایگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جوہر طبع

عالی دکہایا جب حسب اتفاق خان والا شان سہ ابا اخلاق کان خلوص و فاق قدر شناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آں دا پسند شاہدان سخن منتخب و ضعدار ان زمن مقبول بارگاہ یزدان جناب حاجی عبد الواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سی زیادہ مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہونچی اور مصر اجتماع تصنیفات ہوی حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بہی پاس نہ تہا کچہ یاد سنایا خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی روز سی بنای اجتماع دیوان سرزمین دل مین قائم کی احباب سی فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوین کچہ غزلین تلف شدہ بہم پہونچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کی لیی دی آئی اکثر زمینین تجویز فرما کر شعر کہلوائی یہان تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرما کر نذر خواجہ صاحب کیا چنانچہ اسطرف جو کچہ جناب مغفور نی نظم فرمایا انہین کی مزید اہتمام سی باقی رہ گیا جب کبہی خانصاحب ممدوح فرط محبت سی عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتی تہی بی تکلف ارشاد فرماتی تہی کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کی شعروں سی مجکو نفرت ہی اگر ستارہ زمانہ نی فرصت دی عوارض لاحقہ سی مہلت ہوئی تو دو مہینی کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچہ موزون ہوجای گا انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پای گا مگر اجل نی فرصت نہ دی ایفای وعدہ کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندی بمقتضای بشریت دل قدر شناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مترجمہ دانان زمن وقف اشکباری رہا
جب حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلب مضطر پہ مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ ہوش
آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام
تصحیح و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد
کر کے گنجینۂ حصول سعادت کا رستا بتایا پھر تو اس خاکسار نے مقدار اور برگزیدۂ
بارگاہ لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندہی
راحت و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب
خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہان سے لائے یا بندہ پونہچا بیشتر
خطوط احباب اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستون کی عنایت سے
ملے الحمد للہ کہ بڑی دوادوش سے دو برس کی کوشش سے نسخۂ دلپذیر کہ نام تاریخی
اسکے ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے
یہان بر سبیل تذکرہ لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش بے نقوش واضح معجزات
رفعت ریاض کرم مقاصد منظوم نشاط فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع
سر غیب منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پونہچا اور
تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے بکمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے
ساتھ مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا [illegible] نسخ مختلف اور کلام متفرق
جا بجا سے بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا ان مسودات کی تطبیق

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہی جن حضرات کی پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سی مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سی امید یہہ ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سی استفادہ حاصل فرمائین مہتممون کو دعای خیر سے نہ بہلائین

آج خوش فضل خدا سی ہی طبیعت میری	للّٰہ الحمد ٹہکانی لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوی تارک دنیا ہی دنی	قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد
اس زمانی مین تہی بی شبہ طبیعت اونکی	خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتی تہی وہ صرف	ریختہ گوئی کی قائم تہی ونہین سی بنیاد
کرتی تہی لاکہون ہی مرغان معانی کو شکار	دام تہی فکر اگر طبع رسا تہی صیاد
مجتمع پہلی جو فرمایا تہا دیوان جسیم	اتفاقات زمانہ سی ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوی کثرت ستی تلف	سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد
حق تعالی نی عطا کی تہی جو استغنا بہی	کچہ نہ تہا رنج کیا کرتی تہی اکثر ارشاد
دو بہینی کی توجہ مین بفضل باری	جمع ہو جائینگے اشعار مری حد سی زیاد
گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تہا بجا	پر نہ مہلت دی اجل نی کہ یہ حاصل ہو مراد
تہی ازل سی یہ سعادت جو مری قسمت مین	بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد
کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض	حق تعالی سی طلب کرنی لگا مین امداد

اسی الجھن میں پہنسا تہا کہ ہوئی کی شریک
میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد

میر صاحب نے مری ساتہ بہت محنت کی
لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد

پہر توجہ ہر نے بہی کچہ ہاتہ بٹایا میرا
کہ حقیقت میں ہیں وہ جوہر مرآت وداد

الغرض محنت یکسالہ میں اے بیخود زار
جمع دیوان ہوا دل دوستوں کا ہو گیا شاد

سال ترتیب یہ رو رو کی لکہا پہر میں نے
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد
۱۲

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج
ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے

جب دیکہتا ہون ہوتی ہے تفریح بے حساب
یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہے

حسن صفای یوسف مضمون تو دیکہیے
بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے

عین الکمال کا بہی خطر اب ہمین نہین
ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہے

لکہ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر
دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے
۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن
گردید مرتب آن چو بی مثل و نظیر

بنوشت ز کلک موج سال ترتیب
دیوان درشا ہوار بحرین وزیر
۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنی گا بلبل اب ہر اک سخندان
کلام غیرت گلشن ہوا جمع

رقم کر سال ترتیب اے محمد
گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع
۱۲۷۱

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیدہ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص رشید تلامیذ سید المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم متخلص ناسخ

در غمش جملہ قدردان کلام — خاک ماتم بفرق و دست بسینہ

تیرہ گردید آسمان سخن ✤ — منخسف گشت او بخاک چو بدر

بحر تاریخ رحلتش این گفت — وای خواجہ وزیر جا بہ بہشت ۱۲

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجہ وزیر — کہ در تمامی اہل سخن گرامی بود

فصیح بود اگر او در استخوان بندی — مگر بسائدۂ نظم رشک جامی بود

بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم — کہ یک بزمرۂ شاگردیش نظامی بود

وزیر بود چو سلطان ملک معنی را — بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود

گذاشت او چو جہان را نوشت سال قبول — وزیر بادشہ شاعران نامی بود ۱۲

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردین — پیش شاہ شہید جا ہی وزیر

بود در شعر شاہی دیگر ✤ — نیست ممکن کہ ہم شناسے وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان | نالہ کش خلق شد کہ ہای وزیر
دل ہر کس کہ ہست موزون تر | پر شد از درد جانگزای وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول | بسخن شاہ بود وای وزیر ۱۲۷

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر | کہ بادشاہ منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال خوش روش شیخو | قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر
رموز دان علوم ائمہ بود بجہد | کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر
بشاعران جہان برد گوی سبقت ازین | کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران | شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما در او چون شود نہ تیرہ جہان | کہ در زمانہ نماند نشان و نام فقیر
شہید سال وفاتش چنین نمود رقم | بشاعران زمان بادشاہ بود وزیر ۱۲۷

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر | شد بچشم دوستان عالم سیاہ
مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر | ناظم ملک معانی بود آہ ۱۲۷

ایضاً

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان | مین اور وہ تہی و نوا کا استاد سی مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر | ملک سخن ہوا اجی برباد بی وزیر ۱۲۷

ازلاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود — بی‌عدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم — در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله دلهاست — چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید — سر کشیده ست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش — خسرو این زمانه بوده وزیر ۱۲۷۰

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا — خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور — در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن — وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر — شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری — که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم — غم او گشت چون گریبان گیر
باشه کربلا چو الفت داشت — حامیش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند — دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین — شد ندا رفت نزد شاه وزیر ۱۲۷۰

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علی خان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہان کو ہوئی شاق | خاک بر سر ہوئی اس غم سی صغیر و کبیر
کی رقم کلک نی صفحی پہ یہ تاریخ وفات | خواجہ عالم ارواح ہوئی جان وزیر

۱۲

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان | بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع | زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان | دو شہ نشین جنان باد یک مقام وزیر

۱۲

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا | دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہی ہجری مین لکھہ اسی عشقی | گیا وزیر بھی ناسخ کی پاس با صد حیف

۱۲

ایضاً

شاعر بی نظیر خواجہ وزیر | در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد | آہ افسوس حیف وا ویلا
سال فوتش چو کردم استفسار | داد دش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد | رضی اللہ عنہ یوم جزا

۱۲

ایضاً

جنت کو ہوئی ہی دنیا سی وزیر افسوس | اس غم سی دل اے عشقی کیون چاک نہو جائے

ملکہ علیسوی تاریخ اوس اعجازبیان کی ہے	ذیقعدہ شب جمعہ بست و دو مرائی ہاے

از جناب مرزا اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بے مثل روزگار	بجان داد و بر زبان جہان نفت ہاے ہا
در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت	تحریر شد سخنور کامل ہمبرد ولے

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین	ہوش قائم نہ خاطرم برجا
شکوۂ روزگار میکردم	در حوادث نشستہ سرتا پا
کہ بناگاہ از سوی افلاک	تا بگوشم رسید شور بکا ✦
متحیر شدم کہ خیر شود	این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندا ے غیب آمد	ہای خواجہ وزیر وا ویلا ✦
ہوش پرواز کرد از سر من	غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست	کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز یم فیضش	قطرہ میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش	در میان معاصرین یکتا
رخت ہستی زد از فنانی بست	سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او	ہمین ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگو اے مہر	بادشاہ سخن وزیر کجا ✦

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی	استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بپالش ہمہ بیدل شدہ افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر	گئی بہر گلگشت باغ نعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زبانی کی ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویدا ے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین بہر سال	ہوئی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامۂ نوحہ انگیز نے	ہوا کیا سخن یا الٰہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہائے جاتا رہا

ایضاً

گرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات | اوج بیرون رفت از شعر و سخن ۱۲۷۰

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد حمید اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر | دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او | ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت و بگفت | حیف لطف سخن تمام نمود ۱۲۷۰

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد و استاد ہای | اس سرا سی ہو گئی راہی سو ملک بقا
تھی وزیر بادشاہ شاعران خلق مین | انتظام ملک معنی انکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین انکی مجھی آتی ہین یاد | شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نی فکر سال فوت کی | ہو کی بیدل روح محزون نی دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر | گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا ۱۲۷۰

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئی | انکی بن نگر ہوا اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھی ناگہان | ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ ۱۲۷۰

ایضاً

ہیہات دنیا سی وہی الدہری خواجہ وزیر | اونکی قدم سی لب طرب ہی زیب شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھہ ای سفیر | با داجل سی گل ہوی وا شمع بزم شاعران ۱۲۷۰

از جناب آفتاب الدوله مهر الملک خواجه ارشد علیخان بهادر شمس جنگ خواجه اسد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے
جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق پہ صنعت لکھا تاریخ
فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

شاه ملک سخن جناب وزیر
اگر در رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن
گشت راعی علم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپهر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھی خواجہ وزیر
چھایا ہے دل پہ خلق کی ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کی دی تھی انہیں کمال
بیشک تھے اس زمانے میں ذات اونکی بی نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کروں شکوہ میں حزین
دام الم میں طائر جان ہو گیا اسیر
جیسے سنا تھا میں نے یہ افسانۂ ملال
پڑتی تھی میری سینے پہ ہر لحظہ غم کی تیر
تاریخ فوت لکھوں یہ ہر دم خیال تھا
کنج الم میں طبع رسا تھی مری اسیر
ناگاه مجکو هاتف غیبی نے دی صدا
اچھی قریب شاہ شہیدان گئی وزیر

از حکیم میر انتظام حسین صاحب مفتون تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن
زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال رحلت اونکا
شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہے یہ راه

۱۲۰

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

برد رِ گلزارِ رضوان بهر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر

هاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاه دین رسید اکمل وزیر ۱۲۷

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دنیا — شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجه وزیر

از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت — حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر ۱۲۷

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

دردا جناب خواجه وزیر اوستاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر

تاریخ سال بهر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر ۱۲

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من — نموده کوچ زین دار جهان حیف

پی سال وفات آن یگانه — نوشتم مرد شاه شاعران حیف ۱۲۷

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئی وزیر — شهرت تهی اس زمانی مین اونکی بیان کی

اردو کی شعر کا تها مزه اونکی دم تلک — باقی رہی نه منزلت اب اس زبان کی

موجد نی سال ماتم اوستاد یون لکها — لو شاعری تمام ہوی سب جہان کی ۱۲

از مرزا نظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبر دست از دہر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خط سال وفاتش منقوط	خواجہ عہد و زبیر ناسخ ۱۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	گیا کیون دلکو ہوا صدمہ عجیب
روح پر طاری غم استاد تہا	نزع غم سی ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنی مین پیدا ہوی	بٹ گئی کچہ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نی صدا	خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئی راہی	گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکہو	ہوا کافور و عنقا یہ مزا شیرین بانی کا ۱۲

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر	کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش اجی جوہر	بہ بزم شاہ شہیدان کند وزیر آرام ۱۲

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در لحد چون کرد سفر خوابگاہ
گفت جوہر دغمش سال وفات	از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲۷

از لالہ دہنپت رای صاحب نزار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ | راہی سوئے بہشت ہوئے اس جہان سے
ہیں اس الم سے وادی محشر یہ لکھنو | کیوں دل کا داغ مہر قیامت اب نہ بنے
گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا | پیدا بشر نہ ہون گے کبھی اس کمال کے
درویش وضع صاحب ہمت کریم طبع | افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے
طوطی ہند شاعر بے مثل بے بدل | واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تھا علم قافیہ میں بھی اس مرتبہ کمال | تھی تنگ قافیئے شعرائے زمانہ کی
تکسیر کی علوم کو ایسا کیا حصول | آسان کیا نظیر جو کوئی نکال دے
آگاہ علم دین سے بھی شیدائے اہل بیت | زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے
پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت | بولا سروش والی ملک سخن اٹھے ۱۲

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر | رفت زین دار فنا سوی جنان
از پی سال وفاتش گفت زار | بلبل ہندوستان شیرین زبان ۱۲

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

سخن کلام متین و نگین بلیغ و فصیح ذکی و کامل | علیم علم بیان و معنی بہ رنگ و بہی نظامی
فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم | دریں زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستم سال فوتش بہ رنج و ملال اہل سخن | صدای ہاتف بہ من رسیدہ امام گرفتہ وزیر نامی ۱۲

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم
کشور نظم و بیان بود بزیر نگین

خواجه وزیر متین مالک ملک سخن
رفت زد از فنا جانب خلد برین

سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل
وای شه شاعران بوده وزیر امین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج
راہی سو عدم ہوی دیکھو ہمین تعب

دنیا سی اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری
طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب

اوستاد کی حقوق نہ مجھسی ادا ہوی
ہیہات دل کی دل ہی مین آرزو ہین سب

معجز جو شفقتین مجھی آتی ہین اونکی یاد
فرط غم و الم سی ہین ہوتا ہون جان بلب

کرتا ہون نالی پڑھکی یہ مصراع سال فوت
ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجه وزیر
بود بنیاد کلامش راسخ

گفت اشرف ز حروف منقوط
ہای شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر
در چشم کاملان سخن شد جہان سیاه

تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود
ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آه آه

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوی خواجہ وزیر
تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا | خار ہی نظر وین اپنی یہ چمن
بسکہ ماتم دا ہی جہان حزین | خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی | مرغ دل ہر دم ہی اس سی لہ زن
چُن کی حرف با نقط الکہ سال فوت | آہ خالی ہوگیا ملک سخن ۱۲

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتائی | سرای عالم فانی سی آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نی | وزیر ملک معانی کا شبہ تہا واویلا ۱۲

ایضًا

گذشتہ ہای حسد حیف آہ ای افسوس | کہ یکتا بود و لا مثل بہر فن وزیر اویلا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ ازل | بملک جاودانی گشت سکونت زیر اوجا ۱۲ ہجری

ایضًا

وزیر شہنشاہ اقلیم معنے | گئی یان سی ای ای سوی جنان حیف
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو | سخنداں بی مثل کیسا اوٹہا اب ۱۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالدار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر | ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی | گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شاہد واوین نام بسم اللہ سی دیوان کا
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کی کھینچو اینگی نقشہ روی جانان کا
بنی تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہ ملک حسن نی جہانکا
ہر اک وزن بنا ہی چشم یوسف سیر زندان کا

نہین انبوہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
عیان ہی تخت پہ پریونکی جہرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جو قرن ون خط سیہ سی روی جانان کا
بڑہا اس آبرو سی رحل ہی حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتہ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
شجر تیری نگین کا بنگیا ہی نخل مرجان کا

گلی سی حرف ہاتونکی نظر آتی ہین حیرت سی
عیان جوہر ہین شک آئینہ ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن سودا کی گیسو مین
دہوان بنکر ڑلائی کا نظارہ سنبلستان کا

دکہایا بیتکلف ہو کی منہ اوس حور طلعت نی
اوٹہا گھونگھٹ کہ دروازہ کہلا گلزار رضوان کا

بگڑکر اپنی چلمن سے جو ہمکو آنکھ دکھلائی
غزال چشم پردہ ہوگا ہوا شیر نیستان کا

پری شرم سے ہٹتی ہین کلمہ اپنے وہ دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹون کی آگی رنگ جب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھلتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی یہ حسن وہ ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہے سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین تیرے
پہرہ اسمنی ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سی عیان ہی تخم سیب نخدان کا

وہ گریان ہو جو میرا یوسف دل گر پڑا اس مین
کبھی پانی نہ ٹوٹی گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتی ہین پہن مہر و جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انگلی گریبان کا

رہا کرتا ہی جی اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوس نے عارض قبر عاشق کے لگی کہنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

نہ ہینگے ڈول پھر بازی طفلان سی لگ کے
اثر باقی رہی گا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کے صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی تھہ ہے شام بدخشان کا

بہت کچھ کھو کی پائی اپنی راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنی بیابان کا

گرا قطرہ پسینی کا جو اوس روی مخطط سی
اٹھی گا جنس جان کی ساتھ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شوخیان کیا کیا
گمان ہی ان مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک بھی ہو مانع ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خوبان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چینی جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہوجائے گا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسۂ لب اوس سے ہی جب تو یہ سمجھا
نہیں نسانکی قسمت میں چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلیں سے اوسکی یہ نہیں ہے پان کا لا کہا
نکل آیا ہی کہا کر جوشش خون لعل بدخشان کا

پری زادوں نے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکی
کوئی تختہ لحد میں تہا مگر تخت سلیمان کا

مسیں بھیگیں ہیں یا ہی فور ہے دوش آئینہ رو کی
نمایاں پشت لعل لب سے ہی یہ عکس مژگان کا

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
جا بجا ہر طرف کی اک آئینہ پیدا ہو گیا

پہٹ گیا دامان یوسف کیا ہی سودا ہو گیا
کیوں نہ سوزن سے کہکر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجی اب معجزی دکہلائیی
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بہویں کا گر پڑی ہم سر کی بل
آیتیں سجدی کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس چشم کی جا بیٹھی ہیں شکل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چہالا ہو گیا

خوب محشر کی بپا یار کو دکہلا دیا
آج اور فتار جانان کا رفردا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکہا خواب میں بہی یار کو
میری اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایہ قامت بہی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن میں ہوا جنت میں طوبا ہو گیا

طوق کی جیلی میں ہم بہی کہو نی کو جاتینگی
گریہ پوشی سی کعبہ چشم لیلا ہو گیا

سلسلہ جنبان ہی جو گردش چشم یار کی
جنگلی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہو گیا

نگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام کی
مست ہیں اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہوگیا وحشی گہر دیکہی جو موتی سی دانت — پڑہ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہوگیا

کیا سنا یا کیا پڑہا یا ای چمن آرا انہین — گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب ہوش دیکہ لی ہر رنگ مین — قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلا ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو — پہوٹ جائی آنکہ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہی — ہمسے گر پوچہو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سی تری ہی کسقدر لپٹا ہوا — کیا مری دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکہ کی پردی ہوی — عطر نرگس تیری آنکہون کا پسینا ہوگیا

کیا تمک ہی تجہمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے — بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزہ عارض نہین ہی مجہ او سرو روان — تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہونیکی ہی ابتو سراپا آرزو — ضعف سی قد جہک کی آغوش تمنا ہوگیا

قبلۂ دنیا و دین مضمون ہوا ہی ای وزیر
شوق سی سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا — جامۂ تن گہٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا — شوق نظارہ مین ہر دم طاقچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا — ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنی دیکہا گہٹ کی قطرا ہوگیا — ای حباب ابتو تری کوزی مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنی لگا کر دونکا لیتی ہو کیون — آب گوہر دل کی کیا خنجر دو آبا ہوگیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز ‏ — ساغر زریں پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب — چاک چاک اس خط کی آتی ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ایدست شوق — ٹکڑی ٹکڑی جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پہنچی خریداران حسن خود فروش — چاہ یوسف کی لیی دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نی بھی نام ایسا جپا — دانہ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا جسم ناتوانکو غم مری خوش چشم کا — ہوگی کاہیدہ ایسی ہوکا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا — معجزہ ہاتہ آگیا یو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامی سی باہر اپنی کپڑی پھاڑ کر — چاک پیراہن نکلجانیکو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نی — آنچ سی تلوار کی گیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشوں کی ساقیا دریا دلی — آنسوون سی بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میری طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہی — آسمان پر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میری چلکر رہ گیا — منہ ہوا غنچہ کا میٹھا جب ثمر کڑوا ہو گیا

اتنی رونیکی صدا گوش بتان تک جا ہی گی — اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

باڑہ کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے — زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین — چرچی ہین عاشق کی یا دحق کا چیلا ہو گیا

قطعہ

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم کیا کہون — جسطرف گذری ہر اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن — سات یہ اور ایک تم آٹھونکا میلا ہو گیا

ولہ

گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلا ہو گیا — شبکو روشن یار کی بازو کا اکّا ہو گیا

خشک ریا ہو گئی موقوف رونا ہو گیا — خاک ہی پانی کہان چہرا ہا چوکا ہو گیا

ہون لاغر جب کہا اونکی کف نگین ہاتہ — طائر رنگ حنا بہی رشتہ بر پا ہو گیا

کر دیا تحریر اپنی بی صدا تقریر کو — مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا

آفتاب داغ سودا کو جو دیکہا اوڑ گیا — جامۂ تن ای جنون شبنم کا کرتا ہو گیا

واکیا جب یار نی آئی صدا مثل صریر — خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہو گیا

بل بی شوخی دیکہتی ہین جب مرا قد دو تا — ہنسکے کہتی ہین یہ کیا انکا دہرا ہو گیا

آنکہ ہر اک طفل کی اب ای جنون پڑنی لگی — ڈہیلی آنکہونکی چلی مجکو جو سودا ہو گیا

تم نہانی کیا گئی اوسکو ملا یا خاک مین — ریگ ماہی فرط بیتابی سی دریا ہو گیا

طوق قمری کی بالیدہ بنا دیوار باغ — سرو کیا آغوش مین گلنار سارا ہو گیا

انفی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوی — ہاتہ مین خامہ عصای دست موسی ہو گیا

اپنی جا سی اگر باہر ہون اب ممکن نہین — ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہو گیا

اونکی چلنی کی صفت لکہی تو ہل چل پڑ گئی — قاصد آیا ہی قلم سی خط روانا ہو گیا

مژدہ ایساقی جنون خیز آ گئی ہی بہار — شیشۂ توبہ کو تہ سر جام صہبا ہو گیا

دیدکی قابل ہی اوکبک دری رفتار یار — ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہو گیا

کہینچ لایا حسن کو بہی عشق اپنی رنگ پر — ضعف سی مین زرد وہ [illegible] سی پیلا ہو گیا

می سی نکلا جام می اپنی لیی شکل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتہ اک پاؤن سی ہی جسطرح فتا کلک
چلتی پھرتی ہین سبلہ اگو جسم آدہا ہو گیا

آئینہ دیکھا تو اپنی خط پہ نکلا اوسکی ٹری
کاغذی یان دام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لبی یاد سی چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کی دیکھا جام منی پی ہی خالی ہوا
فرقت ساقی مین نیچو را پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی مرتا تہا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر وزیر
پار گذرا دلکی جب یہ تیر سیدہا ہو گیا

۲۳
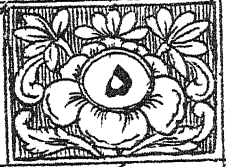
تصور یہ رہا آنکھو مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازیکی سائل کا
مٹوا ہون تو بہی صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میری جتنی زخم ہین پانی جراتی ہین
نہ پوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بہی طوق منت کی بہانی سی
فلک نی باری نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادہر بہی تواضع کی اودہر تعظیم اونسی کی
جہکائی مینی جب گردن تو بہی اوٹہا ہاتہ قاتل کا

بہت جسنی اوٹہایا سر گری نظرو سی قدر اوسکی
نہ دیکھا کوی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خطکی تصور مین جو پہرتا ہون
تو شکل خامہ نقش پا بہی ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آئینہ منہ پہیر نی سی تصویر بہی اوسکی
کہینچا ہی سی یا کرتا ہی کچہ نقشہ ہی قاتل کا

کسی مین نی کمر سی خاک ہونی پر بہی لطف ہی
پڑا ہی پا الٰہی خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹوں میں اپنی ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جائے عقدہ میری مشکل کا

کریموں سے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنوں اب تھک گیا ہوں تھے پھرتی چین کرنی دے
کہیں جاگے نہ ہو یا ہی خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطروں سے آواز آئی گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں جا دوں ان حسینوں کے
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طے کرنا منازل کا

نکل جاتے ہیں تڑپ کر مچھلیاں دست حنائی سے
لہو بہ جائے او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتی ہیں سبزہ کھیت کا کشتوں کی چہرا ہو
سمجھتا ہوں میں سبزے کو بھی شرارہ چشم قاتل کا

پڑھاتی دار پر منصور کی ہمراہ ابد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا کر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کی سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
ندی آواز اگر ٹوٹی کلی ساغر مری گل کا

زمیں بھی نکلی جاتی ہے مری پاؤں کے نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی نہیں راحت مجکو جیسے نیچے سے بھی کچھ
جو تکیہ بھی ہو تو پہلو ہے داغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہیں مجکو
کہ بس اک پاؤں کی لغزش سے طے کرنا منازل کا

بھی تو جرم ہی جسکی سبب پامال ہوتی ہے
حنائی ذبح کرتی ہیں تمہارا ہاتھ قاتل کا

٦

وزیر اب سینے میں دل کی عوض کیا درد رہتا ہے
کہ رویا کرتی ہو شہرہ کی تم یوان میں دل کا

٢٦

نشانہ بعد مردن بھی ہا ہیں تیر قاتل کا
بنایا کرتی ہیں ناوک تجکو مری گل کا

چھپی تھی تحریر وہی مہی ہیں خاک مرنی سے
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بہی ایدل آسمان سے ہی دماغ اپنا
گدائی بہی کرین تو لیکی کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتہ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد ہیون پہر کسی گل کی تبسم نی
سکہایا خندۂ گل نی ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون نی ہر پہ نقشہ ہی ہی گل کا

زبان تیغ او ظالم اگرچہ چال سے سان ہی
وہان زخم سی کہنی لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکہتی ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چہینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا جان جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندہا اس بحر مین مضمون بہلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تہی
مہ و خورشید پر دہوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتہ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری شکونکی دریا کا کبہی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

پہن کر کفش نو یار عجب آکر خوب سا روندی
مبارک ہی ہمی دشمن نیر پا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان جنگل کا اپنی اور ڈہونڈا کی تجکو
نچہوٹا بعد مردن ہمسی چلی کرنا منازل کا

یہ مین ہم سارباں نی غیرت لیلی کی گہرتی ہین
نہین محمل تو مضمون باندہتی رہتی ہین محمل کا

اگر سیلاب شکونکا بہی یون ہی رہی وحشت
بنی گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بچہائی چاندنی مہتاب و خورشید مشعل ہی
فلک رقصان ہی شادی سی یون نام و سکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت دل آنکہون مین آتی ہین
تلاش ہم سعت گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بطی ہی بہی کہا دی اب نہ ٹہنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہیں چلنے میں اوسکی کفش زرین سے
قبا ہے آسمانی رخ میں عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا اپنی ہر روش سے گر کبھی نکلی
زیادہ چاہ کنعان سے ہو تیرہ چاہ بابل کا

لگاؤں طوق کو اب میں گلے سے مدعا سمجھا
نہیں ہے وجہ قدموں پر مری گرنا سلاسل کا

جھکائے ہیں کنوئیں تو نے فرشتے کی کھون منہ پر
تری چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا

کھنچے ہیں اسکو عرش کی زنجیر سے باندھے
فلک کج ہے دماغ افروزوں نے وحشت دل کا

مسلمانو تو کعبہ میں کھوں سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کی کروں خسار کی تل کا

ہے گا نامہ سبز اغ گمان لب ہے محو زیر اپنا
ہے خط میں صف خال ابرو خمدار قاتل کا

پس مردن بھی مشکل تھی سمجھنا یار تک دل کا
لحد ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا

منہ سے کھینچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دیتی ہے فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نے سنائی نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت میں لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہوں تیری تصور میں
دکھائی آبلہ پاؤنکا میری جلوہ محمل کا

مہ خورشید اگر پھرتی ہیں تیغ گردن بھی پھرتا ہے
حسینوں کو نہیں شیوا رطی کرنا منازل کا

کمال عشق میں راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہیں ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

پھونکدیا نے جو اکھیت میں کشتو نکی آن ظالم
ہرا ہو جاے پھر زخم کھن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی میں کیا ہے لطف مجنون سے مزہ اسمیں
تری آغوش میں عالم جو ہوا آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھی تماشے جب خدائی کی
دھرا رہتا ہے آگے ہاتھ آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتی ہین ہر اک دن گھڑیان
اجی کافر یہ ادنی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سی میری گر بیمار اونکی ہو گئین آنکھین
تصدق کی لیی کہچوون وہ غزالان آنکھ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینی سی نکلا ہی
تماشا دیکھو ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تہما آسمان کو دل ایسا شیشہ بازیمین
اوڑایا ڈھنگ اسنی بہی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسنی بہو کی سنے
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

ہر طاؤس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سی سائل ہوا مین تیغ قاتل کا

گلی تیغ و سپر باندہی پہرا کرتا تہا وہ ظالم
لڑکپن ہی سی تہا خالی ستم سی میری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوس مین جوئی شیر چشمہ شیرین
پڑی گر عکس فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حرمت کی آگی کیا حقیقت ہی گنہ اونکی
خدایا رو بہ رہ حق کی کہان تک ہی باطل کا

چلانی مردان ہی ہین پہنتا ہون نالان اپنے ہاتھو سے
بجاتی ہین پپیہا یحنون لڑکی مری گل کا

بنائی گلشن شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہم صوت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ ہی اوس تیغ فنا تک خط پہونچنی کی
کبوتر بعد مرنی کی بنا اکثر مری گل کا

قدم ہیہی ہین ہست دشت جنون مین اپنی چلنی سی
پہرا دیتا ہی سر جب ایجنون نالہ سلاسل کا

٨

فقیر میں وہ زیر آکی پہ یان پاؤن ٹوٹی آتی ہین
یہ نقش بوریا اپنی لیی ہی نقش عامل کا
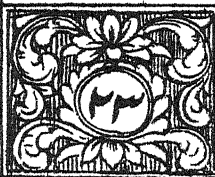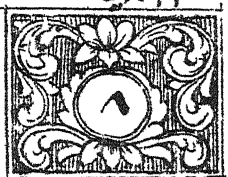
اگر دم مشق خیال خط جانان ہوگا — پھر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا

کب دہن خط کی نکلنی سی نمایان ہوگا — یہ وہ چشمہ ہی خضر سی بہی جو پنہان ہوگا

بعد مرنی کی مری کوئی نہ گریان ہوگا — زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیری ہاتھون پہ جو رنگ حنا چندان ہوگا — طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مری رونیکا بس جانی دو — ابہی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتہ چومین گی سبہی گبر و مسلمان میری — ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا ادہر دل سی ادہر صبر و قرار — صبح کی ساتہ مرا چاک گریبان ہوگا

اوسکی تلوار پہ لگائین ہاتہ مجہی ہنس ہنس کر — گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنی دروازیکی زنجیر سی باندہی مری ہاتہ — اتنو درکار نہ کوئی اوسی دربان ہوگا

چاند ہالی مین مجہی دنکو نظر آئیگا — میری آغوش مین جب مہ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجہی قتل کریگا ظالم — دہن زخم بہی رشک گل خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہ مین سبزۂ خوابیدۂ قبر — میرا لاشہ جو لب گور سی نالان ہوگا

رکہیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کی وقت — شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سی مری — رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا

اوربہی قاتل عالم پہ مری گی خلقت — کبہی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا

ہو نہین شاعر نہ تلین گی مری اعجاز نہ بیان — آپ مغرور ہون یہ مرا اخر بین خصیان ہوگا

پاؤن سو جائینگی تو خواب مین دیکہینگی اوسی — نہ فراموش کبہی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری بدنسی جو ہین نکلی آتی ہین گرسنہ آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر کوی اوس مین بہی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پہ خط جو گردن پہ کہنچی گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہمارے اعمال چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس و لا پہلی ہی سی ترک سخن کر دیجے کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا

٥ ہوکی مایوس سگ یار رہیگا جو زیر
استخوان میری کہاکی پشیمان ہوگا ٢٤

کبہی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا لاکہ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیری آنی کا ٹہرا ہی شب ہجران ہوگا سایہ دیوار کا گہر مین مری پنہان ہوگا

کبہی جنت کی نہ دروازے پہ رضوان ہوگا ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلف سی ہوجائیگی صلح صاف ہوجائینگی گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مری لاشی پہ نہ روئیگا کوئی زخم تن ہی مری حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکہ سی بی تابانہ اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ای صنم رات جو چہوٹی ہو تو دن بڑہ جائی زلف کوتاہ جو ہی حسن دو چندان ہوگا

آن بہی جو تلوار لگا کر قاتل ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجہی ہنسنا نہین خوب رونگا مین جو مرا زخم بہی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا ہوا کبہی بال بہی کہلانیگا یار مورچہ چہوڑ کی تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگی گی مری ماتھی پہ تیغ
آنکھ پر تیر سے لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یا پریشانی و ابرو پہ چنی گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین گر لفون نی تری کین جو بلائین نازل
ای پری تجھسی ترا سایہ گریزان ہوگا

آوگی اپنی اسیرونکی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی اور زندان ہوگا

روز اک لاغ مری دلکو جو دینگی گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سی ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سی عرش کی زنجیر ہلا دینگی ہم
یونہین گر جوشش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑی ٹکڑی ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتی ہی دست دعا پنجہ مرجان ہوگا

یون ہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظر وہین وہ لا رحمت حق
حشر مین جرم نہ شرمندہ میزان ہوگا

رنج سی رنج دیی یار کی دربانون نی
گذری فردوس سی ہم وان جو دربان ہوگا

استخوان تن سی نکل آئینگے بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

(۱۰)
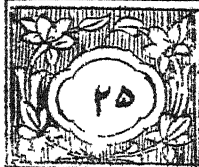
اوس پریکو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آکی مرا مرغ سلیمان ہوگا

(۲۵)

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کی ہو ساتھ طلوع آفتاب کا
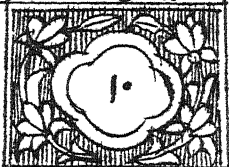
کیا یاد وہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ہر ستارہ حباب کا

رونی کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھی جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہی جواب دین سخن لاجواب کا

اب عندلیب جا ہی کبوتر ہو نامہ بر
نامی مین ہمنی عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کی جواب کا

اپنی گناہ آ نہین سکتی حساب مین
زاہد کو خوف چاہیی روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئی ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر سے مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جھڑی سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین ترے کیون نہ بل کرین
موئی کمر کو کیا ہی سبب پیچ و تاب کا

جز سوز غم جگہ مجھی پہلو مین کچھ نہ دی
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلو نکلی خم کی انگور ہی سے کھینچے
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنی مین نازکی سی غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینی نی رخ پر گلاب کا

اب سبکو روند شوق سی اہی توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسیکی رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھی ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کی کانٹا گلاب کا

کٹتا ہی وہ چھڑک کی نمک زخم پر مری
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنی لگا اضطراب کا

غالب تھی کیا ہی جو پابوس یار کو
اندازا وڑا لیا ہی یہ ہمنی رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ می سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پہول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنی خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سی ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جا ہی جدہر منہ ادہر پہری
عالم ہوا ہی محو مین گل آفتاب کا

۱۱ — ۱۵

کافر ہوا ہون پیکی می عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیی موج شراب کا

اوس مہ کی منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تاری نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پہرا ہی مری ساتہ دشت مین
ہی اس سے اسکی پاؤن مین چہالا حباب کا

مکتب مین غم کی حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یاد زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چہین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سی خلد ہی
اے میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس کا جی پہرا ہی جو دریا کی سیر سی
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مری منہ مین مرتی دم
صرفہ کری گلی سی جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مرا اٹھی
دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو خوش گمان ہوا سبکو خواب کا

صحرا مین پاؤن ٹوٹ کی مجھی خار رکھتی ہین
ہی سبکی دلمین گھر تری خانہ خراب کا

وان ہی اٹھی تو منزل اوّل ہی ہو گئی
ہی قصد کوی یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھی تری خنجر مین آب ہی
گر ہو سکی تو کام بڑا ہے ثواب کا

۱۲

بیطرح بجلی آج چمکتی ہی اے وزیر
شاید کہین ہی ذکر مری اضطراب کا

۲۲

کب دی ہمین وہ بھر کی پیالہ شراب کا
اوٹھی نہ جسکے ہاتھ سی ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسی پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس دُر دندان کی آب کا
آب گہر سی بہ گیا ساغر حباب کا

یہ روؤن مین فلک سی ملی سطح آب کا
پہنچاؤن آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامی ہی سطرین وانہی مین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ وانسی کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مری اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سی تختہ گلاب کا

اے شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہای چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین عدو نکی آہ آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسی مشہور کر دیا
دیکھا جو تجکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک نی ہان زخم سی گویا ہون شل نی
کیا منہ لگا ہون دیکہیی بنا جواب کا

ای مست ناز روی خط جام دیکہکر
آتا ہی دہیان نشہ مین خط کی جواب کا

ہنستا تہا میری زخم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کہل رہا تہا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلونکی تہو میکشی سے ہے
ہوتا ہی ساتہ خوب شراب کباب کا

لڑکی جدا ہین گرد مری بلبلین جدا
ہر سنگ خون سی ہوون بلبلی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کہینچا ہی جو ہلال نی نقشہ رکاب کا

ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

جانی لگا جو بزم سی وہ شہسوار حسن
قطعہ
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ لی جب کی شناوری
حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی اٹہ ہون
منہ سی لگا ہی یار جو ساغر حباب کا

تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا

بزم صنم مین رات تہا چرچا شراب کا
روشن ہوا تہا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونی پہ چشم پر آب کا
آنسو کی پونچہنی کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مری ماہتاب کا
دیکہا ہی منہ کسینی کہان آفتاب کا

پہر بیسی میری پوچہی جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکی خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کی لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونیجائینگی
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوشہ جام ہین
ساقی گلو ہی صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسے آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سی باندہو کتاب کا

آتا ہی غش تری دُر دندان کو دیکھکر
چہینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین ہی ابرو پر خم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کہ ہون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سی بہی آنکھ پہیر لی
ہون منتظر زمانی کی اس انقلاب کا

زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تونی جو نظارہ آب کا

کوہی صنم مین شوق سی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سی سیراب کر کی شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہے ثواب کا

گردش پہ چشم مست کی اپس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سی شیشہ شراب کا

آج ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمہ حیوان دیکھا
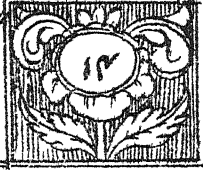
سوز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتی مین دوچندان دیکھا

کہا آئینہ قد آدم سے
جب سراپا مجھی حیران دیکھا

ہین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ
آنکھہ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کی ہوش اوڑتی ہین
تجھسا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلی ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لنبی لنبی تری بال آگئی یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنی گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنّا نرہے
جب سو گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بہی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین ہی کیا دل بیتاب
ہمنی گوہر کو بہی غلطان دیکھا

تجھسے ای صبح وطن ہوکی جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکی مین ای دست جنون
پاس دامن کی گریبان دیکھا

اپنی جامی سی ہوا وہ باہر
جسنے تجھکو کبھی عریان دیکھا

۱۵ گر پڑی بجلی جو مسم تڑپی وزیر
رو لی تو ابر کو گریان دیکھا ۲۱

میکشی مین ہمسی آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خون سی اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارسکی برابر ہوگیا

غنچۂ لب کی اثر سی کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب و پہول ساغر ہوگیا

معجزی ہوتی ہین تجہسی ہر قدم ابجی قد — جاتی جاتی باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غنچہ عریانی ہے بلا کیا چاہیی جامہ مجہی — ایکجنون مین اپنی ہی جامی سی باہر ہوگیا

خندۂ دندان نما کرتا ہے آئی جائین نظر — شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ نو ہوگیا

تیغ قاتل کا نہیں احسان سر پہ شکر ہے — یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا

نالہ اون وہی خورشید محشر داغ ہی — صاف اب وہ جدائی روز محشر ہوگیا

تیری کوچی کا جو رونا یاد آیا خلد مین — شعلۂ آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن — کہل گیا جب گیسوی پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہی رہا — فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکہی خط ایسا ہین وہ یا ہمدی پہنچا یار تک — نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا

خاک ہو جانی پہ بہی مجہ مست کو ہی می سی کام — بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا

لکہی دیوان مین جو اوس کی خط کی صفت — صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چہاتی سی لگا کر مر گیا ہین شوق مین — قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا نی جب شاخ گل کو چہو لیا — گل کو چشم مست سی دیکہا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا مین جب آیا تری رخ کا خیال — پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لکہہ گیا جس سطر مین تیری دندان کا وصف — دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس سراپا نور کی صحن مین جو طائر چہپا — بام سی چہٹتی ہی وہ مرغ منور ہوگیا

یاد ون پڑنی سی می لی پیدا ہوئی ایسی [illegible]

۱۶ خار پا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہوگیا ۱۸

کب چھپیگا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کی دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جس طرف نکلا ہجوم عاشقاں ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یاس ہی ہوتی ہین باتین کچھ نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر وہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی کچھ باغبان سے نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیون مین تو اوڑا دینا نہ ای ست صنم
طائر رنگ حنا بھی آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہے یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جس دن ہماری گرد باد آہ مین
خیمہ افتادہ تو اک آسمان ہو جائیگا

گر زمین سے ہو گیا وہ دل سوزان بلند
آسمان اک زیر آسمان ہو جائیگا

چل کی جو ٹھنی تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہما سے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کی پھر سے ساتھ اوٹھا یا دشت پیمائی کا لطف
اب جو مین ٹھہرا بھی تو سایہ روان ہو جائیگا

وصف جو ہی یار کرنی کو بنی گا ماہ نو
اک مہینی مین ہمہ تن تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھادو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ وش مین شب کو گر روشن ہوے
اوڑتی اوٹھتی شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ گل مین سچائی ہو تمہین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو جوان داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سبب کاری سی آوینگا فرشتونکو نظر | شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجایگا
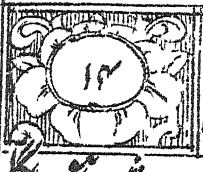
۱۶ یاد گیسو کی ولا ئیگی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھونکو دہوان ہوجایگا ۱۷

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجایگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجایگا

سوز غم سی شمع روشن استخوان ہوجایگا
جامی سبزہ میری مدفن پر دہوان ہوجایگا

خاک میری لیکی اڑ کر اوس پری پیروکیطرف
باؤ کا جہونکا مجھی تخت روان ہوجایگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین ہو لا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجایگا

مہربان ہی مجھپہ یہ نامہربانی سی ترسی
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجایگا

ہو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہوجایگا

یار ہی نازک مزاج اوسپر ہون غمگین کیا نہو
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہوجایگا

ڈر ہی ایجراح قاتل سی نہو قطع سخن
ٹانکی لگ کر زخم میرا بی زبان ہوجایگا

گر پڑا قاصد سی تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میری نامی پر گمان استخوان ہوجایگا

خواب مین ہی اوسکو دیکھونگا نہین قسمت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہی درمیان ہوجایگا

ملکی مسّی وہ چبائیگا لکھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد اوّل دہوان ہوجایگا

صادقون سی وعدۂ دیدار اگر جہوٹا کیا
صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہوجایگا

باتون ہی باتون مین ختم جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہوجایگا

کعبی سی بتخانی کو جاؤنگا اوسدم ای وزیر

١٨ مجھ بن اوس بت مین خدا جب دہیان مجہ جائیگا ١٣

رخ سی سر کی لٹ ہوش ماہ نو اوڑ گیا
کھل گئی ہنسنی مین دندان رنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دی تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتی ہی مرا سر اوڑ گیا

اے دل بیتاب کی ذلت مین کہتا ہی یار
گہر مین کیون آتا ہی پہر بھی کیا تو گہر اوڑ گیا

کب تعجب اناکی ہستی تھا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانا نکو ہوا سی جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہتی ہی تپش تیغ قوت
مضطرب مجھ کر مری چہاتی کا پتہر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سی بی پر اوڑ گیا

آنسوونکی ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پاکر اوڑ گیا

کردیا حیران صفائی رخ نے صاف آئینے کو
خطنے وہ کھلائی جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی مری قاصد بوہین آکر اوڑ گیا

کسکی وہی حیرت افزا ہی نگہونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ ودلکی جدائی کا سبب پوچھیں غم آپ
کیا بتاؤن آگ سی سیماب کیونکر اوڑ گیا

١٩ بی سبب کب جلوۂ برق طپان ہی اے وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا ١٨

سر مرا کاٹ کی پچھتائیگا
کسکی پہر جہوٹی قسم کہائیگا

تہام لون دل کو ذرا ہاتون سی
ابھی پہلو سی نہ اوٹھ جائیگا

کبھی یاران عدم کیا گذری
یہ لب گور سے فرمایئے گا

یوسف حسن اگر گم ہو گا
آپ یعقوب نظر آیئ گا

کر کے اثبات دہن کیجیے وصف
دیکھیے منہ کی ابہے کہایئ گا

کم سبہے دینی مین بہت فائدہ ہے
بوسہ اک دیجیے دس پایئ گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوا
گھوڑی کاغذ کی بہے دوڑایئ گا

مردم چشم سے آئی جو حجاب
آنکہ کی پردی مین چھپ جایئ گا

کیا گریبان نی گلا گھونٹا ہی
ادہر ای دست جنون آیئ گا

تھکی پاؤن سی سپ چلے یار کی گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئ گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجابے
در بدر کیا مجھے پہروایئ گا

کیون بناوٹ سی اجی ونی ہین آپ
جھوٹی موتی کسے دکھلایئ گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بہرکی اشک آنکہ مین پی جایئ گا

مصحف رخ کی قسم مین ہے مزہ
ہمسے قرآن یہ اوٹھوایئ گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑی
مول لیگا کوئی بک جایئے گا

حضرت کعبہ جو بن جایئ عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

۲۰

ہم سے ہے آنکھلین گی مسجد مین وزیر
خشت خم لیکے جو بنوایئے گا

۱۴

مثل خورشید ہی ای گل بدن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس ترا چھونی سی اوڑجاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائی تن سرخ ترا

خط سی ائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار
رہی سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مہ مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اسپر
خط سی یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھہ سکتی نہین اُس ڈر سی کبھی بھر کی نظر
کہین نجائی نہ مسوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو بہم ای غفار
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین بلال
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سی نسبت
کہین خورشید سی روشن ہی تن سرخ ترا

مرتی دم سیب کو کیون نگہ لیا یوسف نی
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سی یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسی کی لائی دہن سرخ ترا

۲۱

خون فشان چشم ہی کس گل کی تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار رہی نہ صبا سی مرا بلند ہوا
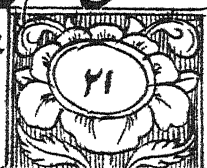
تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سی ایسا مین وردمند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سی مری بلند ہوا

کیا پسند خلائق نی اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دن مین خود پسند ہوا

لکھا اسیرونکو اوسنی خو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسیطنے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتہ اوسکی کھینچ گیا مین بھی
تمہاری بام کا سایہ مجھی کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پہنچنہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی وسی یاد آیا وعدۂ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوسکی قبا کا بند ہوا

زبان شمع سی نکلی صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنائی گرمی کی
تری ہتیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنی صانع کا
وہ آینہ ہون سکندر کی ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کی زہر مین تونی لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جگر گرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنی پہ تعظیم وحشیون نی وحشت کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزی اوٹھائی خفا ہوکی اوسنی پیسی دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی لیکن ہی اپنی قسمت سی
تو بی نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نی گلشن مین
غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

۲۲ مری غزل کی صفت کر کی یار کہنی لگا
سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا ۲۴

پس از فنا اثر سوز دل دو چند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سی نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدی مین کی عجز پہ پسند ہوا

نہ آیا محفل می مین گر ایکدن ساقی
دعا کی واسطی دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سی مکھڑیکا عکس جو لایار
سپہر کی چاند کا اب مرتبہ دو چند ہوا

تجھی جو بام پر اپنی ماہ رو کبھی دیکھا
فلک سی آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلا یا ایسا مجھی عشق خال جانان نی
کہ میری سائی پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کی اوس ہر روش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اون لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کی اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینی کو دست سبو بلند ہوا

بھری ہی آہ اسیرونکی دیکھ ای صیاد
تو اپنی گیسوون سی بستۂ کمند ہوا

یہ آرزو ہی تری دیکھنی کی آنکھون کو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

پہ تیری افعی گیسو مین زہر ہی قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ وہی گزند ہوا

قطعہ

مٹا یا دل سی مری آج رنج عریانی
کیا شہید جو تونی نیاز مند ہوا

تنی ہین صورت اس پہ زخم دامندار
لگی کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتہ مین گیسو کو لیکی بولا یار
یہ میری دزد حنا کی لیی کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اوسنے کہول دیا
سمند ناز کو اوسکی شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکی دام مین مین
پری کیطرح سی شیشی مین آپ بند ہوا

جو کہا یار نہ تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتی ہی آتی مثال قند ہوا

کری غرور نہ طاعت پہ کہدو زاہد سی
مری کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہنچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگی دیکہیی ای طفل کیا پڑہائی گا
الف ابہی سی تری ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار نذر یہ کیجیی کیا
اک استخوان تہا سو وہ اوسکی پسند ہوا

۲۳ جو ولی ہم تو گری ٹکڑی استخوانکی زیر
جنون مین سنگ سی چور بند بند ہوا ۱۹

حسرت ایجان کہ ہی لب سی لب یار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سی ہی بیمار جدا

دسپی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کہینچی ہوی تلوار جدا

چشم سی چشم نہی ہی جو یہ دلدار جدا
چاہیی تہا رہی بیمار سی بیمار جدا

ہی یہ الفت مجہی سفاک نی جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سی ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پر
کہ زاہد ہی جدا اور گنہگار جدا

تیغ کہسار سی کیا کبک گلا کاٹ ڈالا
ابہی سر کتنی کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل کرجو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگی نرگس بیمار جدا

تیری ہاتو نسے جمع چہوڑ نمین تجہی کیا ہی عجب
لب سی لب کو تیری کرتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنی لگایا کہ صفت کرنی لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹہہ گیا کون کہ ہی گہر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پری جسکی آنکہ
صورت دیدۂ روزن نہوز نہار جدا

غل مچا ہاتہ مین زنجیرون نی ہی زندان بن
آج زندان سی ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سی پتلی کیطرح دور نہین
آنکہ کی ڈوریکی صورت نہین تار جدا

کچہہ کشش تیغ نی کی ورکچہہ اوسنی جلدے
آخر کار ہوا تن سی سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بہی اوساتہہ ہی
ونکو بہی ہجر کی شب مجسی نہین یار جدا

میری آنکھو نمین شب روز پہرا کرتی ہو تجہ
چشم بد دور زمانی سی ہی رفتار جدا

وصل کا شوق ہی یہ پہنی مری کپڑی جو تو
مثل پیراہن گل پہر نہون سہار جدا

ای وزیرا سپہ ہی ب کمک تجہی شاہد
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا

مر ہی جائی جو ہو گیسو سی دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس ہی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک روان قصہ ہی اہل جدا
تاری سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل سوز کہلا رہتی ہین گل کہا کر
یان خزان مین بہی نہین مین گل رخسار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئی گی پھر
یار کی دوش سی جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ ساں ہم بھی ہی ساتھ پڑتی جائین
نہوں قدموں سی تری کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچھ زلف نہین ہی شانی
انگلیان چھوتی ہی ہو جائینگی دو چار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونون سے ہین تیری طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آ کی جو ٹھیرون کوئی دم
تیری دیوار سی ہو سایۂ دیوار جدا

باڑہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجھکو
موج مے ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

درد لب تشنگی کرہ چنان ہاتا دم مرگ
استخوان ہی نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ نہین دیکھین جو روی قاتل
بولی طوطی کسطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھا ای قاتل
ہوگئی میان سی از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہ ہووس سی گزر
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکی گھر جاؤن تو ضد سی مجھی دربان گہ ہو
آنکھین دکھلانی لگین روزن دیوار جدا

ہی وہ جیب تن یار کہ او تری نہ قبا
تار سی جیب تلک وسکا نہوا تار جدا

۲۵
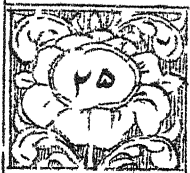
حشر کی دن بھی نہ کی لطف ہی درست ورنہ
اس سلاسل سی نہوگا یہ گنہگار جدا

۲۵

ہو گیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

بلکہ ہی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا
صورت انعقاد ہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین فزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سے گل وہ عارض گلگون ہوا
اس قدر قمری مری بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بہی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ بنی
دیکھتی ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلی ہی مرجا پہر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی وہی جیحون ہوا

ہنسکی بولا وہ گل این گل دیگر شگفت
دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنی گھر مین خجلت رسوائی سی دفن اوسی کیا
حور نی گاڑا اوسی فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑہنی کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا آج دن دن فزون ہوا

پاؤن جب کہا ہماری غیرت مہتاب نی
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہری سی اپنی رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان باقی نہین دنیا مین ہم
سنگ وخشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابرو بہی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بہی مقرون ہوا

آسمان ہی اژگون خورشید بھی ہی اژگون — کسنی پہیری آنکھ جو تجھسے جہان اژدون ہوا

نکلی ہین وہ خال یار لائی لب میگون یار — نشہ می سی دو بالا تیرہ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا — ساقیا شکل بطی طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا ٹھہرا بیت مین — طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ ہو یاقوت وہ ٹھی دا الف مین ہم مگر — دیکھنا اوسکا ہماری واسطی شبخون ہوا

مرکی ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنی لی گئے — نقد داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نی — صاد کی قابل ہی یہ تحریر اوسسے نون ہوا

گل کھلائی ہین ہمی وحشت نے دیکھ ای عندلیب — سنگ جو آکر لگا وہ خون سی گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کی ہوتی نہین — چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کی رخ پہ گرمی سی عرق — چشمۂ خورشید مین ظاہر دُر مکنون ہوا

پاؤن پڑنی پر بھی ہرگز نہ وہ کہلاتا نہین — گلشن شداد کا فرکا رخ گلگون ہوا

۲۷ ہو گیا لبریز می اعجاز ساقی سی وزیر — جام خالی مین جو عکس لب میگون ہوا ۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا — مین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سی مجھکو کار رہا — تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین — عشق تب سے گلی کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا ہین سبک — خاطر یار پہ بار رہا

ٹھن گئے جب کہ تو نہ آنے گا — موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پر — دل کے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر — مدتون ابر اشکبار رہا
سر جھکائی رہا سدا گردون — کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ — مین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئی راتون کو — یون چراغان سر مزار رہا
صورت گرد باد گرد پھرا — ہو کی خاک اوسپہ مین نثار رہا
اوٹھ گیا یار میری پہلو سی — درد پہلو مین یادگار رہا
چلی ٹھکرا کے میری تربت کو — خاک سی سب مری غبار رہا
نازنی دی نہ رخصت آگی وہی — دو قدم جب مرا مزار رہا

چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا

صبح کا عالم ہے رخ مین گیسو مین شام کا — طور ہی پھرنی مین تیری گردش ایام کا
وصف وہ کرتی لگا چشم بت گلفام کا — گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین گر بے نشان باقی ہی میری نام کا — اکنون مثل نگین عالم ہی میری نام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا — ٹوٹنا پانی سی ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نی ہماری منہ پہ بکھا شام کا — یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تہا محفل سی جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑا گیا مینا بہی زرین جام کا

سایۂ اوسکی پری بہی کہنچ جاتا ہون فرط ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری لگی کیا جانی کدہر کولی گئی
ڈہونڈہتا پہرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹہا پاؤن میری سو گئی
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تہی مجکو بسکہ امید سحر
صبح کی تارے پہ دہوکا تہا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنی اپنی حال مین
ہین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اڑا دکہلا دو تم
دیکہنا تہر سی پہر پہوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجہی سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین سیاری رہی تڑپکے مر گئین
باڑہ کا ڈورا تہا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکہہ طفلی مین ہی گہوارہ تو کرتا بوت یاد
چاہیی آغاز مین کہنا خیال انجام کا

جب خیال مستشیے مین گرتی ہین آنکہو نسی اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چہلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سی
حرف جو لکہتا تو اپنی بسملون کی نام کا

پاس اپنی وہ ستمگر بیٹہنے دی کب مجہی
حرف کاغذ سی اوٹہاتا ہی جہان میری نام کا

قاصدا یہ حال ہی صعوبت مین جان لب پر
ضعف سی مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۹

اور بہی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشونکا ساقی اور چہلکنا جام کا

۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گرد ملال کا
شیشہ بہی چاہیی عرق انفعال کا

سوی کمر ترا ابھی پہنچا جو بال کا — پھنس جاوی مرغ جان اُس نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہمای جمال کا — لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھای مجھکو نہ فرقت ملال کا — یارب ہو روز وصل مرادون وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا — مانی سی جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی وسنی جو مسّی لگا لی ہے — یعنی وہان تنگ پہ دہوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی تیغ کی شعلی مین — روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈہال کا

مردی جیی ہین سنکی یہ ہی طرز گفتگو — مرتی ہی جس پہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین تری در رندان سی منفعل — تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سی پوچھتی ہین نشان وہان یار — ہرگز نہین جواب ہماری سوال کا

گذری جو کوہ کن وہی یان ہی سرگذشت — ہی ایک حال تیشہ ماضی و حال کا

وحشت مین پاؤ جیب لا کر دی ہین بخ — ٹکڑی کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھی دکھا کی جو دیوانہ کر دیا — پہنا و طوق حلقہ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلی کوئی — افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن ہو فلک سی کسی شب چراغ ماہ — روغن نہ ہاتھ آئی اگر تیری ڈہال کا

تو ہم کنار رہو تو بنی یہ مہ تمام — آغوش مین ہماری ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیری دانتون کی جانب نگہ مری — تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی ونکو چاندنی کا تری خیمون کو خوف — پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈہال کا

پونہچا ہین کہاں ہی گہات سی دندان تلک
کا ہیدہ ہوکی بنگیا تنکا خلال کا

غنچی چمن مین چٹکی چلی ناز سی نسیم
انداز اوڑایا سب نی ترنی ال چال کا

ماہ فلک نی مین پہ وہ مشہور ہوگیا
شہرہ ہوا بلند جو تیری جمال کا

برسون نی مین شعر مین بہونچا ہی ہا
مضمون بندہ گیا جو کبہی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکہ دیکہہ کی سہجائین یا نصیب
لوٹی اوگالدان مزا وہین گال کا

جرّاح میری زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملی تجہی قاتل کی ڈہال کا

۳۰ — ۱۶

برپا ہوا ہی فتنہ محشر جو ای وزیر
کچہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

اپنی محبوب کا کوچہ ہی مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہی گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چہپائین کہ ہوا ہی نہ لگی
شکل فانوس ہوا وس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور اسرافیل سی شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخ حسن سبب ایسی ہین
صرف فانوس ہو پہٹ جای جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہے
دوست سی کم نہین اپنی لیی دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل چہی ہو ورکی ہاتہہ
غیر کی پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بہلا چاہیی کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اسنی کیا ہم نی تماشا اوسکا
دوست کی اپنی لڑاتا ہو نہین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوکی چہرہ پہ ہوئی اب عشق مین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھ دکھلا کی یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب ہان جاتا ہون تو ضد سی مری صورت چشم
بند کر لیتی ہی دیوار ہی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسی کہتی ہین
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین بیٹھتی تہی سن کی لا پردۂ گوش
اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱ — ۲۳

آج تک نوح کا طوفان اوسی کہتی ہین شہ نصیر
ایک دن ہم نی نچوڑا تھا جو دامن اپنا

مری وحشت سی عالم محفلی ہی نشین صحرا کا
ٹپک کر جی کا قطرہ آبلہ ہو پای مینا کا

نہین سینہ داہی تیری دیکھنی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کی حلقون مین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نی پہونچا دیا ہی سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گہٹنا کف پا کا

ہوا مستی مین جو اپنا گذر گلشن مین ای ساقی
تری ہی دیکھنی والی تہی پہلی تاک کو تاکا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون میخوارے پہ گر آؤن
پیالہ ہوی حلقہ دیدۂ آہوی صحرا کا

گلی ہی سرخی پان صورت می جو نظر آئی
ہوا اشک میکشون گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
ہوا کیا حال تیری گیسو و عارض کی شیدا کا

صراحی اگر دن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہی
برنگ شمع سوزان ہم ہین عالم ہی مینا کا

ادہر اتمس بچیان ہمنی تو اپنی جیب و دامن کی
اجازت دی جنون ٹکڑی کی دامن بہی صحرا کا

بجز بحر طویل آتی نہ ہرگز چھوٹی بحرون مین
بڑا مضمون ہے اے چشم تر اشکون کی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلوون سی اپنی خار پہ چبھکر
برنگ دامن گل بھیگون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھی عشق دہان تنگ نی ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بہلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین ایے بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سی کوئی خار صحرا کا

لڑائی بی سبب کرنا بہانا کر کی کچھ ملنا
اوٹھائی ہین مزا وصلت مین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو بی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آ اے آفتاب اس ہم ہیتن سی ہی جا خانے
نہ تابان ہی نہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت ہی نہ لعیار سی ہی سلسلہ گہتی
دہوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ مین چلنی عصا شیشہ ہے صہبا کا

پر عنقا سی مین ہین دہان تنگ عنقا سے
دہن کی پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری وحشت گردی سے
کہ اوس مین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب رابطہ ہمسی کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو ہی آشنا سر کا ہی و کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجھسی عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین تیرے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

٣٢ — ١٩

وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود بین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھی بٹھائی تمہین کیا ہو گیا
اوٹھ کی چلی حشر بپا ہو گیا

آنکھوں سی طوفان بپا ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مری مرحبا — ایک تہ کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش الٰہی ہے زمین ای جنون — جان سے کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا — تیر اکبوتر بہی ہرا ہوگیا

چہوتی ہے وہ زلف مری روبرو — تجکو جنون باد صبا ہوگیا

سایہ کسی سنے ندیا بہ مرگ — ہاتہ جدا پاؤن جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب — نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سی — بند سی بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہے آرزو — دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکی پونہچ کشتی مے ساقیا — اشکون سی طوفان بپا ہوگیا

کہل گئی بس شکوونکی دفتر ہزار — ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین — کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندہا — سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چہڑکا نمک — زخم کی کہانی کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بہیجا نہ کوئی پڑہ سکا — خط مری قسمت کا لکہا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہے یار — آج فقیرون کا بہلا ہوگیا

ہاتہ وزیر اوسکو لگا یا نہیں

مفت مین انگشت نما ہوگیا

آنکھوں مین تیری کیا مین سبکبار ہوگیا
نظروں مین تولنے کی سزاوار ہوگیا
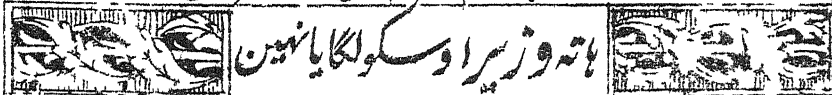
بیوجہ زلف کا مین گرفتار ہوگیا
بیجرم بال بال گنہگار ہوگیا

ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہوگیا
روزن کو دید کا تری آزار ہوگیا

آنکھیں لڑائین تو نے مین بیمار ہوگیا
اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہوگیا

رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر مین
نزدیک دور ہین سے دلدار ہوگیا

برسات گئی ن آئی تو جگنو نکل پڑے
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہوگیا

بیٹھے جہری سے تو نے بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہوگیا

مستی مین پاے ساقی مینوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہوگیا

کرنے لگا ہے شکوہ جور و جفاے یار
دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہوگیا

ولہ

ابر کیا گھر گھر کی آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کی آتی ہے لفافا کھل گیا

آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کھل گیا

تم جو بولے ہوگیا ثابت دہن
باتون ہین یا تو ہین عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

بی زبانے باتین سنوانی لگی — گالیون پر منہ تمہارا کھل گیا
تہا قلم بند اپنی آزادی کا حال — خط کو جب اوسنی لپیٹا کھل گیا
خط پہ خط لائی جو مرغ نامہ بر — بولی ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

ولہ

نیمچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونی لگا — دیکھہ وہ قاتل فسان دوران سپر ہونی لگا
حال بیتابی دل پیش نظر ہونی لگا — اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونی لگا
سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونی لگا — آئی پیری استخوان شمع سحر ہونی لگا
یار کا نخل عداوت بارور ہونی لگا — بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونی لگا
سختی ایام دوڑی آتی ہی پتھر لیے — کیا مرا نخل تمنا بارور ہونی لگا
دیکھہ او گلچین اسی کہتی ہین فرط اتحاد — تو نی توڑی پہول مین بال و پر ہونی لگا
ہو چلا پانی سی پتلا روی تابان دیکھکر — آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونی لگا
کیا چمن مین شاد ہون مین بلبل نازک مزاج — گر ہوا بھی چھو گئی بی بال و پر ہونی لگا
ہو گیا بیچین مین دشمن کی بھی فریاد سی — دل نی جب نالہ کیا ٹکڑی جگر ہونی لگا
جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہہ چلے — ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونی لگا
لن ترانی کی صدا زنجیر در سی آئی گی — گرتی گرتی لامکان بندی کا گھر ہونی لگا
آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند — چاند کا دہوکا چراغ بام پر ہونی لگا
او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر — ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونی لگا

سخت جانی سی جھڑین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئی پیدا اثر ہونی لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئی
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونی لگا

کیون نہ اسی شہسوار فتنہ ہی جمین آج ابھی
سائی ہی ہر ہر قدم پیدا شجر ہونی لگا

کاٹکر سر میری قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑہ کی سر ہونی لگا

زور عریان ہون اگر دیکھی کوئی عریان نہین
لاغری سی پیرہن تار نظر ہونی لگا

دیکھا ہی بت کیا دیا اللہ نی نعم البدل
گھر ہی باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونی لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونی لگا

وصف کرتا ہی ہمین کسکی طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونی لگا

چشم وابرو ہی اشاری کیسی ہی ساقی کی
پنجہ دست سبو ساغر سپر ہونی لگا

بڑہ گئی یاد دہن ملکر ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونی لگا

٣٦

جب لگا لکھنی لب جان بخش کی مدحت وزیر
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونی لگا

٢٠

خط سی پنہان جو عارض شک قمر ہونی لگا
رات اب گھٹنی لگی دن مختصر ہونی لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بی خبر ہونی لگا
خط کی پڑہتی دیکھکر ٹکڑی جگر ہونی لگا

کیا ہی لپٹا ہی عری دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونی لگا

بھر گیا جب خون مجہ بسمل کا تڑپی اسقدر
تیغ سی جوہر جدا مثل شرر ہونی لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سی
ابرو اٹھکر تیغ قاتل سی سپر ہونی لگا

چاہیی نقل مکان کرنا بہت بیجا ہون
قبر لو کہدنی لگی تیار گہر ہونی لگا

حسرت ای پیری کہ اب چلنی کی تیاری ہے
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونی لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر بہی ہین
اک جہان دو حرف سی زیر و زبر ہونی لگا

بڑہتی بڑہتی ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
پیچہ یون دست قاتل مین سپر ہونی لگا

بلبلون نی آنکہ ڈالی ہی رگ گل جانکر
ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونی لگا

دو ہی باتو نمین ہوی وہ بہی ہین ہمین بے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونی لگا

پیار کسکو تیری آنکہون سی ملا آتا نہین
سرمی کا دنبالہ آغوش نظر ہونی لگا

ہی وہان ہر ایک عنصر رہتی ہر گرد کے طاف
پہلی منزل مین جدا ہمسفر ہونی لگا

خندۂ دندان نما سی وہ ہلال آ نی نظر
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونی لگا

تجسی اڑکر ہم جو آئی باغ مین ای خنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونی لگا

اب نی ستایا بہٹکتے ہین ہم ای خضر اجل
جادۂ راہ عدم موی کمر ہونی لگا

کرتی ہین ہر رو گلگشت ریاض کوی یار
جیتی جی فردوس مین اپنا گذر ہونی لگا

تنگنای دہر نی تاثیر سی تاثیر سے کے
روزن دیوار سی کوتاہ گہر ہونی لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونی لگا

۳۷
ہوگئی تیمور ریاحی حرص جب توڑا فریر
ہاتہ اوٹہایا جاہ سی سر پر جنون ہونی لگا
۲۳

ساقی سی آج نامہ و پیغام ہوگیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہوگیا

زعفران

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا ‏ ‏ زنار رشتہ کی جامۂ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہوگیا ‏ ‏ دور پیالۂ گل بادام ہوگیا

کیا بنگیا بگڑ کی مرا خانۂ خراب ‏ ‏ اوٹھا جو گرد باد سبھی بام ہوگیا

شیشہ کہان تک دلکا جو پہرا او کرتے ہو ‏ ‏ مدت سی نذر سنگ تھے ایام ہوگیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بہی تفرقہ ‏ ‏ اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود نفس نی ‏ ‏ ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

اچہو رہا نہ ناخن خنجر کی ہاتہ سی ‏ ‏ لپٹا یہ مسخ دل گرہ دام ہوگیا

پتلا ہوا اچال وہ ان انکہونکی عشق مین ‏ ‏ بادام گہل کی روغن بادام ہوگیا

ساغر پہ کسنی گردن مینا پہ کہدیا ‏ ‏ طوق گلوی شیشہ خط جام ہوگیا

دکہلایا جذب عشق نی کیا حسن انقلاب ‏ ‏ لکہا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا ہی نقطہ سنا تا ہی تیرا دہان تنگ ‏ ‏ گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

کرتا ہی مچہلیونکی عوض موتیونکو صید ‏ ‏ دہاگا تری خلال کا بہی دام ہوگیا

سچ کہتی ہو کہ بن گئی جان سی بیچون ‏ ‏ تم روح بنگئی تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین بہی لکہی تو الف بی شراب کی ‏ ‏ ابجد مری سبق کو خط جام ہوگیا

کب بین حریص بحر تو دل کی آشنا ‏ ‏ موتی کا ایک قطرہ ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتہ خالی آیا وہ صیاد رو دیا ‏ ‏ کچہ ایسا تار اشک کا ہا دام ہوگیا

سمجہا اشارہ آنکہ کا زاہد پیون شراب ‏ ‏ شیشہ نگاہ کم سی تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوی آپ ہی دہن مین
گم اس نگین کی ساتہ مرا نام ہوگیا

راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا
درکار اب بہی جامۂ احرام ہوگیا

۳۸

کیا جلد آیا ہجر مین دل نقد جان زیر
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا

۲۳

سودای عشق بادۂ گلفام ہوگیا
گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا

موقوف دور گردش ایام ہوگیا
روز سیاہ زلف سر شام ہوگیا
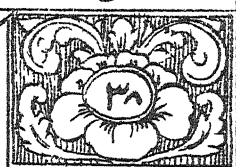
راحت جو مجکو دی تو ہوا اینکنام یار
آرام دل بنا تو دل آرام ہوگیا

مژگان پہ آگئی ہین مگر اشک ہای گرم
خسخانۂ چشم تر کا جو حمام ہوگیا

ساقی نی دی شراب تو کوتاہی سنی کی
شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا

طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کے
مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا

آنسو بہا تو رشتہ پیام مرغ دل ہوا
دانی نی کی جو نشو و نما دام ہوگیا

صیاد اوڑسکی گلا اب عندلیب حسن
خط پہول سی عذار پہ گلدام ہوگیا

درد فراق نی ہمین مارا تو کہتے ہین
کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا

رتبہ بڑہا یہ آپ کی قصر بلند کا
جہککر فلک کلاہ سر بام ہوگیا

ہریان تپ فراق سی نکلی لگا رقیب
نکلا مرا بخار اوسی سرسام ہوگیا

دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین
مچھلی کو موج آب مگر دام ہوگیا

ای روح دیکہ صنعت پروردگار کو
مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی گزک جو مستونکی زاہد بہک گیا — پانی بھر آیا منہ مین حی آشام ہوگیا

اوس گل نی منہ لگایا تو بوسی کیواسطی — شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکی چلی سوی کعبہ ہم — اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین — لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل سی تو اونکی دور بیٹھی ہین گو قریب — جو روبروئی سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نی — پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوانی کی امید دید قطع — تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ — کیا جانی کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکہا آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تو — اک دل جو چار ہوگئی اندام ہوگیا
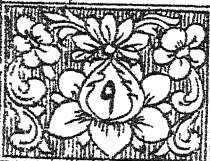
یا شاہ انبیا تری درکا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا — مددای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہے — ہی مہیا سر و سامان بلا

مرگیا گیسو پر پیچ مین دل — چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکی ہین چوٹی مین عیان — کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولی بکھرا کی وہ زلفین اپنی — ہم ہوی سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای مہ حسن — کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

لکان سے گئے تو تیری زلفوں مین نہین | ہی چراغ تہ داماں بلا
اگر می رخ ہی عرق یہ ہی زلف | ہی گہر بار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو شرہ | ہی بیے شیر نیستان بلا

۴۰ ولہ ۴۱

گرد [illegible] بنا [illegible] کا پہالا | گرداب بنا چشمہ سیماب کا پہالا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا پہالا | رکہتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پہالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پہالا | ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پہالا
[illegible] ہی داغ دل بیتاب کا پہالا | اک شعلہ جوالہ ہی تیزاب کا پہالا
چمکتا ہی زخم دل بیتاب کا پہالا | کیا رکہدیا جراح نے گرداب کا پہالا
خورشید جہان [illegible] قیامت نکل آیا | ٹوٹ گیا داغ دل بیتاب کا پہالا
گلکاریان کی ہین زرد داغ جنون نے | پہولا ہم کا پہالا ہی نہ کمخاب کا پہالا
تری عارض کا چمن مین دم گلگشت | ہی داغ دل لالہ شاداب کا پہالا
قاتل کی [illegible] آئی ہینگی دہن زخم | کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا پہالا
او چرخ [illegible] ہی بڑا داغ جدائی | چہوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پہالا
[illegible] کیطرح پہوٹ بہی آنکہین | رومال ہوا ہی نہین [illegible] کا پہالا
ساقی تو مری زخم کی انگور پہ رکہدی | اس [illegible] مے ناب کا پہالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکہائی نہین دیتا | در کار ہوا مرہم نایاب کا پہالا

چار آنکھیں ہوئیں زخم جدائی ہوا اچھا — پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت بھی مشہور ہوا ہے — اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین — جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر — ہمتا ہی کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو — جراح نے رکھا نہیں تیزاب کا پھاہا

داغ دل عریان ہی جو داغ شب ہجران — رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

اوتر جو مری زخم سے تو اوڑ ہی بلبل — ہمرنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

قطعہ

دیکھا تھا جو خواب بیکسی نے کیا زخمی — اور حلقۂ گیسوی پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلا دے — پھر زخم لگی پردۂ دل خواب کا پھاہا

گلتیکی کو اونکی دل مجروح پہ رکھدو — خورشید نے بھیجا مجھی مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے — اب جھانک کی رکھ دیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا خنجر — لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کی کوچے میں ہے نقش قدم ہی — اوٹھتا نہیں جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین — رکھدی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے — سوکھا ہی ہوا رکھتی ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل تری مجروح کی نیند اوڑادی — پردا تھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پہونچی اگر سینۂ صد دل پہ تڑپکر — مینا [illegible] دل بیتاب کا پھاہا

۲۱

آئین نہ وزیر اوسکو فقر خشم ان ار
بنجاہی اگر آنکہ بہی تیزاب کا پہاہا

۲۲

جو بہر صلح بہی وہ ترک جنگجو آیا
بڑہا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سی منہ پہ کہائی تیغ
جو پیٹہ پہیر کی کہا تہا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری ہی کہ خونباری
جو اشک تہم گئی تو آنکہ سی لہو آیا

نماز شکر پڑہی کعبی کو سلام کیا
جو حکم سجدہ بجا عاشق کو چارہ سو آیا

اگر زمین کی پوچہی فلک کی وسنی کہی
یہ اونکا آدمی اچہا فرشتہ خو آیا

سما گئی مری سینی مین مثل دل شیشی
تمہاری محتسبو ہاتہ کیا کدو آیا

وہ چال چہپتی ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان ہنچ بند ہوئی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سی ملگئی تعزیر
کبہی جو لب پہ مری حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجہی چاند دہوپ مین نکلا
جو زرد کپڑی پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کی شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکہا جو پہیلائی ملنی پیار ہی ہاتہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفائون کی ذکر پہ بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بی احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پی رفو آیا

ہوئی زرختو نہین گلبرگ ساری تپ سی بہر
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سی کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکہا رخ قیامت نما — سحر کو آئینہ حشر روبرو آیا
نہ تہی شراب کہ پیدا ہوا مزا دل مست — پیالہ بہی نہ بنا تہا کہ یہ سبو آیا
خدائی جسم کو جان مین عطا جو کین ای بت — بجای روح ہماری بدن مین تو آیا
جلایا طور کو جسنی وہی گرمی تجلی — کہ ہر سی شعلہ آواز گفتگو آیا
دلی ہین چرخ نی چکر کہ چرخ پوچہا ہی — تماشا دیکہتی میرا وہ ماہرو آیا
نہ ہمکو ہاتہ مین دل کا مزا پہر آنکہ دکہائی — مزا نہین ہی اگر جام بی سبو آیا
نہائی خون مین ہم ہاتہ جان سی دہو بیٹہے — یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۲ — ۹

برہمنو جو ابہی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا

خط سیہ سی گالون کا اک ڈہیر ہو گیا — غمزہ نیچی سیب ذقن بیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی — آہو شکار کر کی بہی شیر ہو گیا
زلفون نی دلکو چہین لیا رخ کی دید مین — لوٹا ہی دن دہاڑی یہ اندہیر ہو گیا
بڑہ جائیگی جفا بہی اب نوجوان وہ طفل — یہ نیمچہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا
بہکر جو آستین سی پونہچا ہی کوس تک — ای اشک کوس بہر کا تجہی پہیر ہو گیا
آنسو نکل نکل کی جو مژگان پہ تہم رہی — دریا کنارے موتیون کا ڈہیر ہو گیا
جہککر ملی جو سب سی تو مرنی لگا جہان — قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
بلبل چمن مین گل کی دہن پر خموش ہی — مجہ ہینو فقیر کا یان ڈہیر ہو گیا

۲۴۳ درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا
آفاتحہ کو لکھنو اجمیر ہو گیا ۱۷

کب دیا انگور نی شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دہوکی کی ٹٹی دا ابست تاک کا

ظلم ابہی دیکہنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشہ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا ململجی پوشاک کا
ہوگی ڈہیلا ضعف سی تہ جامہ خاک کا

دور ہوں سی الماس ململجی پوشاک کا
خوب جاتی سیدا ہی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشہ انگور سی ٹپکی شراب
چہا ہی بوتل نی سایہ ممتکر تاک کا

آب خجلت میں نہائی دیکہکر تجکو حسین
ہاتہ میں دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام سی نکلا نو اوس کی سیلے
بنگیا سورج ملکی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتہ آئی تو کردیجی ترک لباس
عیب پوشی سی کہیں بہتر ہی کم پوشاک کا

کون ساقی ہی مئی غم سی جو ہوتا ہی سرور
ہاتہ میں کسکے ہی ساغر گردش افلاک کا

غنچہ سی ہنسکر جہکایا ری خجلت سی سر
زہر خندہ نی اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن بن سی لپٹتی وہ فرہاد کی
ہوگیا ٹکڑی گریبان حلقہ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکہیو ان کسطرح ٹہہریگا تنکا ناک کا

پوچہ لینگی راہ وحشی کوچہ زنجیر کے
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہیں ہی بی تحریک روح
پاؤں سی اک کی چلتا ہی مرکب خاک کا

زہر کہاتی ہین گل چمن مین خال جانان دیکہکر | داغ مین لالی کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات | موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا

بہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا | نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نی دریا مین | تو لوگ کہنی لگی آفتاب ڈوب گیا

بڑہا یہ بارش ابر مژہ سی سیل سرشک | کہ خیمۂ فلک پی طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نی یہ گرمی کی | کہ مین پسینی مین ابہی حباب ڈوب گیا

چہپایا جام جو ساقی نی گر پڑی مری اشک | ستارہ آئی نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمۂ شب فرقت کا اوٹہانا نہین اچہا | ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچہا

وحشی ہون تصویر بہی لی راہ بیابان | مانی سی کہو پاؤن بنانا نہین اچہا

آمادہ نہون پہر کہین توبہ شکنی پہ | قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچہا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوی | تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچہا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجہی جو شان مصطفی | ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابہی مرجانی کا ہوا اشتیاق | گر کری زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل | سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کی میرا سر پیدا | وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

پلا ہون دامن صحرای بیقراری مین | ہوا ہون طایر بسمل کی زیر پر پیدا

ولہ

میکشی پر سعی اے بت جو تو ہو جاے گا
سنگ بھی قالب تہی کر کی سبو ہو جائیگا

خوشبو نکلی زخم کا جراح کیا جانی علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جاے گا

ولہ

حسن یوسف سی فزون تر ہی سواد لیلیٰ کا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہیں غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہماری دامن تر کا

ولہ

خون میرا اوکہتی ہی سہم کر قاتل گرا
پیشتر گرنی سی اوسکی خون میں بسمل گرا

ولہ

چھپ گیا دوستی کی پردی میں
دشمن جان نی کیا حجاب کیا

جا لگی گور کی کنارے ہم
کوچے کی ٹھہری پا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہے
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دہاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلا دیا نہو گلشن میں آتش گل نے
دہوان سا آج جو بلبل کی آشیانسی اوٹھا

۴۵ ردیف بای موحدہ ۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجھی وہ دہن ہی لاجواب

باتیں سنوائیں لب خاموش نی
ورنہ ہم دیتی اوسی کیا کیا جواب

بی نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہیں جسکا جواب

سادہ کاغذ بھیجا نامی کی عوض
وان سی آیا بھی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا میں نشان
غیب سی ملتا مجھی اسکا جواب

زخم جو کچھ کہتی زبان تیغ سے
میں دہان زخم سی دیتا جواب

آج مجہ سی بات اگر کرتی نہین — دینگی یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بی دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان — یار کی صورت ہون مین بہی لاجواب

کہلی اک مصرع سہ نورہ گیا — ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدہی کی جو تہا منہ کو رقید — ذکر ابرو مین دیا ٹیڑہا جواب

کیچہی کیا بات اس کج طبع سے — دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چہوڑ کر — مجہکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل — پر نہ قاصد لیکی کچہ آیا جواب

سنکی باتین میری حاسد چپ ہی
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

آئی ہو ہم یہ کرنیکو بیداد یا نصیب — بہولی ہو ونکو یونہین کیا یاد یا نصیب

کتنی اسیر ذبح ہوی کتنی چہٹ گئی — ہمسی رہا تلقا قفل صیاد یا نصیب

تصویر بہی نہ کہنچ سکی مجہ ناتوان کی — گر گر پڑا ہی خامۂ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہمتو کسی سرو کی بغیر — دیکہین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجہی خندہ لب کیا — ہمکو عطا کیہی لب فریاد یا نصیب

ایڈیان وقت ذبح بہی کیا کیا نہین ہوئین — رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکہا جو تجکو کہتی ہین حسرت سی خوبرو — ہم آدمی ہوئی اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تہا جیب سو ٹکڑی ہی اوڑا دیا — دست جنون نی خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتی دم بھی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سی لگاتی ہی نظر و نسی گر گئی
کیا اپنی عشق کی ہی افتاد یا نصیب

بہولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین
پہر اوسکو اک ہمین نہ رہی یاد یا نصیب

۲۷ ۹
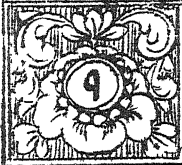
واقف کیطرح ہجر مین پی نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

کسکی شمع رخ سی ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچھ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کہون مین انکو کسی جا ملو گی تو کہی
ہی وہ نادان شب کو جو پوچھی سراغ آفتاب

شمع رو ہی یار سی اوٹھی جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجھ جائی چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سی لیتا ہون جام
ساغر مہ انکو دن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سی ذرا کہولدی عارض کی جھلک
یہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل اپنی داغ کی وہ رشک مہر
ہی بجا کہی اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تاری ہین سی ہی رات پیشانی ہی صبح
قد ہی شمع ماہتاب او رخ چراغ آفتاب

خط کی شب سی نکل آئی ہین رخسار صاف
ہو گہن کی قید سی جیسی فراغ آفتاب
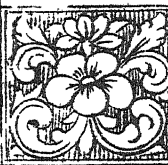
آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دلکی داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا وید سی قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کری عزم سفر خواب
مری آنکھون سی لی پاس نظر خواب

ردیف بای فارسی

(۲۴۶) (۱۴)

عبث چہوا تری گیسو ہی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتہ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکہہ کی زلف یہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ایچان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالی کری کہان وہ زلف
صدا ہی نی کیطرف آہی ہو کہین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار
پیی گا شیر سحر میری مہ جبین کا سانپ

نہین ہی وی سر ناک پر وہ مشکین زلف
یہ اوس کی چاٹنی نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین تو کر جو اشک پوچہی ہین
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری یہ رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب مین ہنی لگا انبو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکہکی اوس جبین پہ زلف مین در گوش
اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کہل گیا کبہی موباف پہر آئی گا
ابہی ہی کینچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کی ہونٹون مین گیسو کو ناسپی بولی
بجای شیر پہ ماوی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکی نہین ورنہ لونگا بوسہ کاکل
تو سوچ خندہ لب ہو گئی نہین کا سانپ

اوٹہا کی اب کل عارض سی زلف ہاتہ مین لو
چڑہا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکا رٹرہ کی افعی ہو
طلسم حسن بنا دی تہہ نگین کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سی ہی آدمی ہین نیک
کسیکو کاٹی نہ ہرگز تمہارا یاسمین کا سانپ

افزون ہین ماہ تمام حسن مین شمس و قمر سی آج
آئینہ اسکی دیکہی میری نظر سی آب

٧٩ **ردیف تای فوقانی** ١٣

دیکھیں گر سرو قد یار درخت
گرین قدمون پہ سایہ وار درخت

سنگ کھاتی ہین بار بار درخت
اپنی پہل سی ہین زیربار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سی داغدار درخت

عشق پیچان کی طرح لپٹون ہین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھاکر یہ ہم سے پہل پایا
گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھولدی او سرو
تاکہون ہے یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی مرے نگینی مین
سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بہی
نخل ماتم سر مزار درخت

پہل جو ہی مجکو پہل ہی برچہی کا
ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتہر لگاتے ہین لڑکے
ای جنون کیا ہون باردار درخت

سرو صدقی ہین ہوگیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پہول انگاری
جلین دیکھین جو قد یار درخت

٥٠ **وله** ٥

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت
ہجوم بوسہ لب نی ندی اک باتکی فرصت

قدم ہم تیری تعظیم کرتی اوڑکی خاک اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی اے پری فرصت

بنی غربال پھر بازی طفلان سی گل کہی
فلک نی خاک چھنوائی مری پہچی ہی فرصت

مددای بیکاری رواں ہوش گم ہوں مثل یوسف میں
نہیں دیتی ہی مجکو ایکدم بہی بیخودی فرصت

نہیں ذوق گلوگیری گریبان پہٹ چکا اپنا
ہوی بیکار دست جنونکو ہو گئی فرصت

۵۱ ولہ ۵۱

تنگی دہن سی ہی اڑی بات
چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
لب تک آکر پھسل پڑی بات

مطلب پہ اگر زبان دو تم
ہو منہ سی ابھی نکل کھڑی بات

دل شیشۂ ساعت اپنا بن جای
ساقی نکری جو دو گھڑی بات

ہیں پیٹ کی ہلکی وہ صدف سان
موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

قصد لی پنی ہی احد کسکو سودای بہشت
ہم ہرنگ باغ دنیں جو ہاتہ آئی بہشت

جاؤں میں دوزخ کو نلوں احسان بانی بہشت
ولہ
کچہ ہمنم کا نہیں مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ ردیف ثای مثلثہ ۱۹

بہولی تم حرمت وفا کیا باعث
ہای خط بہی نہ لکھا کیا باعث

لطف کو شک کہا کیا باعث
ہوی ہمسی یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو تم نی قتل کیا
کرتی ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سی بہی قریب
کیوں وہ بیت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہے — سر مرا پھر نہ لگا کیا باعث
یان تو پیغام اجل آپونہچا — وان سی قاصد نہ پھرا کیا باعث
کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے — دل شب تار ہوا کیا باعث
بوسہ خال ذقن مانگا تھا — داغ دل تو نے دیا کیا باعث
کیا پڑھایا اوسی کچھ غیرون نی — خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث
عشق مین کیون ہی مجھی ننگ سی عار — اوٹھ گئی شرم وحیا کیا باعث
کھل گئی ہنسی مین کیا دانت اوسکی — گر پڑی برق بلا کیا باعث
سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے — پھر مین نظرون سی گرا کیا باعث
ایجنون دشت مین کانٹون نی مجھی — پاون پڑ پڑ کی رکھا کیا باعث
آسکو اب پیسی گا نظرون مین — سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث
جب کبھی نالی زمین کانپ اوٹھی — آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

٥٣ ردیف جیم عربی ٢٠

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج — کہ خون آلودہ ہی ای اشک تو آج
ہوئی قاتل سی بیٹھے ہے گفتگو آج — کرون زخم دہن کو مین رفو آج
بتون کو امتحان اپنا ہی منظور — خدا رکھلی ہماری آبرو آج
مرا سر دار مین لٹکا کی خوش ہی — ثمر لایا ہی نخل آرزو آج
لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین — لیا کیون نام قاتل بی وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا ای قیامت — دکھاتی ہی دو قدم بس چلکی تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے — ہوی قاتل سی قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کی جانی سی پہلے — اجل رکھلی ہماری آبرو آج

گلی کاٹی ہزارون عاشقون نی — ہوی نادم دکھا کر وہ گلو آج

جدائی ہوگئی ای دوست تجہسی — بر آئی دشمنون کی آرزو آج

پہونچ جائی مرا سر پای خم تک — زرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سی — خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجہی دیکہا ہوی گل پانی پانی — گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نی ابرو کو دکہایا — تمہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی ہاتھ سی کس گل نی روندا — ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سی پوچہا تو ہوتا — زیادہ کل سی ہی درد گلو آج

نہ دیکہون گا جو فردا ای قیامت — دکہاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

تری کوچی کی شاید راہ بہولی — صبا پہرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسی ای بیخودی گل ڈہونڈہ لینگی — بڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسی ہو کیون خاموش بیٹھی
ہوی موقوف کس سی گفتگو آج

دل اوٹہاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج — نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مری رشک قمر کی شاید رنگ اوڑا جاتا ہی کیون یہ وہی شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن مین پڑین طوق گلی سی لپٹا اے جنون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جاتا ہی گا ابر سیہ مست اوٹھا پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار مین ہر لی اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئی وصل کی ٹھہری ہوگی خواب مشتاق ہوا دیدہ بیدار کا آج

شب فرقت کی تو آنی کا کہین خوف نہو کیون اوترا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر اہی ترک ملک دل پہ ہوا قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵ ردیف حای مہملہ ۲۳

زندہ درگور ابتو ہی بی تیری دلا آرام روح بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی جسم آیا تری [illegible] سی ای آرام روح اب نہین وہ رنج دل ہر دہ جگر آلام روح

کس خوشی جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان بیٹھی ہوئی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ لطافت ہی کہان آئینی مین ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

سیاہ عدہ جسکو کہتی ہین وہ ہی عاشق کی جان ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک بی لگی چار جوہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

شیشئی کا آنا ہوگا گر اسیر ہوگا ہی ذوق جسم ہی کرلی گا ہی صیاد بیداد ام روح

اب غلط صیاد کیون کھلا رہا ہی باغ سبز یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بی آب جب تونی لگائی دل پہ تیغ دیکھا وسفاک نچوڑا اپنا یہ جام روح

جسم سی نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک ‌‌‌‌ ‌ بی لباسی ہنگئی ہی جامۂ احرام روح

دہی دنیا مین نوجوانی رنگ پیری لاگئی ‌ ‌ ای جہان جسم اک دن صبح ہوگی شام روح

تیری ہنسی کی نہی جان کی کیا قالب تہی ‌ ‌ ہی برنگ سنیہ باہر جسم سی ناداں روح

جو نہی ہی جان پر کردون نثار تو سی بیان ‌ ‌ بی دہن سی بی زبان ہو کر کہیون پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نی تر کر دیا ‌ ‌ گر پڑا تلوار کی پانی سی تیغ خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکہیی ‌ ‌ موج بوی گل ہوی ان باغ میں گلفام روح

سو زغم سی آب و خاک و باد مین آتش مزاج ‌ ‌ چار عنصر کا بنا چومکہہ چراغ خام روح

طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہوگیا ‌ ‌ جسم فرط لاغری سی بنگیا ہی دام روح

جسم سی حیرت نی پیدا کی نکلجانی کی راہ ‌ ‌ اپنی تو شُشدر ہی سرای ہیبہ وبی بام روح

کوی تو جان جہان مہمان سرای دیکہیی ‌ ‌ دمبدم پہنچاتی ہین پیک نفس پیغام روح

ہی بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بنا ‌ ‌ پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح

صد مہ موج نفس سی ٹکڑی ٹکڑی ان ‌ ‌ کیون یہ ای گردش بکر وحی بنایا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یان ‌ ‌ پابگل ہی جسم خاکی سی لی وہی کیا کام روح

۵۶

مثل دل سینی سی میری وہ لپٹ کر کہتی ہین

ای وزیر اپنی تو نہیں درد جگر آلام روح

۱۹

پہر گئی تیری جو چشم مست او آرام روح ‌ ‌ جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح

پہر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح ‌ ‌ بیقراری دل کی پہر کہونی لگی آرام روح

ردیف خای معجمہ

فقط لہو سی ہی کیا پیکر شہیدان سرخ ۔ ہر استخوان بہی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوی مشکین و لعل لب دیکہو ۔ حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سر بجیب جو یاد عذار رنگین مین ۔ قبا ہی گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

(۵۷) ردیف دال مہملہ (۱۹)

بی سبب شمع کا ای گل نہین اندام سفید ۔ ہو گئی دیکہ کی یہ ساعد گلفام سفید

ابہی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید ۔ ہی مگر موی کمر ای بت خودکام سفید

ہو گئی رونی سی آب دیدۂ ناکام سفید ۔ جوش باران سی ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سی رہ عشق بسر کی ہی ضعف ۔ رنگ اک گام پہ تہا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین ۔ سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکہ کی معلوم ہوا ۔ چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سی بہت دعوی ہمچشمی تہا ۔ پوست کہینچا جو گیا ہو گئی بادام سفید

میکشی جام سہ و مہر سی کرتا ہون مدام ۔ صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقہ ماتم ہی مجہی حلقہ بزم ۔ نظر آتی ہین سیہ مجہکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سی مری گل کی بناگوش ۔ شاخ بادام مین جیسی گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ ۔ پیش تاریکی گیسو ہی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس اب ای غافل چونک ۔ چہوڑ غفلت کہ ہوی موی سیہ فام سفید

دون جو تشبیہ نہین آنکہون مین چہری چہپا کے
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

بد اگر نیک سی پیدا ہو تو عجب کیا ہے
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ تو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سی ابرو ہی سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سی ہوا گر دام سفید

کچہ تعجب یہ نہین پیری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر موی سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی ان روزون مین
آنکہین سرخی سی تو ہو جاہی مرا نام سفید

۵۸

چشم مخمور صنم دیکہی تو روی یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

۲۵

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
تو خدا انکری آہی نا زبان فریاد

فلک سی گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہنچ گئی ہی کہان سی مری کہان فریاد

کرون مین پہر دم رخصت جوان فریاد
چلی جو تیر تو کرنی لگے کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملی انیس مجہی
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانی کو کرتی ہین باغبان فریاد

گئی زمین سی فلک تک فلک سی عرش تلک
پہری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکہا ہی یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بیدہن کری باتین مین بیزبان فریاد

چہپا ہی گیسوی مشکین مین رخ کرون نالی
ہوئی ہی رات کری کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کری جیسی پاسبان فریاد

جہان مین شور ہی اٹھتی ہین کان کی پردے
ابھی تو آئی ہی سینی سی تا زبان فریاد

فغان وہ سنکی مری ہنستی ہنستی لوٹ گئی
نکل کی منہ سی بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل و اغدار نالان ہو
کری برای گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا او نہین دم رخصت جو رنج تنہائی
تو میری ساتھ کیہی درد و غم فغان فریاد

دلا قسم تجھی سنکی دو پہر تو ہو چپ
کہ آدہی رات سی کرتی ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نی کیا کیا زبان و راز می
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

پہونچین گی نہ جب تک سر ا جہی گی نہ پیاس
کرین گین یار کی بالی کی مچھلیان فریاد

دکھائیگا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مری بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردی
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سی ستی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش نی کیطرح ہون مین وری لب سے
جو منہ لگاؤ تو سن لو مری فغان فریاد

نہ راندن تجھی دیکھین تو پھر چلا جل سا ن
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تنگ آ کی ہوی ہی بر لب نہان فریاد

برنگ نی ہوی روزن جو جا چھپہ چھپہ کر
کرینگی اب مری پاؤن کی انگلیان فریاد

اداسی میری نہین انگلیان وہ چٹکائے
یہ اونکی ہاتھ سی کرتی ہین انگلیان فریاد

وزیر نالی صدای شکست رنگ سی کر
وہ بید ہن ہی کرا ب تو بھی بی زبان فریاد

٥٩
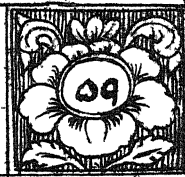
ہماری ساتھ کری کیون نہ آسمان فریاد — صدا نکلتی ہی گنبد مین تو اَمان فریاد
ٹھہر کی آتی ہی ہر استخوان پہلو سے — ہوی ہی ضعف سی محتاج نردبان فریاد
میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان — کہ جسطرح سی ہو و لب کی درمیان فریاد
مثال نی ہوی سوراخ ناوک غم سی — تمام جسم کی کرتی ہین استخوان فریاد
دکھایا پھول شاخ کسنی اور سرو سا قد — کہ نالی بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد
ہما ہی آئی سگ یار اگر نہین آتا — کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد
کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا — دعائین مانگین بہت کی یہان و ہان فریاد
تمہاری دل مین خدا جانی ہوا اثر کہ نہو — یتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد
کہی فلک و قنا ربنا عذاب النار — وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد
جو ایک رات نہ دیکھی ہلال ابروی یار — کری زبان مہ نو سی آسمان فریاد
چمن مین غنچی چٹک کر جو پھول بنتی ہین — زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد
تری جلی ہنی کب سوز غم سی نالان ہون — کباب خام کری آگ پر فغان فریاد
زبان تنگ آ نہین سکتا ہی ایک حرف شکوہ — ہوی ہی اپنی در لب پہ پاسبان فریاد
شب وصال کی ساتھ آئیگی فراق کی صبح — کریگا شام سی مرغ سحر یہان فریاد
جو روزن دیدہ روزن سے روتین دیوارین — کری فغان پہ لب بام سی مکان فریاد
ہین میری قہقہی کی ساتھ ساتھ نالہ بھی — صدای خندہ ہی ہتی ہی تو امان فریاد
زمین پہ ہی دم رقص انگی گھنگروونکی صدا — کہ تاری کرتی ہین بالای آسمان فریاد

گھٹا اگر مری اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئی تو رنج ہو پس مرگ
چراغ مردہ کری آپ ہی کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پہرون فغان فریاد

چھپی ہی کانکی پردی مین شرم کی ماری
جو لی اثر کبھی آتی ہی تا زبان فریاد

خیال زلف ورخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی بان شعلہ ہو دہوان فریاد

کہین خوشی سی زیادہ ہی غم مر اشتیاق
ہنسی سی پیشتر آتی ہی تا زبان فریاد

جفائین انکی بیان کیجیی وفاؤنکی ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی یاسنی اوس سرو کی جو وقت خرام
گمان ہوا مجھی کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیی انہین گھڑیال
وہ کیجی آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پر آہی جو یادمسی مین یان فریاد

فزون ہی نالونکی باعث سی قیمت بلبل
زیادہ کیون نکری قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنی بلبل تو دم پھڑک جائی
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتی ہین وہ دردگوش کا شکوہ
پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

تری خیال گلستان رخ مین ہم او طفل
چمن مین کرتی ہین پڑہ پڑہ کی بوستان فریاد

پہنچتی ہین کانکی پردی دم آیا ہونٹون پر
وبال گوش ہی نالہ بلای جان فریاد

زبان پہ آتی ہی اب بی صدا بہ تنگ نفس
ہوی ہی برسون مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد

رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

ولہ

(٨٠) (١٧)

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سی موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سی ہلی ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جای گا بہر کربلا آسما سفید

کیا لگائی ہی گلوری گوری گوری ہاتہ سی
ہو گیا چونی کی صورت پان مین کتہا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشای سی ہی آنکہ سرخ اور تل سیہ مکہڑا سفید

گوری گوری اپنی گالون کو اگر چہو لیجیی
ہو حنائی ہاتہ ابہی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جای گر وہ شہرہ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سی او مہ رو عرق ٹپکا نہین
آسمان حسن سی ٹوٹا کوئی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئی تو بہی اے صبح وصال
ہو گیا ہین ہیرا و ر زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختونکو نہو کچہ فائدہ منعم سی بہے
جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو نہو سما یا سفید

رنگ بدلی تہا جو خط مین وصف خط و زلف رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بہی ہرا نیلا سفید

نازکی سی خاک پر گرکی ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تہا مہتاب سی بہی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کی ہو جاتی ہین کالی ہرن
تو اگر آنکہین دکہائی ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چہوی یارب جو غیر سیہ رو
آستین کیطرح اوسکا ہاتہ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکہونسی طفل اشک کی
شیر نیچا ئی لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

ہوگئین زلفین سفید اب ناز بیجا چہوٹی
صورت کا فور عنبر ہوگیا سارا سفید

میکشے منظور ہی اب اک گل رعنا کی ساتہ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

۶۱ — ۲۳

تا بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوی دہاگا سفید

ہی بہار اک یہ بہی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سی اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک مو گویا سفید

تم جو کہتی ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیئی کبہی دیکہا نہین طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاندکی صورت ہی اوس مہرو کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سی ہوا
مثل گوہر عکس دندان سی [illegible] ونکا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکہکر کہتی ہین
کیون بہاؤن تیری طفل [illegible] کر کا سفید

اشک کیا دامن سی پونچہی ملگیا ملبوس خاص
پہنتا تہا طفل اشک و سلو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسی ہین گل جنکی آگی ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکی آگی ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئین آنکہین برنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کی ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کی آگی ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کی رنگ سی
پہنی شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جوانی کا نہین پیری مین ہتا رنگ پہ
ہو کی خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کی روئی تو چہٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکونسی ہنہ کالا سفید

پہاڑ کر پہینکی ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سی دیکہون اگر ای رشک گل
سرخ ہو جائی تری دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی
پہول بہر کر لائیو ساقی کوی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو دیکہی آگی خجلت سی ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکہو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دیدکا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکہون پہ او محبوب اک پردا سفید

۶۲ — ۲۱

کی وزیرا اشکونسے یوںہین ہجر مین گر شست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہو گا سفید

وصل مین رفتار معشوقانہ دکہلاتی ہی نیند
آج کن انکہیلیونسی آنکہون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شکوگر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکہونسی اڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکہ سی باہر ہی باہر آکی پہر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجہا چاہیی
اہل غفلت کی تو بیداری ہی دکہلاتی ہی نیند

کروٹین لیکی کہتی ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچہو سرگذشت خواب چشم
آج کل پای نگہ کی ٹہوکرین کہاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتی ہین
عاشقونمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر بیخواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتی ہین سونا اسی جو نکا نہ روز حشر تک
اس ہماری بخت خفتہ کی قسم کہاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھی وہ آئیگا پہر کہتی ہی جو آنکہ
آنکہ مین خوف شب فرقت سی تہراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بہر آئی نہی
وصل مین آتی ہوی آنکھو مین شرماتی ہی نیند

منتظر رہتی ہی غمزی کرتی ہی آتی نہین
او بت ترساتری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوچۂ جانان سی جو اوٹھتا ہون تو سو جاتی ہین پاؤن
دفعتہ آنکھون سی پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بہرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پہل کہایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب غذا سی واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود کہلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
آنکہ کی ڈھیلی لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبلی فرط اتحاد
غش پہ غش آتی ہین مجکو جب وہ نہین آتی ہی نیند

سوتی ہو تو چشم بد دور آنکہین رہتی ہین کہلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونی کی ایسی ہی تمنا ای **وزیر**
دیکہتا ہون اوسکو حسرت سی جسی آتی ہی نیند

اللہ ری حسن رخ نیکوی محمد
ہی چشم خداوند جہان سوے محمد

نظرون مین شفاعت کی عمل تول لیے ہین
آنکہ یہ ہی امت کی ترازوی محمد

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سی ملتی ہوی ہی خوی محمد

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا | واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمدؐ

۶۳ ردیف رای مہملہ ۱۳

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر
کوی دم اور ہی ای دم وفا کر

اگر پوچھی وہ بربادی ہماری
صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑا کر

ہزارون ہو گئی ٹکڑے گریبان
چلی اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہی کچھ اپنے دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع
اجل پھر جای گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نی کیا چاک
قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر

جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا
تو کیا رونے لگی ہم منہ چھپا کر

یہ یاد آتی ہے کسکی اچپلاہٹ
جو گرپڑتے ہی سنبھلے تلملا کر

جو یاد آیا حشم سے دب ابرو
کئی سجدے کئی سر کو جھکا کر

نہین اوٹھنی کی قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہے
بگاڑا تو نی ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو
لگا جب کوسنی وہ ہاتھ اوٹھا کر

۶۴ ۲۳
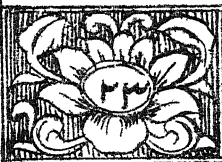
وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر
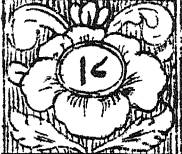
کرتی ہو باتین کھلی جو شمشیر دوش پہ | سیکھی زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

۶۱

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر | یا مجہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نی کب یہ کہی ہی شمشیر دوش پر | ہی ابر و خمیدہ کی تصویر دوش پر

آئی گی ٹرہ کی پاؤن تلک کاکل دراز | رہنی نہ دی گی اب اہی تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری ہین ہمکو یاد | کیا دن تہی وہ جو کرتی تہی تقریر دوش پر

یان تک کہنچا ہی ضعف کہ ہاتہونکو ہی گران | پہرتا ہون کہکی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نی میری بعد کیی ترک اہی ظلم | خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست | لیجا ہی خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف رسا سی مین | چٹرہ جا ہی میری پاؤنکی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آ ہی نظر آفتاب حشر | اوس طفل کو چڑہا ہی اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر | کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑہا کی اسکو بگاڑا ہی یار نی | بل کہ رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکہکر | پہنتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہا نہ سی چہوی تو اہی شمع بزم مین | رکہی اوٹہا کی پاؤن سی گلگیر دوش پر

جاتی نگلی اوڑکی تیری طرف وہ ہدف ہین ہم | پرنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گہر کر کسیکی دل مین نہ بیہودہ خاک چہان | مٹی اوٹہا نہ تو پی تعمیر دوش پہ

بل کہ رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا | ہوتی ہی میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس رشک سی کیا نہ کبہی مین نی ذکر یار | کریین کہین فرشتی نہ تحریر دوش پر

کاندہی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یہ سخت اسیر
رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مری گلی پہ نہ آ رکہ دیکھ ادہسے
گرنازکی سی بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکی ہوی ایسی بیحواس
ترکش ہین تیغ رکھنی لگی تیر دوش پر

۶۵

کاندہا دیا جنازی کو قاتل نی ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

۱۷

تیغ رکھدی مری قاتل نی جو عریان سر پر
جوہرون کی ہوی پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سر پر
نظر آتی ہی دہوان کا کل پیچان سر پر

جاتی ہی باغ کو بہی ہو گلابی ٹوپی
بلبل بی ادب آبیٹھی نہ ایجان سر پر

رات صیاد نی یہ کہکی سرافراز کیا
رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سی ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چہانون جو پڑی گرد بیابان سر پر

ای جنون نالی کرون دشت نہ وبالا ہو
زیر پا ہی ابہی آجای بیابان سر پر

جاکی دل بہول گیا راہ نہ آیا پہر کر
کوچۂ زلف ہی یا بہول بہلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سر پر

اک پری کی اثر نقش قدم سی بہاگی
آگئی تہی جو بلای شب ہجران سر پر

ہم تری پاؤن پہ سر رکہی نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسی کہتی ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل اہی جوش جنون بیٹھا ہون
ہاتھ دوڑائیو پہونچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع صفت
شعلہ رخسار دہوان کا کل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چہوڑ دی آئی ہی بہار
لی لی صیاد قسم رکھدی گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چہٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

٦٦ یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کی تلوار گریبان سر پر ١٦

داغ سودا سی ہوی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگی بنگئی مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر
سچ کہو یا ہی چڑہا خون شہیدان سر پر

سر جہکا کر تجہی ای رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہوینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تہا جہان جا کی زلیخا نی کہا
اوٹہ سکی تو مین اوٹہا لون ابہی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تیرے پہول ہین ٹوپی مین ترے
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتی ہین آکر سر بالین مزار
روز پڑہ جاتی ہین کس لطف سی قرآن سر پر

ای جنون صبح جنون مین سر مین نکیون ہوی سفید
صاف دہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پہر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پہر زنجیرین
پہر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کی سو بار گری تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ چہلی کہف گئین کی پہنسے
ہاتہ یون رکھکی نہ بیٹہا کرو جانان سر پر

صاف ہی شکل حنا رنگ کف پا سی علین
سرخ دستار جو تم باندہی ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسو و نمین نالان ہین
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالی مزدور
ای جنون یون ہین اوٹھالون بیابان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جب بہار کی پہینکا ہمنی
چوم کر قیس نی رکھا وہ گریبان سر پر

٦٤

ناتوانی نی حمیدہ یہ کیا مجکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

٦٥

چلا ہی او دل راحت طلب کیا شادمان ہوکر
زمین کوی جانان رنج دی کی آسمان ہوکر

کیا ویران چمن کو آہ ہو کیا بوستان ہوکر
ہوی گل پانی پانی یہ چلی آب روان ہوکر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تہے
اکیلی پہر رہی ہو یوسف بی کاروان ہوکر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
گیا یان سی کبوتر وان سے آیا مرغ جان ہوکر

غضب ہی روح سی اس جامۂ تن کا جدا ہونا
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دہجیان ہوکر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
صدا ای جنبش لب دیتی ہی صد مہی فغان ہوکر

عذار آتشین خطا سیہ اکدن نکالی گا
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکہونکو دہوان ہوکر

ملک رہو اگر تو مجکو گاڑو اسطرف دیکہو
کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سی ناتوان ہوکر

کیا غیرونکو قتل اوسنی موی ہم رشک کی مارے
اجل ہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

پہر اصد چاک ہوکر کوچہ کا گل سی دل اپنا
عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہوکر

کمان ابرو کی ایسی سم ہی آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنی مغز استخوان ہو کر

چھڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا مستہ مین پان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھی بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سی ہی کڑا پن ای سگ جانان جو تو کھائے
ملایم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہی ویسی ہی دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھون مین جو پانی زبان مین دل مین جان ہو کر

ستم کو اوسکی بدخوئی تو خونریزی پہ مائل ہو
کری سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانی مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنی لگتی ہین پانی پہ جو ہین مچھلیان ہو کر

اداسی جھلک کی ملتی ہو نگہ سی قتل کرتی ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتی ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کی در سے
گرینگی پائے زنجیری پاؤن پہ اپنی بیڑیان ہو کر

کہا جو اوسنی چاہا ضعف سے یان لب نہین ملتے
سبک کر دیتی ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بل بی شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سی شعلہ نکل آیا دہوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیری چھپتی جاتی ہین
پری بنجاینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تہا ہاتہ سی چھٹکر
جگہ دی اسنی نقش پای صیاد آشیان ہو کر

تری وحشی کو سر سودا ای پری کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۶۸ — ۱۶

وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتی ہین منصف
لیا ملک معانی بادشاہ شاعران ہو کر

گندہ جا عالم امکان ہی بدل نور جان ہو کر
گرا دی چار دیوار عناصر لا مکان ہو کر

بناوٹ نے بگاڑا باتیں سنوائیں خموشی نے | نہ ہو چھوٹی کیا ہی منہ کی کھائی بیزبان ہو کر

کھلیگا راز الفت گرچہ چپ رہنے کی ٹھہری ہیں | کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہیں ہے گو دہن باتیں کرو چشم سخنگو سے | مسیحا ہوتی ہو مشہور ہے معجز بیان ہو کر

دُرِ غلطان نکل آیا صدف سے عشق دندان میں | مگر گرد یتیمی لی چلے ریگ روان ہو کر

یہی کہ کہکی شب بہر یار کو پیش نظر رکھا | دکھائینگی تماشا تمکو آنکھیں پتلیاں ہو کر

وہاں حلقۂ در سے مکان یار کہتا ہے | نکالوں تجکو آدم کی طرح باغ جنان ہو کر

جہاز سے تیغ قاتل کی جو کشتی بنکے آ پہونچی | اڑا لائی مگر یاد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل | پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر

سفر میں میری آنکھوں سے مری یوسف کو دیکھ آیا | غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگوں کا نقشہ اور کردے بیت ابرو کی | بہار نظم دکھلائی گلستان بوستان ہو کر

تری آنکھوں کی نظارے کا سودا ایسا ہو جائے | رہیں پای نگہ میں انکی حلقے بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہوں لگاکر تیغ پر آب اپنی جب کھینچے | نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سے خط پہ خط تحریر ہوں قاصد | جو تو پونچا ہی نامہ صورت خامہ روان ہو کر

لب بام آئی گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤں | کمند آسا چڑھوں تار نگہ پر ناتوان ہو کر

کہیں گر زندہ در گور اے وزیر اب تو زیبا ہے
کیا ہے ہمنے پیدا اِک سنگ مرقد سخت جان ہو کر
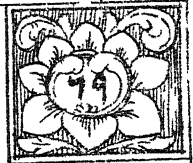
وصال میں تو کرو رحم مجھسے لاغر پر | کہو تو لیٹ رہوں ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سی اگر ذرا چو سون
سمٹ کی آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانی ہین جو آئی بسن ہین سے بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار سے بچھے در پر

تمہاری یوسف رخسار کو اگر دیکھے
درود آینہ پڑہنے لگی پیمبر پر

ادہر ادہر ہی گہری تری کبھی نہ گئے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھے در پر

پری کی طرح جو شیشی سی نکلی دختر رز
گمان بد سی رکہا ہاتہ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا بہر جای
پسینا بن کی نکل آی آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گہر ترا دلچسپ
پڑی ہی سائی کی مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنی پاؤن کو جا دی ہی آنکہون پر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم
ہمای تیغ کا سایہ پڑا مری سر پر

کسی نی آنکھین چھپائی ہین کیا تمہاری سی
گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھی خط مین چھپائی
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکی بند کین آنکھین
پنہای باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سی رگ گل ہو مثل چین جبین
جو پاؤن رکہو تم ای جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچای کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی ای جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مری کبوتر پر

خدا پرست سی کہدو ہوا ہین سنگ پرست
نشان پاؤن بنی پڑ گئی ہین پتھر پر

یہی سمجھ کی گلی کاٹو سخت جانون کی | ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پر

نتوڑ پاؤن سی مینای می کو ای زاہد | فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسۂ سر پر

گلوری کہاؤ کہ ہو جائین سرخ دانت سفید | دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتی ہین آ دیکھو جان نثار کی پاس | گلی کو آپ کی خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار | غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونی کا | ہمیشہ طالب زر جان دیتی ہین زر پر

لگیگا موذیونکی ہاتھ مال موذی کا | کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر

لڑین نہ پھر خدا مجسی منکر دیدار | یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادۂ فنا دریا | صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو وحشیون سی کیون کھلی ہی فصد پہ فصد | یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمہاری قصر مصفا کی واہ کیا ہی صفا | پھسل کی سایۂ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے ناز پرورده | کہ منتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمین پہ دوڑ کی اتنا ہی آدمی نہ چلی | یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش مادر پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نی تیغ | خضر نی تاو چڑھائی ہی آب گوہر پر

وزیر بعد نبی مرتضے نبی ہوتے
نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر

ہون وہ بلبل جو کری ذبح خفا تو ہو کر | روح میری گل عارض مین رہی بو ہو کر

عاشق ترا رہون مین صبح ہوی ٹونڈرو
چھپ رہونگا گل قالین مین ابہی بو ہوکر

شیشۂ دلمین تری تیغ اوترآی کہین
میان سی نکلی ہی محبوب پریرو ہوکر

شوق سی حکم کری سجدی کا اپنی محسن
آیتین سجدی کی نازل ہوئین ابرو ہوکر

ہم ہبی تنہائی سی جا نکلین کبہی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے
سر ہبی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر

اسقدر بس گئی تجہہ کہ نظر آتی نہین
ابتو گلزار مین گل رہنی لگی بو ہوکر

ناتوانی سی ہوا خون کا بہی رنگ سفید
کیا بہانہ ہی جو بہ جای اب آنسو ہوکر

جسم سی روح نکل آی پی استقبال
چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر

جان پڑجاتی ہی زیور مین پہنی سی ترہی
کہین اوڑجای نہ جگنی تری جگنو ہوکر

چشم لیلی کو یہ لپکا تہا نظر بازی کا
سجدہ مین قیس کو دیکہ آتی تہی آہو ہوکر

جنس دل جانچ بہی لی تول بہی لی حاضر ہے
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر

ناک بہون ایسی چڑہائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہوکر

آدمیت یہ خدا داد ہے اللہ اللہ
انس انسان سی کرتی ہی پریرو ہوکر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظرے
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر

ٹہہرای جوشش گریہ کہ گلا کٹ جای
آب شمشیر نکل جای نہ آنسو ہوکر

نہ ہٹی باغ سی آمد جو مری گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہوکر

تم تہا کر جو چلی غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

موشگافی سی ہی فرسودہ مرا ناخن فکر — نہ کہلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر

پای نازک مین نظر آتی ہین بوسونکی نشان — آئی ہو کیا چمنستان سی لب جو ہو کر

ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تہی جو شراب — روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم رہائی سی ہین پانی پانی — دیدۂ چاک قفس سی چلی آنسو ہو کر

دیکھکر چہرۂ بت بہتی ہین زہاد کی اشک — پانی سورج کو دیا کرتی ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمی رفتار نی اعجاز کیا — اوڑ گیئی فندق پا رات کو جگنو ہو کر

۱۷ — ۵
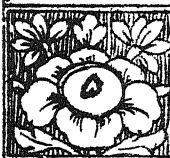
ہون وہ غمدیدہ گر انظر و نسی اک پل مین وزیر — کی جگہ بہی جو کسی آنکہ مین آنسو ہو کر

قبر کا ساتہ پس مرگ نچہوڑی تہر — بہتر انسان سی کی فاقت مین ہین دوڑی تہر

قبر مین بہی سر شوریدہ کو پہوڑی تہر — قبر کی ڈہیلونکی عوض چاہیین تہوڑی تہر

لا ای اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے — کہہ دو جراح سی یان سر کی ہین پہوڑی تہر

ابکی کچہ فصل بہاری مین یہ ہی جوش جنون — سر نکالی جو ثمر شاخ سی پہوڑی تہر

ابتو عاشق ہوی ہم تجہپہ لگا جو چاہی — تیر تلوار تبر برچہیان کوڑ رے تہر

ولہ

منہ آئی نظر صاف وہی یار کی تلوار — آئینی کا آئینہ ہی تلوار سی کے تلوار

ردیف زای معجمہ

جاتی نہین دیتا مجہی دریان ودر انداز — ہان لیجیو ای اشک مری خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسی حبابانہ ہون وارندانہ
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر اندانہ

ولہ

قامت سوزنسی کیون ہی رشتہ سوزن دراز
بدنما ہوتا ہی قدسی ہو جو پیراہن دراز

ردیف ضاد معجمہ

سبزۂ خط سی بڑہا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض
خط شبرنگ اجی ہی شب تار عارض

اوجوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید
صبح ہوجای گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتی ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اڑا رکہی ہی
غازہ عارض پہ ہی ای وای غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روی مخطط رکہون
پہول ہی گالو نہین چبہ جائینگی خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہوا مار عارض

صاف ہو آینہ سان پہر خط مشکین منڈ جای
پہر جلب ہو مری اسد تتار عارض

ہی کہان خط سیہ صدمی سہا سکی ہی کبہو
سایۂ زلف نزاکت سی ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ
رونگٹی بہو رہی ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پی بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال اپنی گال پر رکہکی تماشا دیکہو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کری قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین
وا ابہی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کہلائی ہین سیپی نی رخ رنگین پر
بہر دیا پہولونسی دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجہی سمجہاؤن
پا ہی نظارہ نزاکت سی ہی بار عارض

نا زیبا نکی ہی خط سیہ رنگ صبیح
دیکہ ڈالی ہین بہت لیل و نہار عارض
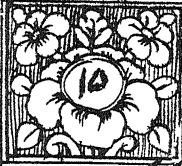
۷۳ کیا تجہی دی وہ بہلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سی ہی بار عارض ۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹہ رہی جا کی کنار عارض

تیغ ابرو ہی کہنچی تیر مژہ بہی نکلے
گہر گیا مورچہ خط سی حصار عارض

آتی ہی کوچہ گیسو سی پریشان ہوا
نہ بہڑک جای کہین اوس کی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارون سی عرق
دیکہی آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض

خال رخسار دکہائی تمہین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو پڑی شعلۂ نار عارض

کوچۂ زلف سی کیا آئی صفا بیز ہوا
اوڑ گیا تہا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسی لیی منہ رکہ رکہکر
رات گل تکیی سی لیتی رہی کار عارض

شست شو اشکون سی کرلون ٹہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعه

اونکی ہر عضو پہ شیدا تہا ملی ویسی سزا
تہا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑی ہو ہوکی گری ہاتہ کہین پاؤن کہین
کہین آنکہین ہین کسی جا ہی مزار عارض

قطعه

گرچہ اکرتی ہو ہر عضو وصیت بہی سنو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کی تلی آنکہین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کری جلد یہ آہوی سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہو ای شیر سوار عارض

۴۷

خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سی افزون ہی وقار عارض

۱۷

آب شمشیر پلادو می احمر کی عوض
بہر دو قبضی کی کٹوری کبھی ساغر کی عوض

آبلی پھوٹ بہی دل کی بھر آئین آنکھین
سیپ مین آب گہر اتو ہی گوہر کی عوض

دست نازک جو ترا دیکھی تو فصّاد کہی
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کی عوض

جانب داغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون
تیر کی پر مری بازو مین ہین کیا پر کی عوض

ساقیا بہول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دی مری منہ سی کوی ساغر کی عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پہول کیون مجکو لگاتی نہین پتھر کی عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاؤ نہین پتھر کی عوض

رشک کی جا نہین پہر کچہ مجھی سواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجای کبوتر کی عوض

کشور حسن بلا پر تو رخ سی تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کی عوض

مثل شبنم عرق آجای رخ گلگون پر
غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کی عوض

سنگ رہ ہو گئی بت کعبی چلی تھی ای خضر
ملگئی راہ مین رہزن ہمین رہبر کی عوض

سوی دریا نگہ گرم سی دیکھا کس نی
آبلی سیپ مین پیدا ہوی گوہر کی عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کی عوض

اونی خط دست حنائی سی لکہا ہی مجکو
مرغ یاقوت پر آئی گا کبوتر کی عوض

مرگئی ہم تو یہ اوس بت نی کہا دربانسی
گئی اللہ کی گھر آج مری گھر کی عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجھی زر کی عوض
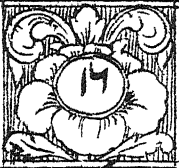
۷۵

جنکو بی بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتی ہین خاک پہ وہ پہلوونکی بستر کی عوض

۱۶

ساقیا آب جو مانگون می احمر کی عوض
کاسۂ عمر کو بہر دیجیو ساغر کی عوض

سر مرا کاٹ کی تلوار گلی پر رکھدی
دی ہی شمشیر دو سر یار نی اک سر کی عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
آ گئی زخمونکی جو خط پڑ گئی مسطر کی عوض

ناتوان ہین جو اوٹھی وانسی تو یان آبیٹھی
دی جگہ روزن دیوار نی در کی عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نی
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کی عوض

زر کو لکھی کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائی
رز ملی طالع واژونکی سبب زر کی عوض

میری نالونسی شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑی آج نہ اختر کی عوض

ابرو یار پہ قطری یہ پسینی کی نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوئی جوہر کی عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل میری دل بلبل ہی گل تر کی عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کی عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پونہچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کی عوض

آج اسواسطی روتی ہین یہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کی عوض

خواہش اسباب کی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہی بعد فنا خاک پہ بستر کی عوض

دی کی خط حال نہ بانی کہی اوس نو خطے
جا ہی طوطی سخنگو جو کبوتر کی عوض

مر کی کہتی ہین لب گور سی ہم حسن پرست
آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کی عوض

یاد پستان جو مجھی کرتی ہی دیوانہ وزیر
سنگ تہی پڑتی ہین گلزا ہین پتھر کی عوض

۷۶ ردیف ظای معجمہ ۱۰

چلی بتخانی کو خدا حافظ
تم سبہی زاہد کہو خدا حافظ

تیری کوچی سی ہیچ اوٹہا کی چلے
گیسوی مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بہی شفا نہوی
لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا
یار ہی تندخو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون
ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کی کعبی سے چلے
زاہد و زاہدو خدا حافظ

ہی فرنگن کی گوری ہاتہ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالہ ناقوس
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بہی کی تو یہ کہا شب وصل
جاتین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کی غم مین جان چلی
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

۷۷ ردیف عین مہملہ ۲۸

شعلہ رخسار اگر دیکہی بنی پروانہ شمع
دود سان پہرنی لگی گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع
کرمک شب تاب سان بنجای ہر پروانہ شمع

پہینکدون گل کرکی مین پیش رخ جانانہ شمع ✿ باغ بزم یار مین ہی سبزہ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی ✿ ہی بجا کہیی سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بہوکی نی اوٹھایا رخ سی محفل مین نقاب ✿ گر پڑی ہی برق کیصورت جو بیتابانہ شمع

ہین وہ وان ہار اوسکی لفین قد ہی سانچی مین ڈہلا ✿ پنجہ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آ گئی شعلی سی گل ہونی مین قلقل کی صدا ✿ پہونک کر منہ سی بجہائیگا جو وہ مستانہ شمع

اکثر ہی آنی سی ایساقی ہی بزم آراستہ ✿ ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین ✿ ایکہی روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روی روشن سی اوٹھائی تو نقاب ✿ شرم سی چہپنی لگی زیر پر پروانہ شمع

بیٹہی پہر نور و چشم مست ساقی دیکہکر ✿ کہتی ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہے ✿ تیری محفل مین قدم رکہتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم ✿ ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دہوین سی شعلی سی اک آفتاب ✿ آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہے ✿ بہرتی ہی فانوس مین شب بہر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنی کی بعد ✿ جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کری احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی ✿ کب کری روشن بہلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم ✿ گر نہو زنبور ای شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنی لیا اپنی حنائی ہاتہ مین ✿ ہو کی روشن بنگیا کنگہی کا ہر دندانہ شمع

بی تری پروانی بہاگین مرغ وحشی کیطرح
گود کہائی آنسوؤن سی اپنی بی دانہ شمع

اوسن بہبوکی کو اگر دیکہی قبا پہنے ہوی
جامۂ فانوس پہاڑی صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشی اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائی آپ صاحبخانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بہی گردش مین ہے
ہون وہ سرگردان سنی میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روی روشن کا شہید
میری تربت پر چڑہانا چاہئی پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکہکر
جای مشعل منہ مین رکہتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین
ڈہونڈتی پہرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سی پابند ہو
بی تری محفل سی بہاگی صورت دیوانہ شمع

۷۸ — ۱۲

آتش غم بعد مردن اپنی کام آئی وزیر
استخوان میری جلائی جان کر جانانہ شمع

ہی ترے دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چہائی ہی اور بالین ہے اور ہی سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
قبر پر بہر نشان رکہنا گل اورنگ و شمع

روشنی خطا سی ہوی زائل نہ روی یار کی
ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ پر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تہا کافور رنگ
رات یکجا تہا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبہی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق ہی یکسان ہمین دل تنگ و شمع

چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل بزم کی
ہی مشابہ ویسی ہی کارو آتش رنگ و شمع

تہا بہم مذکور جو سوز و گداز عشق کا
شام سی روتا رہا تا صبح مین دلتنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
روی شبکو دیکہکر فانوس مینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کی ہمراہ تہی
نالۂ و بخت دل سوزان ہر رنگ زنگ و شمع

لڑکی ہاتہ اوسکا چہرا تا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

(۷۹) کہینچتا تصویر اگر مجہ دل جلی کی ای وزیر
سوز مین پہر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع (۸۰)

ہو مثل شمع طور جو تنویر پای شمع
ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پای شمع

اون پاؤن کی تہ آگی ہو توقیر پای شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پای شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسی وصف
کب ہو سکی پتنگ سی تقریر پای شمع

رتبہ ہی آگی شمعون کی یون پای یار کا
پروانون مین ہی جیسی کہ توقیر پای شمع

پونہچا ہی ابتو شعلۂ سر اوسکی پاؤن تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پای شمع

لغزش قدم کو کچہ نہوی سر کٹا دیا
رکہتی ہین اپنی پاؤن بہی تاثیر پای شمع

رکہنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیی تعزیر پای شمع

ہمتو قدم نرکہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنی پاؤن سی تقدیر پای شمع

یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو
کچہ کرتی ہم پتنگ سی تقریر پای شمع

دیتا ہی اپنی جان عبث جلکی ای پتنگ
لی سیکہ شمعدان سی تسخیر پای شمع

دل جلتی جلتی سینی مین کہنچ رہا جو ہی
کہینچے ہی سوز عشق نی تصویر پای شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین — سب عاشقون مین چاہیی توقیر پای شمع

زنہار بزم مین نہ ٹہہرتی تری حضور — ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پای شمع

دیکہی اگر وہ روشنی نقش پاے یار — کرنی لگی پتنگ ہی تحقیر پای شمع

کچہ ساق یار سی جو کری ہمسری تو دو — ہر لطمۂ صبا سی ہو زنجیر پای شمع

شب عذر لنگ کرکی نہ اوس بزم سی اٹہا — اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پای شمع

ہی گرم وصف پای نگارین جو بزم مین — منظور کیا ہی یار کو تحقیر پای شمع

پروانہ رات مرکی لگن مین جو رہگیا — نوحہ سرا بنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز چلنی مین لپٹی ہی ساق سی — ایما دیا کہ شب ہوی زنجیر پای شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکہا ہی جو وصف پا — ہر سطر مین ہی عالم تصویر پای شمع

ولہ

روبرو تیری کہان وہ رونق رخسار شمع — ہوگئی کافور ای مہ گرمی بازار شمع

۸۰ — ۱۹

ردیف غین معجمہ

سوز غم سی یاد جلا کرتی ہین بی روغن چراغ — بنگئی ہین ہو فتیلی داغہای تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ — آنکہ دکہلاتا ہی شب بہر صورت رہزن چراغ

چین گیسو سی نمایان یون ہے عارض کا فروغ — شام کو جس طرح سی کردی کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہے — افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکہی جو اوسکی ہمنشین رخ کا فروغ — چاک کرڈالی حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کی بنی ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنی مین چمکی دہان تنگ سی
یا شبستان عدم مین ہوگئی روشن چراغ

کیا حرارت ہی تری مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتّی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کہاتا ٹہوکرین
جوہرون سی گر نہ کہتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجہی غیرت سی گر دیکہی ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتی ہی کرنی لگا شیون چراغ

یون مری موی سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح ہی نو بہ نو روشن چراغ

گوشہ گیری باد دشمن جانی سی دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہون جو بعد مرگ بہی
بن گیا ہی صاف ہر اک خشت مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلی مین وسکی ای کلال
گر بنا تو لیکی خاک وادی ایمن چراغ

عشق نی لف خانہ برباد آیا کہینچون آہ گرم
کالی آندہی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا الہی ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چہپ گیا جب پہول تو نہین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجہی ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱

داغ عشق شعلہ رویان پہونک دیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ

۱۱

اشتعال آتش غم سی ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکہتا ہون ساری عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی / چاہ مین خسار یوسف سی ہوا روشن چراغ

سوز غم سی بیکسی کا دل جلا چالیس دن / ہم غریبون کی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین کہتا ہی فروغ / طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یا روشن چراغ

اژدہا بھی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان / کفچہ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر میان کرتا ہی پروانو سی جب وہ شمع رو / مثل شعلہ رشک سی مرتی ہین روشن چراغ

حلقہ گیسوی افشان رخ کی بھی روز وصل / دن کو ملک شام مین آئی نظر روشن چراغ

تم جو بی پردہ دکھاؤ گی عذار آتشین / پردہ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کی تل کا تھا مجھی جانسوز عشق / ہون سر مدفن بھی بیٹھی تیل سی روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سی جل گیا ہون ای وزیر / اس سی میری عمر مین کرتی ہین سب روشن چراغ

پھولون سی تیری ہجر مین ہی داغدار باغ / طاؤس بن کی نالی کری گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سی یہ رشک ہزار باغ / پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم / شاخ دو تا کی صدقی کری ذو الفقار باغ

(۸۲) ردیف فا (۱۲)

دیکھو اب آکر مرا گور غریبان کی طرف / قبلہ و دین پاؤن سر سے کوی جانان کی طرف

دونون ہاتھ اپنی نہین بیکار ہی دست جنون / ایک دامن کی طرف ہی اک گریبان کی طرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین / نالی کرتی تھی وہ جا جا کی زندان کی طرف

ہم بھی لپٹی جاتی ہین دامن سی مثل گرد راہ
نازسی دیکھا تو ہوتا پھر کی دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دنیا کو ہی جانان کی طرف

آئیو دامن اوٹھائی مدفن عشاق پہ
ہاتھ لیجائی نہ کوئی تیری دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سی نگاہ
کوہی ہندو جسطرح دیکھی مسلمان کیطرف

سبزہ بیگانہ مین پاتی ہین کچھ اپنا ساحال
آنکلتی ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
روکی جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیی ہنس ہنس کی میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسی کنوین مین گر نیکار کہتا ہو غم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کی غافل اس ادب سی ہم نہ سوئی ای زبیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنی کو ہی جانان کیطرف

۸۳ ردیف قاف ۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانہ عشق
چلو نگاہ پا ہی نگہ بن کی سوی خانہ عشق

نہ کم ہون سکہ داغ دل یگانہ عشق
بھرا پرا رہی یارب سدا خزانہ عشق

جبین قیس نی سنگ آستانہ عشق
جنون ہی خیمہ لیلی سیاہ خانہ عشق

مدام دل مین رہی داغ الفت ستمگا
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانہ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوی بریدہ کی ہی ترانہ عشق

یہ کہلی پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملی تو خرمن مہ دی کی اون مین دانہ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوی شرابخانہ عشق

بس ایک ہاتہ مین فوج ہو گی ہین ٹہ مین پہ گرا   قضا جو آ ہی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم   مگر ہی سرمی کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر   شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور   کہ آپ ہی گہر شبچراغ دانۂ عشق

بتو خدا نی کما فی السماء رزقکم آپ   ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سی دانۂ عشق

یہ پیچ شل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق   نصیب طائر دل ہی انہل سی دانۂ عشق

جو خال انکی خط رخ مین دل ہی میرا   کہون مین خرمن مہ مین ملا یہ دانۂ عشق

صدای ماتم دل سنکی خوش وہ ہوتے ہین   نوای سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک تن سن   کہ لن ترانی محبوب ہے ترانۂ عشق

نقاب و دہر وہ اوٹہاتین ادہر مین آہ کرون   سمند حسن پہ پڑجا ہی تازیانۂ عشق

جو تولیی اسی کونین کی ترازو مین   گران ہو وزن مین نہ آسیا سی دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی   حباب حسن بنی ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتی ہین   سرشک دیدۂ تر ہے دریگانۂ عشق

ہی میری دل کیطرح اس سی پریشان حال   ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑہا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سرا   جدا ہی خانۂ عالم سی کارخانۂ عشق

خدا کا گہر ہو جو ٹوٹی جہاد نفس سی دل   خراب ہو تو بہی لامکان یہ خانۂ عشق

کسیکی ابروی پرخم کا دہیان رہتا ہی   ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کی سنین داستان کیصورت — بیان کیجیی اس حسن سی فسانۂ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو اپنے — زمین وہ شور ہی جسمین اوگی نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک — جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک

دیکھنی دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہای — ہون مین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک

ناتوانی سی تری بیمار کے رخسار پر — سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین وہ بدن ہے جسطرح سی تن مین روح — چشم بد دور اب لطافت مین جسم و جان ہی ایک

ماہ سی تشبیہ پھر تجھکو نکیونکر دیجیے — چاندنی اور سایۂ تیرا ای مہ تابان ہی ایک

آپ سی بہتر کی کی خودنمائی ہی زبون — روبروی مہر ماہ و ابر بی باران ہی ایک

چاہیی جسکو چھڑکنا ای لب جانان نمک — آتش غم سی کباب و یہ دل سوزان ہی ایک

عاشقونکی آگی مشرک ای بت یکتا ہو نہین — گر کہو مین حسن مین یوسف اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم — خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دل مین ہر اک کی جلوہ گر — شیشے ہین لاکھون پری سب مین ڈھلے پنہان ہی ایک

ولہ

گذر افلاک کی پار گیا لامکان تلک — او تیر آہ بی ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر تری گلی سی ہی رنگین سخن کا رنگ — کیا صاف پیرہن سی عیان ہے بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سی تیری بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہوگیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سی نگاہ کی اللہ ری نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سی
لاتا ہی رنگ روز ہماری بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب رد ای شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن یہ تری پیرہن کا رنگ

ہوئی حنائی رکھی برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سی دیکھتی ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسیکے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تری شہیدکی کیا ہی کفن کا رنگ

چہری پہ تیری آنکھین تہی کیون نہون سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سی کالا ہرن کا رنگ

او ترا نہ زہر افعی گیسوی عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بہلا وزیر
وہ شوخ پوچہتا ہی جو اپنی دہن کا رنگ

دیکہ بی بادہ کیا ہے اپنا رنگ
رحم اے آسمان مینا رنگ

زور دکہلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا اے جہان زنگار رنگ

ہوگئی ضعف سی سبک ایسی
لی [illegible] ہمکو بھی ہمارا رنگ

۸۶ ردیف لام ۲۹

کیونکر نہ جھڑین ہنسی سی تیری وقت سخن پھول
چپ ہنسی مین غنچہ تو ہنستی ہین دہن پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا شفق مین پھول
ساقی مین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سی گرون مین تو نہ آنکھو سی اوٹھائین
کیا ضعف سی مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پہ
تو ہی گا مگر آنکہ کی ڈہیلی سی ہرن پھول

شاخون سی گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالی
چلدین نہ کہین کود کی دیوار چمن پھول

آئی جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابھی نافۂ آہوی ختن پھول

پرتو ہی گل رخ کی ہوا روغن گل تیل
جہڑتی ہین چراغون سی اجی سیکڑون مین پھول

کیا پڑ گئی تہی آنکہ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگہتی ہین باغ مین آ کی ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نی تری نقش قدم کو
نظرون سی گری جاتی ہین ای رشک چمن پھول

چھبتے ہی نئی خلو کہون پہولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پہول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوی گرنیکا کری عزم
یون دیکھتی ہین بار سو چاہ ذقن پھول

سودی نی تری زلف کی کس پیچ مین ڈالا
واگی سی جہٹی تو ہوی مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتی ہو نرگس
کیا سحر سی بنجاتی ہین ای جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخون سی نکالینگی ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتی دل بلبل کیطرح سیکڑون بن پھول

پڑ جای تری روی مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتی ہین غربت مین یہ رو کر
نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم سن چاہ گلستان سی بند ہی تہی
جب فصل بہار آئی ہوئی خم رسن پہول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
بہتی ہین اگر برگ تو ہین پہول کرن پہول

ہوتی ہین خجالت سی سفید آپ کی آگی
چاندی کی ہوی جاتی ہین سونی کی کرن پہول

کیا دیکہون بہار شفق شام غریبان
یہ غنچہ دل ہوگا نہ بی صبح وطن پہول

برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکہا
تازہ کوی کہلا ہی ہمین چرخ کہن پہول

بلبل کی لبہانی کو نیا راگ ہین لائی
لو رام کلی گانی لگی ہنگی دہن پہول

کوچی مین رگ گل کی کرو شوق سی گلگشت
بالیدہ ہین ایسی کہ فضا مین ہین چمن پہول

چوتہی کو سوم سمجہین اگر پہول انہین یاد آتین
مرجاتین مگر پہنین نہ دولہا نہ دلہن پہول

پیاری ہو سبک روحن مین قیمت مین گران ہیچ
نظرون مین تمہین تول لیا ہیچ بدن پہول

ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
کیا مانگ کی لائی ہین شہیدون کی کفن پہول

ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا
مرنی پہ بہی درکار ہی کافور کفن پہول

۸۷ ۱۷

گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دم تحریر
پیدا تو کری ایسی بہلا شاخ سمن پہول

نہ کیا ذبح گیا چہوڑ کی بسمل قاتل
دہن زخم پکارا کیی قاتل قاتل

کیون نہ انگشت شہادت سی ہون بسمل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیری انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نی دیکہی
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل

جی مین آتا ہی تری تیغ کو دلمین رکہ لون
ایسی لیلی کو بہی چاہیی محمل قاتل

جان دین کیونکہ نہ مرین عاشق جانباز اکثر
تیغ خون ریز پری جو شمائل قاتل

ضعف ہی چلے تیغ کے گیا خون کی چھینٹین اُڑ کر
آستین کا ہی تری کو سہا نہین ہنر قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکی گا لہو
دہن زخم بنی گا لب ساحل قاتل

پھیر دی گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کی قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نی زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آنے یہ سلاسل قاتل

جای کوچہ مین گگل ہی کے پھینکو کسی سمت
تا وکون مین ہون جو پرا ہی عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر سے گلے
خاک ہو جای ستمگر تو بنی گل قاتل

دانت پر تو نی لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سی پانی ایسا
ہی زبان تیغ کی مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نی جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سی نکل آہی عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر اگر
تیز کرنی کی لیی خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سی چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مری یونہی سر منزل قاتل

۸۸

بعد مردن بھی رہی شوق شہادت ہی وزیر
دہن زخم سی ہم کہتی ہین قاتل قاتل

۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سی ملنا
خون لگالی تو شہیدو نہین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو یہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگی تری مصرع بیدل قاتل

ضد یہ عاشق سی ہی گلزار مین پہولونکی عوض
توڑی گا غنچہ منقار عنا دل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سی ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل پہ پہڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈہال سی آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھی چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دی
بیڑیان پاؤن کی کاٹی یہ سلاسل قاتل

کہینچے تلوار تو ہو جای دو چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی سہ کامل قاتل

سر سی سینی مین اوتر آی جگر سی دل مین
تیری تلوار کری قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانہ زنجیر سے باہر رکہون
رگ پا بنکی لپٹ جای سلاسل قاتل

کب پہڑکتا تہا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتارون پہیکون
زخم کہانا مجھی ہو جای گا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سی اوڑ جای مرا دل قاتل

ترا ایسا غم بیتابی دل سی ہی وزیر
بنگیا ہے نگہ دیدہ بسمل قاتل

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرای دل
سینی می آرہی ہی صدا ہای ہای دل

ایسا کیا ہی تذکرہ نا لہا سے دل
آنی لگی زبان سی ہماری صدای دل

حاضر ہی سب لیجیے یہ اگر کام آی دل
کچہ اور پاس ہم نہین کہتی سوای دل

مقصد بر آئی ہیانسی لی تیغ یار نی
او ترا غلاف کعبہ حاجت روای دل

آتی ہی اونکی کوچہ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرای دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آ سکا
وسعت نثار تجہ پہ ہوای تنگنای دل

بوہو کی گل مین کیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسی نے پہول تو آئی صدای دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹہہر کہ ساتہ کرون مین جدای دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آئی غبار اگر نہ چہپائی صفای دل

دنیا کو چہوڑ دی سگ دنیا کیواسطی
یہ استخوان پسند کری کب ہمای دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سی آشنا
ساقی ملا کی خاک مین دیکہی صفای دل

چکر مین ایک آہ سی ہی گرد باد جسم
اللہ ری زور شور تری ای ہوای دل

رہتی ہین گرد اونکی ہوادار کی رقیب
اب شمع زندگی کو بجہا دی ہوای دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتی ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنای دل

مین سخت بخت دل کی تڑپنی سی مرگیا
چہاتی پہ ہونگ دلنی لگی آسیای دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سی جسم اگر
لیجای سوی خلد اوڑا کر ہوای دل

غزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
باخلق آشنا نشود آشنای دل

ہی عرش آستانۂ دولتسرای دل
اللہ ری رتبۂ حرم کبریای دل

تہمتا ہی کیا کباب کی مانند ہای دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنای دل

پہلو مین میری دیکھی جو پیکان بجا ہی دل
میری طرح کہی لب سوفار پا ہی دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنا ہی دل
وہ نی ہون بند بند سی آئی صدا ہی دل

ای حور اپنا جذب جو تجھکو دکھا ہی دل
جنت سی چار باغ عناصر مین لا ہی دل

پا ہی نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کری نہ گرد کدورت صفا ہی دل

دکھلا رہی ہی شعلہ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درا ہی دل

جو بن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتی ہین
کل ڈھونڈتی پھروگی کدہر ہی سرا ہی دل

کیونکر کہون نہ قبلہ حاجت روا ہی
کعبی کا ہو غلاف جو او تری قبا ہی دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بی انتہا ہی دل

جانا ہی سہل کوچہ گیسوی یار مین
دست دعای عاشق مضطر ہی پا ہی دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایہ جیب قبا ہی دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندہ گئی
آئی شکست رنگ چمن ہی صدا ہی دل

ساقی یہ جام آپ چلی سوی میکدہ
دست سبو کی طرح سی پیدا ہو پا ہی دل

بہنی لگی ہین چشم دل مضطرب سی اشک
دانی او گل رہی ہی مری آسیا ہی دل

پیتا ہون ہی رات پھرا جو ادہر ادہر
داغ درون سینہ بنی نقش پا ہی دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سی جی گری
شیشہ جو گر پڑی تو مرا ٹوٹ جا ہی دل

کشتی کو میری تیغ کی لائی ہی گھاٹ پر
ای دوستو ہی باد مخالف ہوا ہی دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیا ہی دل

کہتی ہین لامکان جسی ہی فنای ذات — دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتای دل

راحت گئی اگر تو کیا رنج نے گذر
خالی رہی وزیر نہ مہمانسرای دل

جسکا کہٹکا تہا وہی آیا ہی غارتگر گل — ہو کی غش گر پڑی لگی خاک پہ گل بر سر گل

ردیف نون

۹۱ — ۲۱

ای بتو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین — آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سی مسلمان ہوا — اب تو کافر ہو تو پہر ضد سی مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پہر جای گلی پر خنجر — دیر سی منتظر جنبش مژگان ہون مین

کیا محبت ہی جو چہیڑی وہی صدمہ ہو مجہے — وان جو ہو زلف مین کنگہی تو پریشان ہون مین

دوسری تیسری تلوار کا پانے دینا — ہر گل زخم سی قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سی نہ آیا کبہی لب تک نالہ — ای اجل آ کہ لب گور سی نالان ہون مین

کیا خالق نی قد عاشق و معشوق مین فرق — یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کی رہون گلشن مین — کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سی رہی لب یارب — پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہون مین

شور محشر ہوا بدنام فغان مین نی کے — باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہ ہی تہا یہی یوسف سی زلیخا کہتے — تو رہا قید سی ہو قابل زندان ہون مین

آدمیت تری دیکہی تو پہڑک جائی دم — یہ تمنا ہو پری کو بہی کہ انسان ہون مین

بس کہ لا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیی
کوی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنی جا می ہی ہون باہر دم جوش گریہ
یہ نہو مجھسی کہ منت کش امان ہون مین

ہند مین ہوئی نہ برباد مرا مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہون مین

ای فلک اب تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہون مین

استخوان کا مری سوفار بنایا اوس نے
جای گریہ ہی کہ اس طرح سی خندان ہون مین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسی ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہون مین

کیون ہوا ہون نہین تیری ہاتہہ سی ٹکری ٹکری
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہون مین

کیا اک بات ہین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہون مین

میری شاگرد فلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہون مین

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سی یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین اے صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنی گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کی اوڑا کرتی ہین

کھول دیتا ہے تصور در یار
آنکہہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ تری عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین نہا کرتی ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو ان سی رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو
ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین

جنس دل جانچ کی لیتی ہین یہ شوخ
نظرون مین تول لیا کرتے ہین

عاشق اوس سرو کی ہین کیا صوفی
ذکر قمری جو کیا کرتے ہین

قطعه

کوی قاتل کا یہ قاصد ہے پتا
نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین

پڑی رہتی ہین خطون کی پرزی
پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

تیری زلفون سی اوسی کیا نسبت
مشک کہتی ہین خطا کرتے ہین

نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے
چاہ یوسف مین رہا کرتی ہین

مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ
میری زخمون کو ہرا کرتے ہین

اوس کا خط دیکہتی ہین جب صیاد
طوطی ہاتھون کی اوڑا کرتی ہین

ہی وہ بازار مرے یوسف کا
مشتری جس مین بکا کرتے ہین

صبح کو ہم عوض آئینہ
منہ ترا دیکہ لیا کرتے ہین

۹۳

کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر
دہن زخم ہنسا کرتے ہین

۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین
ستم ایجاد کیا کرتے ہین

جو تری کوچے سے آجاتا ہے
پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین

دو زبانون سی سدا مار سیاہ
صفت زلف دوتا کرتے ہین

زلف کو کالی بلا کہتی ہین غیر
ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہین وہ گردش چشم
یعنی ہم او سپہ پسا کرتی ہین

جستجو مین تری او صید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقی ہونی کو تری ابرو کے
صورت چشم پہرا کرتے ہین

نقد دل دیکی لڑائی ہین ہم آنکہ
قصّے یون مول لیا کرتی ہین

سب اونہین کہتی ہین رشک ادریس
تیری کپڑی جو سیا کرتی ہین

کوی زنار سے پہنتے ہین ہم
بت عبث دہاگی دیا کرتی ہین

اُسنکی بیٹہین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین سے تنکے چُنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسی ہم مول لیا کرتی ہین

کسی دل سوختہ کو ٹہکرایا
کبھی ہو تلوی جلا کرتی ہین

رشک ہی بات نہ قائل ہی کری
دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴

دیکھنی پائے نہ تہی جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتی ہین

۳۴

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنی یار مین
گہر خریدار اسکی آئین وہ بکی بازار مین

آنکہ اوٹہا کر جسنی دیکھا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کی تار مین

تہی جو یاد زلف و رخ تو خط ہین مین نی لکھے
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کہا چکی لیچل سو صحرا جنون
سیکڑون تہر تری ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عارضی
ہی خط تقدیر بہی لکہا خط گلزار مین

پاؤن پر مہندی گری گر تو گری جانی کا جسم
گل کرین نالی شکست رنگ سی گلزار مین

خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول وکوڑیکی ہون جائین اگر بازار مین

اوس نی دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنائی تہی تجہی دیوار مین

سلسلہ کہتا ہی میرا کفر کچہ اسلام سے
ہین کئی تسبیح کی دانی مری زنار مین

یاد مین اک بت کی جب بہنی لگا دریای اشک
موج کا عالم نظر آیا مرے زنار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتہ منہ پر رکہکی وہ بت کہل کہلا کر ہنس پڑا
مل گئی موتی سی دندان موتیا کی ہار مین

اوڑ قاصد سی نہ خط مجہ دل جلی کا جا سکا
نامہ باندہا مین نی بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سی روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بہاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی سی چشم یار مین

جوہرون پر اوسکی ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنگئی کنگہی تری گلزار مین

چشم کی گردش سے ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلی ہین ہر مژہ کی خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین تونے مین ای وحشت کہ ہے
جیب کی تارون سی بخیہ زخم دامندار مین

چہبہ گیا کانٹا فلک کی ماہ نو اسکو نہ جان
یہ بہی ساتہ اپنی پہرا تہا وادی پرخار مین

غیر کی دل مین بہی اب ہہنی لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کہاؤن خار مین ہی نکہت گل خار مین

میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا
سر جہکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روی روشن سرخ رہی لعف پیچان وسیا
سنہ پہ کہدون فرق جو ہی کا فرو دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آ پونہچا ہی صیاد بہار
بچھہ گئی گلدام موج بوی گل گلزار مین

پہرتی ہین ہستی مین مکش گرد پروانی کی طرح
ہی غم می شمع روشن خانۂ خمار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختہ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کی سایۂ دیوار مین

جسمین پر پاون رکہون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میری ملین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکہین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین

دیکہہ لی گلزار عالم مین ہی کہ ظالم کو عیش
پہول کتنی ہین ہیر مین ایک پہل تلوار مین

کر دیا زندان کو گلشن مین جو ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نی باندہا روزن دیوار مین

اپنی پاؤن کی بہی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب تخود رفتہ ہوی جا پہونچی کوی یار مین

۹۵

وہ پری پردہ حور سی بہتر کہین ہی ای وزیر
نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین

۲۹

اوٹہا اوٹہا کی جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ہماری دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ثواب جانکی زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتی ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجہ پر نگاہ کرتی ہین
شکست رنگ سی گل واہ واہ کرتی ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتی ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کی ماہ کرتی ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتی ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتی ہین

نگاکی سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتی ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتی ہین

دکہانا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سی ہم واہ واہ کرتی ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سی روزن کی راہ کرتی ہین

نکیون ہو سُرمی پہ گرد سپاہ کا دہوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتی ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ اِی دربان
مگر وہ روزن در سی نگاہ کرتی ہین

کسکی مُنہ سی جہڑی پہول باتین کرتی ہین
چمن کا غنچی پہ سب اشتباہ کرتی ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مری صاحب
ملو دیا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نی فارغخطی یہ خط نہ سمجہ
جو تل نکلتی ہین مہرین گواہ کرتی ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتی ہین

دلا دلا کی کسی بت کی یاد کرتی ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتی ہین

وہ عندلیب چمن فریاد میری سُن سُنکر
چٹک کی غنچہ گل آہ آہ کرتے ہین

ہماری خون کی گواہی کو جاتی ہین جو دہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتی ہین

جو دیکہی سرو تو ای گل ہوا مجہی ثابت
تری فراق مین گلشن بہی آہ کرتی ہین

مزا فرشتون سی پوچہ آدمی کی چاہنی کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتی ہین

نہین ہی تجسی ہمین کچہ بہی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتی ہین یہ رشک ماہ کرتی ہین

ذرا سی جرم پہ چہانکی کنوین فرشتون نی
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتی ہین

جنون ہی ایسی سی آنکہونمین آمد آمد ل
مژہ کی خار کو اب فرش راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پہول جہڑتی ہین جسوقت آہ کرتی ہین

کسی پری کی جدائی مین ہمحون یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہہ ہر دم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتی ہین جب
زمین کو نقش قدم سی سیاہ کرتی ہین

جو کبھی جاتی ہین بتخانی سی کبھی اوٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتی ہین

لکھین سمجہ کی گناہون کو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتی گناہ کرتی ہین

ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سی دو دنکی چاہ کرتی ہین

بجای تاج تو رکھ اپنی سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھی بادشاہ کرتے ہین

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اشاری ہی کری گی قصہ تتلی چشم آہو مین

اسیرونکی لیی دانی تو ہین زنجیر گیسو مین
اری بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی ہتی ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو وین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سی
کرونگا سجدہ ہی اے قاتل تری محراب ابرو مین

تجھی کیا طعن سی ابد یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کوئی سجدہ کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتہ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اوجھنی سی مری تو پیچ تاب اتنا نہ کہایا کر
کرون کیا دل مرا اوجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین

حنائی ہاتہ سی شانہ کبھی پیچ ہی اس مین
کف رنگین سے مچھلی پھنس نجائی دام گیسو مین

تجھی جب دیکھتی تھی شانہ مین چھتین مین کہتی تھی
دل صد چاک سی ہوئیگا شانہ اسکی گیسو مین

کری قدمون پہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ
کری کنگھی چمن سی لیکی سنبل تیری گیسو مین

بغل مین یار ہی او جام مے بہر بہر کے پیتے ہین ۔ ہماری ہاتہ مین ہے آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کری کوئی ۔ پڑین کانٹی زبان مین آبلی پڑ جائین تلو مین

سمجہ کر دام تڑپی کیون نہ مچہلی میری بازو کی ۔ لگی ہین بال زلف یار کی تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبہانی کو ۔ کیا کرتی تہی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی ۔ اگر رو دون مین یاد سرمۂ چشم پری رو مین

اگر کعبہ بہی تم ہوتی کبہی سجدہ نکرتی ہم ۔ بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنی قابو مین

جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سی دیکہی ۔ ندامت کش یہ ہو بیٹہی نہ پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر آئینہ مین ہی اتنی پیچ ہین او مین ۔ پہسل کر تیری چہرہ سی نگہ پہنسی ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی واللیل گیسوئی معنبر ہی ۔ خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکی مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستونکی ۔ برای وزن ہون سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجہا منجم صبح میزان مین قمر آیا ۔ جو تل کی واسطی بیٹہا کبہی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بہی یہ خواہش ہے ۔ مری اعمال کانٹی مین تلین سبکی ترازو مین

زمین جو مین نکالون آسمان سمجہین اوسی شاعر ۔ کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائی ۔ کہ تیری نقش کی گل ہین فزون ہو نسخۂ خوشبو مین

چہری پہولونکی ہی تلوار سی بہی دست گلگونکی ۔ ہر اک گل سی زیادہ ہین سپر کی پہول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہنچی ۔ خدا کا نام لیکر نامہ باندہا بال یاہو مین

جو ہین خوش چشم انہین کیا احتیاج زیب و زینت ہے ۔ کوئی سرمہ لگاتا ہی بہلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدۂ حیران کا اوس غنچہ دہن کو آئینہ
دل صد چاک سی شانہ کرون الجھی گی گیسو مین

مری تار کفن نالان رہینگے بعد مرنی کی
کہ بیتابی سی ہی مضراب کا عالم ہر رگ مین

۹۷

وزیر آغوش یار فرقت مین بھی خالی نہین ہوتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سی پہلو مین

۱۵

ہاتہ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی تری دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہون گا مین تری تیغ سی لکھا ہی
خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین

دیکھ ای چشم مری نقش تصور کا اثر
کون سی اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سی کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ کرون مثل گریبان ٹکڑی
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پہ وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان بکی وہ قائل ہوی مین چپکا ہا
خامشی سی کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کری دل اوس مژۂ وابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تنگی منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کا مری چوکا نہ نشانہ اک بار
ای کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سی جو نفرت تھی نکل آیا خط | کونسا جرم ہی جسکی لیی تعزیر نہین
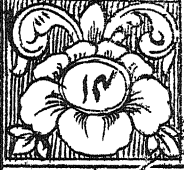
۹۸ برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتی وزیر
دہن زخم مگر قابل تقریر نہین ۱۴
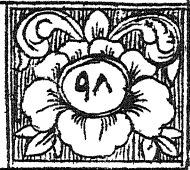
استقدر ہم ناتوان و زار ہین | بازو اپنی مچھلیون کی خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا | اندنون دست جنون بیکار ہین
روتی ہین اشکون کی بدلی خون گرم | ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتی ہین گلشن سی لی او باغبان | ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سی پونچھی کاہی کو اشک | اپنی منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجھکو مگر حیران ہوی | آپنی جو پشت بر دیوار ہین
لی اوڑای وحشت کہ اپنی پاؤن کی | منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری ای مسیح | کیا ہی بی پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان | ہم یہ کسکی کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ | واہ کیا طالع مری بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنی اشک و آہ سی | ہی بُری آب و ہوا بیمار ہین
اپنی ہی منہ کا برسنا اپنی ہاتھ | آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین | نقشہ ہای قامت دلدار ہین

۹۹ کون ہی بیزار ان روزون وزیر | ہم جو اپنی زیست سی بیزار ہین ۱۴

خواب مین دست تصور سی کبہی محرم نہین — ای پری عنقا سی کچہ انگیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بہی خرم نہین — دور ساغر ساقیا دوران سی کم نہین

ہاتہ مین اب اک پری کی کاکل پرخم نہین — وہ سلیمان ہون کہ جسکی قبضی مین خاتم نہین

ہوچکی تم سی مسیحائی دل بیمار کی — دیکہو تو بالی کی مچہلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکہکر کہنی لگا — سچ تو یہ ہی آدمی بہی کچہ پری سی کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن ای جنون فرقت مین مین — خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین

ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک — ہالہ مہتاب ہی یہ حلقۂ ماتم نہین

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سی — ہین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنی آگی سرفرازی ہی دلا سرگشتگی — گر زمین پہرنی لگی تو آسمان سی کم نہین

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چہڑکی نمک — لطف کیا ہو پہول مین قطرۂ شبنم نہین

سیل بہی آئی تو آئینہ سی بنی دیوار کا — گہر مرا معمور حیرت ہی مجہی کچہ غم نہین

منعمون نی صرف کی تعمیر مین عمر عزیز — یہ نسمجہی خانۂ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین — گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین

طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور — لن ترانی سی صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بہی گوارا ہی بلا سی خودجود — یار قاتل ہو تو زخم ایدل کم از مرہم نہین

ایک سی پیکر کی گردنین پڑتی ہین ہاتہ — دست خم گشتہ مین خاتم کب سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سی نہ دیکہون سوی آب زندگی — سامنی مجہ خشک لب کی قدر جام جم نہین

راستی سی ہیری کیا کیا لولین گٹتی ہین عبث
ورنہ کاٹا وہین تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میری نام کی تاثیر سی
ٹہرین سنگ فلاخن سی نگین کچہ کم نہین

خشک آنسو ہو گئی گرنی لگی لخت جگر
نکلی ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کہڑکیان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سی کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پہڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بہی مچہلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکہون کی تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بہی مری صحرا مین جاتی رم نہین

کہاتی کہاتی غم بہی ہو جائی گا راحت ای وزیر
سم اگر کہانی کی عادت ہو گئی تو سم نہین

ای پری مرنی کا مجہ وحشی کی کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سی زنجیرون کی حلقی کم نہین

یاد تہا گہر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کی قبضی مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نی یہ بہلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیری مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بدماغی دیکہنا پہر ہم نہین

آتش حسن اور بہڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سی ہرگز کم نہین

بی زبانی سی مین دعوای سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

آوسن ہوکی نی چمن مین جا کی کین ہین گریبان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بطامی پر بنی موج شراب
بزم می سی ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک گرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہمارے بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیری گل عارض کو ایسی ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اے پری شبنم نہین

پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہوگا پیدا کشتگی
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سی ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہرو تن کی یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سودہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھ اوسرکش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو صنع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کی قطرے آبلون سی کم نہین

تیغ رہتی ہی گلی پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیسے گل جسمین ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلو مین دم نہین

ای گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
کھلکی ہین آنسو بہت ہنسنی سی یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوئی پر نیر اعظم نہین

اوسکی گلتکلی کو رکھ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کی پھاہی سی جسکو کم نہین

کانکی پردی مین آواز اوسکی اکر چھپ گئی
یار سی شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میری زخمونکی لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سی ہی پانی پانی روی گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھونکا تری شاید پڑا ہی ایک عکس | مغز بادام ای پری بی جب توام نہین

۱۰۱ ۔ ۱۵۱

بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین

تیغ وہ آبدار لاتے ہین | دیکھیی پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنی جب زنجیر | طوق کو ہم گلی لگاتے ہین
زخم پر میری کیون نہ چھڑکین نمک | عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا مین نے | آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اون سی صاف ہین ہم | جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام سے | مردی قبرون سی نکلی آتی ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا | چٹکیون مین اوسی اوڑاتی ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل | دیکھنا کیا کنوین جھنکاتی ہین
خنجر آبدار سے قاتل | میری دل کی لگی بجھاتی ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے | کیون وہ خنجر گلی لگاتی ہین
گل زخم اب بچین گی تیر سی کب | بلبلون کی وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہے اگر | لن ترانی کسی سناتی ہین
تو بھی دکھلا دی کعبہ ابرو | ہم بھی دست دعا اوٹھاتی ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلے | اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتی ہین

١٠٢ — ٢٥

خط مین لکہتے ہین شوق دید وزیر
آج ہم قسمت آزماتے ہین

قوت بازو ہوی ہین ای سمن بر انگلیان — طائر رنگ حنا کو بنگئین پر انگلیان

بار گذرین لگی جب کہدین جگر پر انگلیان — تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر انگلیان

کیا ہی ورون پر چڑہی ہین ای ستمگر انگلیان — پہیرتی ہین پنجہ خورشید محشر انگلیان

گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا — جب ملین جہک کر ہوین پانچون برابر انگلیان

کون بلائین مین ترے وہ گل کہلا کر ہنس پڑے — گل کہلائین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکہنا — کانپتی ہین کسقدر رعشی سی تہر انگلیان

ہاتہ مین لیجاتین لاغر مرا نامی کی ساتہ — ڈر نہ ای قاصد کہ چہہ ہوتی ہین اکثر انگلیان

دل بی مستی می پہکتی ہی پپینی کی طرح — گردن مینا سی ای ساقی ہین بہتر انگلیان

دست وحشت نی کیا ٹکڑی گریبان قرار — جہانکنی ہین کسکی تہین پردی سے باہر انگلیان

ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سی ربط ہی — دل چرا لیجائینگے اب چور بنکر انگلیان

جام خالی پر رکہا کیون دست گلگون ساقیا — کیا گلابی کیطرح بہر دینگی ساغر انگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چہلون پر ترے — کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان

رکہدی کیا پاؤن گستاخی سی دست سرخ پر — لال اسدرجہ کہان تہین ای کبوتر انگلیان

واہ یا اوستاد کیا لکہا مخمس آپ نی — دست و پا مین پانچ پانچ آکی بنا کر انگلیان

کم کسی سمجہین تری دست حنائی کی شہید — سب ہین انگشت شہادت کی برابر انگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر ابھی
شیشے نازک ہین بہت اہدکی ٹہرو انگلیان

آئنہ عارض نہین یوسف ہی کہلائین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر انگلیان

خط نہین انپر قیامت کا ہی کچھ تحریر حال
پاس رکھتی ہین بیاض صبح محشر انگلیان

کون پہاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کی نہین ای ضعف گہلکر انگلیان

مشورت کچھ قاتلو نہین ہی ہماری قتل کے
بیطرح اوٹھنی لگین ہین جانب سر انگلیان

ہر رگ تار گریبان سی ہوا جاری لہو
کرتی ہین ای دست وحشت کار نشتر انگلیان

چلبلی ہین پاؤنکی بہی اچی ہنگام رقص
کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر انگلیان

ایک تو کہتی ہین یہ سبکی سب مشتاق قتل
ہاتھ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر انگلیان

اپنی یوسف کو مری یوسف سی تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ سر کٹتی ہین اوسکی انگلیان

۱۰۳

شعر تر لکھی ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای **وزیر** اپنی ہوئین موج آب کوثر انگلیان

۱۰

بہری ہی تونی جو ساقی شراب شیشی مین
پری اوتاری ہی اپنی حساب شیشی مین

نہین نمود یہ دُردِ شراب شیشی مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشی مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشی مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشی مین

سوای شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کی طرح سی کرتا ہی خواب شیشی مین

غروب چار پہر آفتاب رہتا ہے
نہان ہی آٹھ پہر کیون شراب شیشی مین

آدمی ہی ہنوز زیر آسمان غافل
پری کی طرح نہ ہو مست خواب شیشی مین

کسیلئے آئی ہی ساقی کی یہ حواس گئی
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشی مین

مرون تو شیشہ ساعت مین میری خاک بہے
فلک کہا ہی مجھی انقلاب شیشی مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بہی دعا ہی یہی
ہماری روح پہ ہوئی عذاب شیشی مین

سوای روز مری پیکری مین رات کہان
فلک کی طرح سی ہی آفتاب شیشی مین

۱۰۴ ولہ ۹

میری نالونسی تہ و بالا ہوی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک اور یار ہا سر پر زمین

ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤنسی نجات
آسمان گہر گہر یہی ہی اور یہی گہر گہر زمین

بار ری باری یہ مجہی ہین برنگ آسیا
آسمان دن بہر ہی گردش مین تو شب بہر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سی
کانپتی ہی ہہندہی سانسونسی مری تہر تہر زمین

جس جگہ مین دفن قاتل تیری شرگانکی شہید
وان عوض سبزیکی پیدا کرتی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئی محبوب جا ہی رشک ہے
رکہتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سی عالم کورہ آتش ہوا
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نی ایسا کیا زار و نحیف
بیٹہ رہنی کو مری کافی ہی اب تل بہر زمین

۱۰۵ ولہ ۸

مین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون
ہم صفیر واس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکہا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر ۔۔۔ کہتی ہی عمر خضر ہین گیسو کوتاہ ہون

آسمان پر بھی سیہ بختی ہین ہی میرا دماغ ۔۔۔ خال روی مہر ہون داغ جبین ماہ ہون

کہ رہی ہی آسمان سی یار کی گھر کی زمین ۔۔۔ طور ہون صحرای ایمن ہون تجلی گاہ ہون

بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا ۔۔۔ دن جو ہون عمر مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون

اللہ اللہ کیا ہی اوسکی پاؤن کی ٹھوکر کا لطف ۔۔۔ ہی ہر اک پت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶

روز محشر سی وزیر افزون ہی اس کافر کا طول
اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون

۷
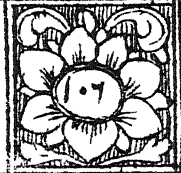
گوہر اشک سی لبریز ہے سارا دامن ۔۔۔ آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش ہین ۔۔۔ کچھ گریبان سی کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی لگ جو نہ برابر تو ہی ۔۔۔ پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

جامہ چین نی نہین یہ پھول چنی نرگس کے ۔۔۔ سیکڑون آنکھون سی کرتا ہی نظارا دامن

بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی ۔۔۔ باندھ دی دامن صحرا سی ہمارا دامن

خوب پونہچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ ۔۔۔ مل گیا آج گریبان سی سارا دامن

آمد آمد مری اشکون کی مگر سن لی ہی ۔۔۔ جہاڑ کر گرد جو صحرا نی سنوارا دامن

۱۰۷

ولہ

۹

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین ۔۔۔ تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

ای صبا پونہچا دی ہاتھون ہاتھ دست یار تک ۔۔۔ خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سو کھکر کانٹا ہوا | ہی تری دامن کی چھٹ جانی ہی خار آستین

ضعف نی ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا | خار دامنگیر اترو زون ہی خار آستین

دونو اپنی کام مین یکجان جان مصروف ہین | روح دامن کی تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکھا اونکی کسنی دامان قبا | ہوگئی دامن کی کلیونسی بہار آستین

تھمگئی آنکھونمین آنسو آتی ہی بلبلے داغ | دیکھنا کیا کر رہی ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا | بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنی ای وزیر
اشک گلگون سی ہی اترو زون بہار آستین

جو خاص بندی ہین وہ بندہ عوام ہین | ہزار بار جو یوسف بکی غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق | کبھی جلانی کی قابل چراغ خام نہین

کھلا ہی چشم سخن گوسی خامشی کا ہمین | دہن کی ہونی نہونی مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو | چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو | نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دونو کی پڑہ دوگانہ عشق | جو بی نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی مانع دید | مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھ پہ مرنی لگی جو ہی میری درپی قتل | الٰہی اسکی سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک | یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس یہ ولائی گا تجکو خمار بادہ عیش
می نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسی نہ قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹی محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنی جو بال کا پھندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کی لیی بہتر اس سے دام نہین

می دو آتشہ کفر و دین سی خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

١٠٩ — ١٨

پکار اپنا گدا کہکی مجکو ای شہ حسن
فقیر ہون تری درکا وزیر نام نہین

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سی ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوی شام نہین

ولا ہی کعبہ ابروی منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہ ہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری ہی قدہی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زرخرید ہے اپنا
کیا جو بندی کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادہ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سی بھی کام نہین

جو اوسنی بات نکی ہو گیا مجھی اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین

بجھی ہی آب سی کیا میری تیغ تیز کی آنچ
کہ خون فشان مری دلکا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دو جام نہین

نہ دیکھا نقش قدم کا صدا ہی پا نہ سنی
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندہین وہ ہاتھ حنا سی کیا ہی جن شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سی سینی سی دل سی گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارۂ فلک حسن کہی کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھری طلب مین جو دنیا کی وہ ہین دیندار
مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

١١٠

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

ہی غلط گر تری دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلیگا نہ مسی ملی
ہونگی یہ قند سیہ اپتو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتی ہین ڈنکی دیتی
خار پاچوب ہین اور آبلی نقارے ہین

چھپ چلی ہین خط شبرنگ سی رخسار صبیح
دن ہی کم شام کی آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کی سو دینی پڑینگی بوسی
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ چہٹا روز بہا کر دو سی یونہہ جاتی ہین
اشک کا ہمیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکارے ہین

آب جاری ہی کیا اعجاز سی ای بحر کرم
انگلیان کا ہمیکو ہین نور کی فوارے ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلا نہین اگر گیسون سے
نہی بہبتی مجہی ہی سو جہی کہون سیپارے ہین

ہاتہ اگر چہونی سی جل جاے ید بیضا ہو
لعل لب وہ بت کافر کی وہ انگارے ہین

رونگٹی کب ہین ان آئینو مین ہین پڑگئی بال
ہاتہ زانو پہ کبہی یار نے دی مارے ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوی ہو تیغ کی طرح
چار پہلو سیلی تم ہین پہولونکی پشتارے ہین

رہ بروتی ہی تصویر تصور سب و روز
اب تو بی منت خلق آپ کی نظارے ہین

دیکہکر تجکو حسین کٹتی ہین بہولی ہین بناو
کنگہیان کرتی ہین سر پہ روان آری ہین

۱۱۲

دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی کی و رید
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین

۱۵
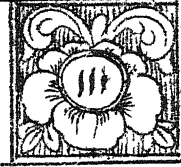
سب کو رخسار تخطط یہ تری پیارے ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینی وہ رخسارے ہین
اپنی بہی دید ہی اور انکی بہی نظارے ہین

زہر ان کا نہین ایسا ہی جو دیکہی مر جاے
سیکڑون سانپ تری گیسون نے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت ہی یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹی جسم مین کا ہمیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکو مین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چہپائی ہوی ہین نار سی طفلان حسین
ہی معلم ابہی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین تری آگی حسینان جہان
اب بہی کہتا ہی ابہی کچہ نلکہا شوق وصال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بہولی ہین یاں
مسی آلودہ نہین تیری لب آتش رنگ
متصف دو صفتو نسی ہین وہ دونو عارض
کہینچکر اوسکی تصاویر کہی صورت گر
لکہ دیا ہی مری سینی پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سی فوارے ہین
پشت قاصد پہ دلانا مونکی پشتارے ہین
ڈہیلی آنکہونکی ہین آہوون نی مارے ہین
اپنی نظرون مین دہوان دہارے انگارے ہین
پہول خوشبو مین جلادیتی ہین انگارے ہین
یہ کسی مصحف رخسار کی سیپارے ہین
صنعتین کین ہین یہ تیر اونسی ہین مارے ہین

الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن گور مری نظرون مین اندہارے ہین

عاشق لعل رخ دلدار آنکہین ہوگئین
سرخ پلکین ہوگئین خونبار آنکہین ہوگئین
دیکہکر محو جمال یار آنکہین ہوگئین
آتی ہی اشک اب بہنی لگا ہی خون گرم
لڑگئین تمسی جو آنکہین ہوگئی اکبار صلح
کشتی می پلی کی ای ساقی پونہچ بہر خدا
ہی تصور بسکہ آنکہون مین خط رخسار کا
ای بت کافر ہی بس وی عجب ذات اللہ کے

مبتلای کافر و دیدار آنکہین ہوگئین
دیکہ لو اب زخم دامندار آنکہین ہوگئین
جام ہای شربت دیدار آنکہین ہوگئین
بہیجو پانی کہ آبشار آنکہین ہوگئین
کہیجیے دو تین باتین چار آنکہین ہوگئین
بی تری محفل مین دریا بار آنکہین ہوگئین
آئینی کی طرح جوہردار آنکہین ہوگئین
لب تری عیسی ہوی بیمار آنکہین ہوگئین

یہ گئیں ملچین بہ رنگ خس مری اشکونکی ساتھ
اتہو نظرونمین گل بیکار آنکھین ہو گئین

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز ہی
ای پری آہوی خوش رفتار آنکھین ہو گئین

میری پاؤنکی طرح ہیہات اب گردش مین ہین
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھین ہو گئین

عین نادانی ہی اب انسی جو رکھی چشم داشت
شکل مژگان پھر گئین بیزار آنکھین ہو گئین

سخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھین ہو گئین

دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
چپ نرہیی قابل گفتار آنکھین ہو گئین

عشق پنہان دیدۂ گریان نی ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھین ہو گئین

ابلق چشم صنم کس نازسی گردش مین ہی
خوب کاوی ہوتی ہین رہوار آنکھین ہو گئین

ہر کسی نی آنکھ جب ڈالی گلوی صاف پر
ہنس کی فرمایا گلی کا ہار آنکھین ہو گئین

تول لیتی ہین سدا نظرونمین جنس حسن کو
پلۂ میزان مری ای یار آنکھین ہو گئین

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھین ہو گئین

کہتی ہو سب دیکھتی ہین تیری آنکھونسی مجھی
سچ کہو اغیار کی بیکار آنکھین ہو گئین

چلیی اب صحرا سی کوی یار انہین دکھلائیے
آبلون سی پاؤن مین دو چار آنکھین ہو گئین

پھول نرگس کی بنائی کب وہان معمار نی
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھین ہو گئین

ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہے
جب نگہ کی بت پہ تجھسی چار آنکھین ہو گئین

آپسا انکو بنایا عشق تیر یار نی
ہی سری تا رنگہ سوفار آنکھین ہو گئین

پیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہین شاخونسی درخت
کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھین ہو گئین

چپ کھڑی ہین بنگئی ہین نقش بر دیوار ہم — آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتی ہین نظر — بادۂ وحدت سی کیا سرشار آنکھین ہوگئین

روتی روتی ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر — جسم لاغر ہو گیا اطبّار آنکھین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کرتا دیدۂ و دانستہ قتل — جوہرون سی تجھین ای تلوار آنکھین ہوگئین

آنکھ کی ڈورون نے تیری کچھ تو ہین ڈانگی پی — ای صنم جو مائل زنار آنکھین ہوگئین

۱۱۳

پھر گیا وہ آکی اب جاگی تو کیا حاصل وزیر
سو گئی جب بخت تب بیدار آنکھین ہوگئین

اوس چشم کی ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین — کیون گھوڑی تصور کی یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاون تو وہ شرماتی ہین آنکھین — بس اُس مژگان مین چھپی جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا — تارون کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت — اطفال سرشک آؤ کہ پتھراتی ہین آنکھین

جاتا ہی طلب کرنی ہر اک نوح سی کشتی — دریا کو اگر دیکھ کی لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان تنگ ہی اس اختلاف مین — عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہے سی جسکو موی کمر خلق کہتی ہے — بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکی خال پہ — موی کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی — پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

غزل فارسی

سبین در وقت رفتن حسرت دیدای نگارین
که از نقش قدم پیداست چشم انتظارین

نگه اندیدن لوچون پر پروانه می سوزد
مگر دارد چراغ از داغ دل شبهای تارین

فلک را گر دهاز فرطحرارت کوره آتش
معاذالله قیامت گر بر زمین مشت غبارین

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید
به بیند گر کسی آئینہ لوح مزارین

اگر از سستی بختم سمند او نمے آید
بپای او رسد ای کاش این مشت غبارین

مباد ا پای تو در لغزش آید گر قدم بنہی
صفا ہا صورت آئینہ می دارد غبارین

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین
موج بوی زلف کی ٹہری جو پہنائی نہین

شوق بیزاری ہین ساقی بہ چلا دریائی شک
کشتی می اب بہی لینی کو پہری آئی نہین

وله

نظرون سی دور ہینی کا پیاری گلہ نہین
دل سی قریب ایسی ہو کچہ فاصلہ نہین

ولہ
چلن انفاس کی ہین اندنون کچہ نکہت گلین
کہ آمد شد ہی اسکی کوچہ منقار بلبل مین

ولہ
بہنگ بوہی سبکروحی ایسی بلبل مین
بہری چمن کی روش کو چہ رگ گل مین

ولہ
صدا نکلی آئی گرادی جہٹری تو ای طرب
جو ہیری آنسو ونکی تار ہین تیری ستار مین

ولہ
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا
لحد سی اوٹہ کی ہین ہم سبو سبو نکرین

جگا دیا مجہی سوتی ہین پیدماغ ہون مین
ابہی لحد ہین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانوں سے تھی پایا کنارہ پیر کو ۔ اس کمان میں عمر بھر تھی ندیکھا تیر کو

ترچھی نظروں سے ندیکھو عاشقِ دلگیر کو ۔ کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر تو تیر کو

مار ڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو ۔ چشم کیا سوفار کی بدلی ملی تھی تیر کو

ہوں میں دیوانہ مری تصویر بھی تکتی چنی ۔ کہربا کی رنگ سے کھینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دے سکا لیکن تری دیوانگی نے ۔ سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہے تیری مکان پر پارچہ ہر اک کی نگہ ۔ گرد دامانِ نگہ منگوائی تھی تعمیر کو

ہے زباں کی صاف جنبش مصرعِ برجستہ میں ۔ یا خموشی تقریر کہتی ہیں مری تحریر کو

حال اس غفلت کدہ کا تھا عیاں ورنہ اسے ۔ خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پڑ گئی ہیں سیکڑوں چھالے جو اے خونخوار خلق ۔ کس کی خونِ گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو

تو وہ ہے قاتل کہ تیرا وصف کرنے کی لیے ۔ منہ ملا زخموں کو میری اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہیں فرہاد اے شیریں اگر کہیں قلم ۔ دودھ کا پتھر سے جاری کر دیں جوئے شیر کو

دامن اوس گل کا جو الجھا پھر کی دیکھا نازسے ۔ دے اب اے بلبل دعائیں خارِ دامنگیر کو

جا لگی پھر استخوان پر چب لگائی تو نے تیغ ۔ کیوں نہ اے قاتل ہما کھیتے تری شمشیر کو

ہاتھ میں حیثی نہیں آتا تو اطفال حسین ۔ کھینچتی پھرتی ہیں تھر پر مری تصویر کو

پاؤں پر دشمن گرے تو جان فکرِ سر نہ ہے ۔ مت سمجھ ہو صبا پائے شمع پر گلگیر کو

بار ہا بجلی گرائی شعلۂ آواز نے ۔ لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سی جھڑتی ہین سنتا ذرا تقریر کو

اپنی شکوونکی سبب دیوار روان ہر گھر مین ہی
ہاتہ آئین مچھلیان گھر بیٹھی ماہی گیر کو

آسمان کی پار گذری دل نی ایسی آہ کے
اپنی ترکش نی کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجہسی نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتی استخوان کیطرح جوئی شیر کو

پھر استقبال جاؤن مین کئی تیر آپ سی
وہ نشانہ ہون جو آتی دیکھین اوسکی تیر کو

۱۱۶
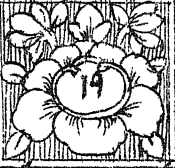
ہوکی لاغر تیر کی مانند چھوٹی ای وزیر
کہی اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

۱۹

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹہرنا مشکل اب ترکش مین تیری تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سی اوٹہ سکتی نہین
پای خفتہ چاہیی اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تونی ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتی ہین زلف کی زنجیر کو

موی آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لی شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مری خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دی شب تصویر کو

رو دون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہی
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بہو کی سی بہلا ای شمع کیا نسبت تجہی
مثل پروانہ جلا دی جب چہوی گلگیر کو

ہاتہ اوس انگیا کی چڑیا تک پہونچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سنیو ہر ہر عضو سی تعبیر کو

جامہ

خط سنبل مین لکہینگی زلف جانانکی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیر انشانہ کیا بچے
بلبلون نی اپنی پر بخشی ہین اوسکی تیر کو

جو گیا تیری مکان مین پہر نہ نکلا عمر بہر
نقش جب کا گہر ہی گویا گہر تیرا تسخیر کو

پرورش طفلی سی پائی دامن کہسار مین
کوہ کو پستان مین سمجہا شیر جوئی شیر کو

گر میان وہ غیر سی کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگجائی الہی موت کی تاخیر کو

بندہ گیا ہی غیر سی مضمون غزال چشم کا
اوس مین اب شاخین نکالی کہدو آہو گیر کو

ضعف سی مند کو خیال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا میری لب تقریر کو

بیقراری دیکہکر میری کہا بہزاد نی
چاہیی رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

١١٧

شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکہون پہ دین ہم تیر کو

بی چین ہی یہ دیکہ کی مجہ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بہی نکرو ننگا مین یار کو
مچہلی کی طرح تلوی چہپائین گی خار کو

دل مین جگہ دی یار نی مجہ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نی اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹی ہین پہولون کی ہار کو
پہولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجہی
گل کر دیا صبا نی چراغ مزار کو

اوس گلعذار سی کہو سر کا ہی منہ سی بال
پہولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مری آنسو نکل پڑی
دیکہا جو بیچراغ کسیکی مزار کو

ہی گل کہان نہین مری رونی کا تذکرہ
سن لی صدا اے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال سین
دیکھون جو تیری سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کی کیا اوسنی عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑی اوسکی آنکھ مین
دیکھی نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بی گنتی اوس قمر کی لیی بوسی رات بہر
دیکھو تو میری آرزو بی شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئی میری قبر پر
یون روئی شمع دیکھ کی میری مزار کو

ہنسی نی تیری دانتون کی برباد کردیا
گرد یتیمی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سی وہ آنکھ پہیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چہوکر حنائی ہاتہ سی اوس گل نی یاسمین
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئی مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائی پردۂ کثرت جو آنکھ سی
پہر ایک اس چمن مین کہی تو ہزار کو

دست طمع دراز ابہی شاخ گل کری
دیکھی اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کی گہوڑی پہ اب بہی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھ کی میری غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گری
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بیدماغ خواب عدم سی نہ چونک اوٹھون
خاموش کر صبا مرے شمع مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری لب سی فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگائی تو مجھ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹہاؤن یہ ہین مزا — لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تونی ہار گیا یہ خوشی سی پہول — پہولو نکا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہے — نقش قدم چراغ بنی ہین مزار کو

گر تو نہ آی موت کا مین منتظر رہون — آنکہین خدائی دی ہین مجہی انتظار کو

تر دامن اسقدر ہہون کہ ای آفتاب حشر — سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پہر سوال آئین جو مجہ ناتوان کی پاس — ڈہونڈہین فرشتی لیکی چراغ مزار کو

۱۱۸ — آئی ہین میری ہاتہ وہ مضمون آبدار — ۲۴

نسبت نہین وزیر دُرِ شاہوار کو

مر مر گئے بلبل جو کیا یاد چمن کو — غربت مین خدا یاد دلائی نہ وطن کو

لب پہ تو نہ لا وعدہ خلافی کی سخن کو — جہوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگاؤن گا غزالان ختن کو — آنکہون ہی سی تری سیکہ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکہ کی اعجاز سخن کو — اب سوزن عیسی ہی سیو میری کفن کو

دکہلایا تری تیغ نی جوہر کی چمن کو — پہر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندہا ہی وہ جس نی ترا دیدار نہ دیکہا — بہرا ہی وہ جس نی نہ سنا تیری سخن کو

نقش قدم یار کی دیکہو تو صفا تے — آئینہ دکہاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نی نعم البدل اس کا — دی چشم سخن گو تہ بنایا جو دہن کو

بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری — کہتا ہی بجا ابر سفید اپنی کفن کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بہر آئی | دیکھی کبہی یوسف جو تری چاہ ذقن کو
کرباتین لڑائی کی لب لال سی ظالم | دی لال کی مانند لڑا لعل یمن کو
دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بہولا | افتادہ چہ یاد کری جیسی رسن کو
مرتا ہی جہان تجہ پہ یہ ای قاتل عالم | اب زندہ بہی ہونی ہوی پہرتی ہین کفن کو
بلبل کی بہلا پوچہتا کا ہیکو کوئی بات | صد شکر دیا نطق نہ غنچی کی دہن کو
قمری کو اوسی دن سی ملا طوق اسیری | جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو
یوسف کیطرح گر تری ای ماہ کنوین مین | دیکھی مہ نخشب جو تری چاہ ذقن کو
خوش چشمون کی مضمون کیی ہینی قلم بند | تیزی سی کیا صید غزالان ختن کو
بت کہتی ہین کیا کیا مجہی اس ہیٹہنی پر | اللہ نی صد شکر بنایا نہ دہن کو
آنکہون کو تری سرمی کی دنبالی گران ہین | شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو
تربت پہ مری آب دہن یار نی پہینکا | بہولا نہ پس مرگ وہ مجہ تشنہ دہن کو
مرتی پہ ہی خوش چشمونکو مجہسی وہی کاوش | سبزہ مری تربت کا چراتی ہین ہرن کو
یارون نی پس مرگ مری باندہ دی ہاتہ | تہا خوف کہ ٹکڑی نکری جیب کفن کو
مرتی پہ رہی ساتہ زمانی کی دو رنگی | دکہلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹
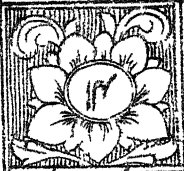
جنبش نہ زبان کو ہو تو پہر بات نہ نکلی
گویائی ہی گردش سی وزیر اہل سخن کو

۱۲۰

دوست سب کہتی ہین سرو قامت جلاد کو | نکلی قمری توڑ بی گر بیضۂ فولاد کو

پہنچی گر فریاد سی دست زلیخا داد کو
آہی چاک دامن یوسف صبا کیباد کو

کیا اڑایا ہوگی گلزار کی بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشہ ہوی کمر کہینچا تو بہولا تہا سچک
ہوگئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیر وڈ ہانپ دیتا ہی قفس گلدام سی
رحم آجاتا ہی مجہ بلبل پہ جب صیاد کو

پہنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم بنجائی اگر لون ہاتہ مین فولاد کو

لکہنے بیٹہو گی تو لا کہون سر قلم ہوجائینگے
پہلی بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو

صدقی کرکی سرو کو آزاد اوس نی کر دیا
کہہ دو قمری ہی کہ آج آئی بہار کیباد کو

کتنی سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجہی
سرگرانی کی دوا معلوم تہی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نی کہینچی نہ دی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنی نی عاجز کر دیا بہزاد کو

پای مجنون جب کہینچی زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل جہر جہوٹ دل پہ لگ گئی
تازیانہ زلف کا کہلنا ہوا استاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
لگا بہارا او طفل جہگڑا ہو نصیب استاد کو

سبزۂ خط دیکہکر ہاتہو نکی طوطی اوڑ گئی
جا نو صدقی ہین چہوٹی دو کہہ اب صیاد کو

۱۴۰ ولہ ۳۴

اس پتی سی پوچہتا قاصد مکان یار کو
چاند نی کہتی ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سی چشم یار کو
شوق سی کعبہ کہون مین ابروی خمدار کو

جب صبا لائی اودہر سی بوی زلف یار کو
نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو ‌ ‌ ‌ پاؤن پڑتی ہی حنا سو قوف کر رفتار کو

پادجب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو ‌ ‌ ‌ ڈہونڈہتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک ‌ ‌ ‌ مطلع ایجاد ہم کہتی ہین اپنی یار کو

دیکھی بندش صفائی کی جو کبھی وصف رخ ‌ ‌ ‌ باندہی سوچ سی مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنی لگی رنگین بیانی سی مرے ‌ ‌ ‌ رہگئی حیرت سی بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب اے بخت خفتہ المدد ‌ ‌ ‌ نیند آجائی ہماری دیدۂ بیدار کو

راز دار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون ‌ ‌ ‌ مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نی طوق بھیجی میری ہاتھ ‌ ‌ ‌ لکھدی اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو اے شعلہ خو ‌ ‌ ‌ کردیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتی ہین میری کیا ہوا سرزد گناہ ‌ ‌ ‌ پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہو ثابت مجھی ظالم کی قسمت مین ہی شش ‌ ‌ ‌ دیکھتا ہون راتدن خندان لب سوفار کو

چشم جانان ہین نگیون ہو سرمۂ دنبالہ دار ‌ ‌ ‌ ناتوان ہی چاہیی رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتی ہین اب ہی برابر راتدن ‌ ‌ ‌ سرہی پاتک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک پانہی واقعی اڑکر نکو بھاتی ہی بہت ‌ ‌ ‌ اشک نکلی دیکھتی ہی خاک کوی یار کو

بندہی دروازہ اوس گل کا مدد اے بال شوق ‌ ‌ ‌ عندلیبون کی طرح اوڑ جایئی دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی بنی آنکھین ہین نرگس کے پھول ‌ ‌ ‌ برگ نرگس کہیی اے گل ابرو خمدار کو

اے جہود پردہ تم سی زاہدونکو بھی ہی عشق ‌ ‌ ‌ صورت تسبیح پنہان رکھتی ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکہو تو خرام
پہول منہ سی جہڑتی ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پراوٹہون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکہلاؤن زور ناتوانی یار کو

میری نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بہی
موی تن مضراب ہین ہر اک کفن کی تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجہی
بہاگتا ہون دیکہکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تابہ حشر
خوب سا سیدہا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنی اب تصور اسکا رکہتی رات دن
عرش مین لٹکاتی ہی زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سی مری آنکہونمین لایا جوش اشک
چاہیی نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتہ آتا ہی مری مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستۂ گلزار کو

جوش گریہ سی خط لکہتی کی جب فرصت ملے
کاغذ ابری عوض نامی کی بہیجا یار کو

خانۂ زنجیر سی نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نی کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑی ٹکڑی طوق کو کردین گریبان کیطرح
تیری وحشی جب سنین زنجیر کی جہنکار کو

آمی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب روؤن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندہی ہین مضمون جو مین نی قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑہتی ہین مری اشعار کو

۱۲۱

پڑگیا یہ غل کہ یوسف بکنی آیا ای وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

۳۷

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پہول دیتا ہی سپر کو اور پہل تلوار کو

تیر ابرو دیکہکر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نی ہی چڑہایا چرخ پر تلوار کو

راحت جان کہتی ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بہاری کسی بیمار کو

باغ سی تشبیہ دیتی ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کی بلبل کہتی خط یار کو

دیکھکر خورشید کا پیا ابرو خمدار کو
بس اوٹھا رکہ طاق پر ایماہ اب تلوار کا

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
شکل پروانہ جلادون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتہ آیا فکر سی
زور افسون سی کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابرو خمدار کا
چوم کر لیتی ہین اکثر ہاتہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسن
آگ لگجائی تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نی ہر مژہ نی لاکہ تیر
ابرو خونریز تو بھی کہینچ لی تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون تہیر پڑین
کردیا ہی ٹکڑی ٹکڑی دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہا وسد ہم سپرداری کری
ای جنون صحرا جو کہینچی مجہ پہ تیغ خار کو

لاغری سی آج ہم دوش ہوا پہرتی ہین
ای گلو ہنستی تہی گل خار سر دیوار کو

استقدر ہی کانٹی چبہتی کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھی جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میری اشک و آہ سی
ہی بہت ناساز یہ آب وہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی ای جنون ہمنی گرہ
کردیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندہتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالی ہین بلبل ٹہنڈی سانسین ہین نسیم
یاالٰہی رکھیو سر سبز اس مری گلزار کو

پانو کی چہالی نہین دیتی ہین آنکہون پر جگہ
دیدہ ہر آبلہ سمجہا ہی مژگان خار کو

شکل قمری اوسکی وحشی طوق ہین پہنی ہوی
اس لیی کہتی ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکہتی ہی سیری چشم یار کو ہے احتراز
کس نی تبلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ سہ کو دیجی تمثیل دل کی داغ سی
باندہی ہی اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغری ہنستی ہین ساقی بہکنی پر مری
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنی کوچی مین مجہی رونی تو دی آئی رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتی ہین گلزار کو

غنچہ گل رشک نافی ہنگئی ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوی زلف یار کو

ان بتون کی ظلم سی دشمن ہوا مین کفر کا
ہو گیا ہر موی تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بہی ساقی رہا پاس ادب
سجدی کرتی جاتی ہین ہم خانہ خمار کو

ای بت کافر تجہی دیتا ہون مین گل مثال
باندہتا ہون مین رگ گل رشتہ زنار کو

میری ہر اک زخم تن کو اس نی خندان کر دیا
زعفران کا کہیت کہی تیغ جوہر دار کو

دیکہکر تیری مریض عشق کو بولی طبیب
ہم پیام مرگ کہتی ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کر دی سایہ دیوار کو

بن کر ہم وحشیونکی آگی ای شاخ غزال
پیچ مین لائی ہین اپنی ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تہا سمجہا سر چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سی ہی مثل برق خط
تا سمہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانہ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سی کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابہی وادی نہین
ای ہبو مصحف کہو گی تم اگر رخسار کو

١٢٢ وصف ان شیرین بانو نکا لکہون گر ای وزیر ٣١
نیشکر دم مین بنا دون کلک گوہر بار کو

بنی گلخن جلا دون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب خوشہای سوختہ پہولونکی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوزانسی جو گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سی گل ہنستے جاتی ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکہنا پہولون کی خرمن کو

ہہین بیکس سمجہکر پہول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سی کہدو گل کر دی ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسی میری کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پای خفتہ سنکی زنجیرونکی شیون کو

ہوا ناجنس کی صحبت سے ہی طرفہ گل کہلا ہے
کری نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکی آنکہونسی جو گرتا ہی
جنون نی دامن صحرا ابنا یا میری دامن کو

ہی سیلاب اشک ایسا گلی تک پانی آپہونچی
بنا دون حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نی جذب مقناطیس بخشا ہی
لگی ہی خود لپٹ جانی جو لاتین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین وا کیا ہی حلوہ دندان
بہرا ہی ابر نیسان نی گہری اپنی دامن کو

بتاتی ہین جو مجہ وحشیکو انگلی کی اشارے سے
یہ نوا جنون سمجہی ہین لڑکی طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلی
الٹ دو ان جام کی گر تو چہپائی روی روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کی لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ ہرا شمع فلک سی خاک روشن ہو
کہ جالا پرتو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتی ہی ہای وحشت بیہان تہہر آنکہین
بہر اشک گان نی میری تیہر ونسی اپنی دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی ہمین جاتی
کبھی ہوتی نہ دیکھا خشک ہمنی آب آہن کو

مزا کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
سپہر کی یہ بھول لازم ہین چڑہانا میری دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکہین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنی لگی ای زاہدو اللہ اکبر کے
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جوبن گلو ہی شیشہ ہی کا
خجالت سی جہکا لیتی ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم تہا پارس ہی ای وحشت
طلائی کردیا خون گلو نی طوق آہن کو

یہ کسکی گوہر دندان سی اسنی ہمسری کی تہی
ملایا جو خدا نی خاک مین ہیری کی معدن کو

پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکہو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بہی محفل مین مستونکی طرح لوٹی
نگاہ مست ساقی کردی مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میرا گنبد مدفن
نہ بہولا خاک ہوکر بہی مین اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ ہمکو لعل نی دکہلا دی اب عارض
بنا پروانہ ای مہر چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہے جو سنتا ہے
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنی شیون کو

عوض پروانونکی تربت پہ شور عندلیبان ہے
یہ کس نی پہونکر ستہ سی کیا گل شمع مدفن کو

نکل جانی وہین گر ہاتہ مین لون سنگ ای وحشت
تڑپ نی میری نبضون کی کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تہا گہر مین جو داغ اپنا فلک تہا
سمجہتے تہی چراغ خانہ شب بہر ماہ روشن کو

کرون گر مین خیال گیسو شبرنگ مین آہین
وزیر الدم مین گل کردون چراغ صبح روشنکو

حسد سی سمجھی ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتی ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشہ می رو کی دیکھا دور ساغر کو

مجھی وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزی پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اونی کیا ہی خوش ہو ہو کی دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سی
روان ہوتی نہین دیکھا کسی نی آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنی پیرہن سی زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوی گل سی میری جسم لاغر کو

۱۲۴ — وله — ۲۶

دشمن بھی اپنی دوست سی یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹی وہ آنکھ جس سی کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی ہون اور اوڑ سکا نہو
یارب مجھی کہین یہ ہما ہے ملا نہو

بعد از فنا زمین سی نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ
تسمہ کوی گلی مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم پوہنچین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑی تو ادہر کی ہوا نہو

قطعه

پی یار ذوق کب ہی شراب و کباب ہی
پروا نہین ہی اب مجھی ساقی ہوا نہو

خون جگر پیا نہو جس نی وہ می پیے
کھائی وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملی تو ملی غم مگر یہ ہے
دل مین تری غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیی وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

پھر م وہ بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر — کعبہ تری گلی ہے کہین کربلا نہو
کھینچے تھی تیغ پر نہ نزاکت سی کہنچ سکے — قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو
مرہم جو سبزے تمنے لگایا تو فائدہ — بی آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو
بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش — ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو
جو ہو سکین وہ مجھ سی کرو بیوفائیان — تا پھر کسیکو تم سی امید وفا نہو
جز کہربا اوٹھای کسی نہ میری لاش — کاہیدہ اسقدر کوی یارب ہوا نہو
حسرت سی کیون تڑپتی ہین صیاد زیر دام — ہاتھون مین تیری طائر رنگ حنا نہو
کھا کھا کی پان پیک جو پھینکے مزار پر — اوسکی شہید لب کا یہی خون بہا نہو
اسدرجہ کیون ہی چرخ جفاجو کو اضطراب — دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو
خاموش اپنی در پہ مجھی دیکھکر وہ شوخ — کہتا ہے یہ فقیر کہین بینوا نہو
ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو — خاموش ہو تو لب سی کبھی لب جدا نہو
بھر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی تھی کچھ — قاصد نی اوسپہ خط غلامی لکھا نہو
پھر روح کو ہی جسم مین آنی کا اشتیاق — اوس نی مری جنازی کو کاندھا دیا نہو
بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک — وہ چال چل کہ جس سی قیامت بپا نہو
تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر — دیکھون تو کیونکر آنکھ تری سرمہ سا نہو

تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکھون مین اوسکی غیر نی سرمہ دیا نہو
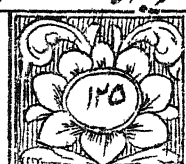
کیفیت اوس مین بہی ہی جو ہم سی گناہ ہو | بوتل ہو میکشی سی اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو | ای جان ناگ دون تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکہ کی وہ غیرت پری | کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سی | پگڑی کا پیچ موی سر بے کلاہ ہو

جہک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے | جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کے کلاہ ہو

کیا ہین بہی اٹہتی ہوین مژگان کی پلٹنین | سرمہ جو دو تو شبہہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو ملد رہو مجہ سی یار | خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان ہی ابہی عرق شرم مین ہون غرق | آئی جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج و حباب وار نہ عریان رہون کبہی | تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون | اب مین ہون بی قصور جو مجہسی گناہ ہو

سوجہی ہی اولٹی دشت نوردی مین اسی جنون | پاؤن مین آبلی کی طرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سی جامۂ تن مثل موج آب | سر سی حباب وار تہیا کلاہ ہو

نظرو نہین ہون سبک تو مین چڑہ جاؤن بام پر | مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی تری نظارے کی لیے | مثل نگہ رواں کہین آنکہونکی راہ ہو

جیسی بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر | یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پر تو رخ سی حیا ٹہہر | جبتک کہ آئنی سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکہین جو آنکہ اوٹہا کی وہ مجہ ناتوان کو | خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئنی کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سی اوڑی وہ غبار خط
اسد رجہ رخ پہ صدمہ گرد نگاہ ہو

دیوانی ہو گئی ہین تری شاہدان باغ
گل پھاڑ کر قبا نکہین واد خواہ ہو

بل بی صفا کہ چشمہ عینک بھی گرد ہی
دیکھون شکم تو پشت کی باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہی سایہ قاصد سواد خط
جائی جدھر وہ ساتھ یہ بی اشتباہ ہو

پانی بنی سفید ہو ساقی شراب سرخ
بوتل فراق [illegible] سیہ ہو

۱۲۶

ساقی چلی وزیر بھی توبہ توڑ کر
گلشن مین بوتلون سی جو ابر سیاہ ہو

۳۶

نہ بنی مثل حباب اتنے سے گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گہٹا دی کہین ٹرہ کر آنسو

کیا ہوا ضبط سی لو آگئی منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینی کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پہ پڑا دیتا ہر آنسو
ہین عزیز اب مجہی آنکہون کی برابر آنسو

تو نی ڈہکا کی ہین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئی ہم آنکہ مین بہر کر آنسو

پوچہتی پہرتی ہین ہر ایک سی ہم فرقت مین
ضبط کہتی ہین کسی تہمتی ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوی ہم جہڑ کیونسی دربان کی
چشم روزن سی نکل جائین گی بنکر آنسو

چل کی تلوار تری رک گئی کیون روئی ہم
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکہ کی تجکو تو نہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتی ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رکہتی ہی گریان ساقی
جام می ہو جو گری دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بہی ہی کسی ہر جائیکے — لیی پہرتی ہین تن زار کو گہر گہر آنسو

منہ ہی کیا آینی کا ہو جو حجاب رخ یار — توڑ ڈالین یہ ابہی سد سکندر آنسو

اوڑہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے — گر پڑی چشم بط می سی زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکہون کی — ہو گئی شیرہ بادام سی بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پہر نا ذلت — تہا گہر یہ کی بتا رشتہ گوہر آنسو

چاہیی آتش تر جام بنی پانی سے کے — کہ حبابون کی طرح ہو گئی ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل — جسطرح آنکہ سی ہو جاتی ہین باہر آنسو

عشق خال مژۂ یار نی لی جان آخر — تیر ہی آہ تو گولی ہے مرا ہر آنسو

لاکہ دربان ہون رکتی نہین جاتی والے — اونکی دیوار کو دم بہر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑہی سولی پہ — آہی مژگان پہ جو ہو آنکہ سی باہر آنسو

قصد دل دی لب خندان سی جو مانگی کوئی — صورت غنچہ ہی مٹہی مین سی لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بی اثری نی اس کو — کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پہیر دی گی مری گردن چہری موج شکر — آگئی لہر تو دکہلا سے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی — ابہی آنکہون سی نکل جائیگی بنکر آنسو

کوی قاتل ہین اگر چاہی دل میرو پا — ابہی دیتی ہی اوسی پاؤن نگہ بھر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکہکی تیرا رخ سرخ — شل شبنم نظر آتا ہے گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنی فرقت مین — طفل نادان کی طرح سو رہین پل بہر آنسو

وله

آہ کھینچون تو بہائی ابہی پتہر آنسو | نکل آئین شرر سنگ بہی بنکر آنسو

ای جنون بنگئی طفلان ستمگر آنسو | ڈہیلی آنکہون کی لگایا کیی شب بہر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال | گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمۂ گردیتیمی کب اوٹہائین یہ گہر | کیون نہون سرمی سی ایجان مکدر آنسو

دو نو آنکہین تری یاد آئین تو ہم رونی لگی | صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہوجای | تو ابہی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار | آہ کھینچون تو بہاتے مژۂ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے | ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشی خالی | روؤن ایسا کہ بہرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر | مانگتا ہی مری مژگان سی عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بہلا آرایش | دیکہ لو سرمی سی ہوتی ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ | سر بکف پنجۂ مژگان سی ہی ہر ہر آنسو

روتی ہین یاد رخ و زلف پرافشان مین مدام | پہول ہین دنکو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سی بنا آب سرشک آب گہر | آستین خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچہی جو مری اشک نہ رسوا ہو کبہی | دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سی یہ پانی مجکو | مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجہی فکر نہیین روزی کی — آب و دانہ ہی مری واسطی ہر ہر آنسو

نہیین منظور ہی روکر تمہین رسوا کرنا — لو اوٹہا لیتی ہین اولی کیطرح ہر آنسو

تو بہی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا — وادی دل سی چلی آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلہ پاسے نگہہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکہلایئے جانا مجکو — آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لاتا مجکو — صبح کا چاک گریبان دکہاتا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو — مری یوسف سے ئے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو — ہو گناہون سی سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸ ردیف ہای ہوز ۳۲

گرا ولٹ کر دیکہی تصویر پشت آئنہ — سینہ ہی ہو جائی ابہی تقدیر پشت آئنہ

دیکہتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ — بخت اسکندر رہی تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو ٹہہ سی لپٹون مین چوٹی کیطرح — تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتہ کیا رکہا کرامت کی ید بیضا کیا — معجزی دکہلای گی تنویر پشت آئنہ

کیجیی داخل دل بیتاب یار کی عوض — روز سینی نالہ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینی کی پہرتی ہی ادہر تیغ نگاہ — آہ اپنی بہی ادہر ہی تیر پشت آئنہ

یار کی منہ پر کرون مین آج وصف چشت یار — پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گہر — دیدہ کی قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیز نگاہ — جہانکتی تجہکو ابہی تصویر پشت آئنہ

یار کی دست حنائی نی لگا دی اوسمین آگ — آب آئینہ کری تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سی تیری آئینہ سپہر حسن ہی — نسر طائر طوطی تصویر پشت آئنہ

لوٹ رنگین جانان نی قیامت کیا — نور روی شمس سی ہی تنویر پشت آئنہ

عکس روی آتشین نی صاف کشتہ کر دیا — کہی اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم اودہر منہ دیکہتی ہو اور ادہر مین ناتوان — ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکہا تو آواز شکست رنگ سی — بول اوٹہی گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئی ہین خدنگ عکس انگشتان یار — شکل جوہر یہ نہ نکلی تیر پشت آئنہ

سایہ سان ونکو پس دیوار ہی فرقت کی رات — بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتہ اوس رشک قمر نی رکہدیا — آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بی عیب جہ — ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کیطرح — پیش اسکندر کرون تحریر پشت آئنہ

تہمنی انگشت حنائی رکہی جب ہنگام دید — بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی — پیٹہہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روی آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کی — دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئنہ

پیٹہہ پر چوٹی تری دیکہی تو وحشت مین کہا — جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل ہی میری وصف تم پوچھو صفای پشت کے
تیری نظارہ ہی کو عکس آسا ادہر آئی نکل
پشت لب سی مثل خط ظاہر ہوی حرف سخن
عکس روی صاف ادہر سے صاف جا نکلا ادہر
آبروِ تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
ہاتہ کیا رکہا لگائی تیر دستی آپ نی
تہا جو گہر چاند یکا اب وہ ہنگیا سونیکا گہر

آج طوطی سی سنو تقریر پشت آئنہ
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئنہ
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئنہ
خود نمائی نی کیا تصویر پشت آئنہ
چرخ پر چڑہ جاے یہ شمشیر پشت آئنہ
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئنہ
دست رنگین مین ہری تو قیر پشت آئنہ

۱۲۹
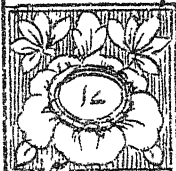
اپنی یکتائی ہوی ہین ای وزیر اب کیا عجب
روی آئینہ کری تحقیر پشت آئنہ

ہر عضو مسافر ہی نہین جیسے سفری آنکہ
کیا کرتی ہی دلکش سخن ای شک پری آنکہ
اون آنکہوں مین صانع نی بہری کوٹ کی موتی
باتین جو کرو ناز سی تم منہ کو چہپا کر
آیا ہی مری دل کا غبار آنسوؤں کی ساتہ
ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
تیار کیا خامۂ مو اپنے مژہ سی
نرگس پہ نظر کیجیی دوبارہ کہ وہ کنجای

ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکہ
لو سیکہ گئی طرز کلام شکری آنکہ
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکوں سی بہری آنکہ
سننیکی لیی کان ہوا ای شک پری آنکہ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکہ
ہم مر گئی اسپر بہی یہ کافر نہ مری آنکہ
کہینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکہ
ہو جای نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکہ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر / عینک ہوا اگر سبز نہ ہو جای ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سی نکل جاے / نظارے کو ہو پای نگہ سی سفری آنکھ

تیر مژہ یار کو مژگان ہے سمجھتے / کس آنکھ سی لڑتی ہی سدا ابلہی جری آنکھ

رفتار تو دکھلا کی زخود رفتہ بنا دو / نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوی آنکھ کی پردے / او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتی / دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سی بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوے نازل / ڈرتی نکری دعوی پیغامبرے آنکھ

کشتی وہ لیی نوح کی مانند چلے آئین / طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

رہتی ہین وزیر اشک کی جا ٹکڑی جگر کی
انر وزون ہوی کان عقیق جگری آنکھ

دم بھر جو نہ دیکھی تجھی ای رشک پری آنکھ / مژگان کی زبانون سی کری نوحہ گری آنکھ

جم جای تصور جو تری بوٹا سے قد کا / ٹہرا کی بنی صاف عقیق شجرے آنکھ

لی لیجی شیشی ہین سفید اشک نہین ہین / تم بادہ کشی سیکھ گئی شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کری فرش رہ ناز / بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسی بسمل کیا تا کا جسے مارا / اوس آنکھ سی ڈرتی جو خدا سی نڈری آنکھ

جنبش ادہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اسکو / ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پہری آنکھ

کیا دید کی قابل تری کوچی کی زمین ہے / ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جہانتک ہی ہو یہ تمہین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اچہی تمنی دہری آنکہ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکہ کی بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دہری آنکہ

اِی ماہ یہ سب چشم فلک کی ہین اشاری
ایسی تو نہ تہی مائل بیداد گری آنکہ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکہلانی لگی جلوہ گری آنکہ

گد کا کہین وہ سرمہ کا دنبالہ اوٹہائی
ہی دستہ مین لیی پتلی کی پہری آنکہ

دیکہی وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکہ ہو طوطی کی ہری آنکہ

ولہ

تیغ عریان پہ تمہاری جو پڑی میری آنکہ
چشم بر ہسی اجی خوب لڑی میری آنکہ

تہہی پیٹ پر اوسکی جو پڑی میری آنکہ
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکہ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی یہ پہولونکی چہڑی میری آنکہ

تم رہی بام پہ یان لگ گئین آنکہین چہت سے
رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکہ

اس خجالت نی ابد تک مجہی سونی ندیا
ہجر مین لگ گئی تہی ایک گہڑی میری آنکہ

دُرِ دندان کی بہلا آئنہ کیا جانی قدر
اسکو دکہلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکہ

خط رخسار نہین پای نگہ کی ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکہ

یاد آئی جو تری تیغ کا مالا قاتل
رو کی پیدا کری موتی کی لڑی میری آنکہ

رخنہ دیوار مین معمار بنا تا کیا تہا
تو نی روزن کی عوض کیون نہ جڑی میری آنکہ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجہکو
دیکہون اب کیا ہو مری ساتہ گڑی میری آنکہ

زلف کی طرح سی زنجیر ہوی جاتی ہی نرم
پڑ گئی ہی جوشش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی فی یہ کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتی ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمی کا دنبالہ بنا کر بولی
کیون عصا ٹیک کی ہو جای کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کی لیی
آئی دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آئی گی زمین کشتی دریای فنا
دیکھ لینا جو مری ساتھ گڑی میری آنکھ

باغبان پھر نہین یاد مین اک کوچی کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مسی کی دھڑی میری آنکھ

آئی تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
کیا عجب پای نگہ سی ہو کھڑی میری آنکھ

دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
ہوگی نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

١٣٢

یاد آتی ہین مجھی حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکونکی جھڑی میری آنکھ

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
اب تو بندے کی ہے خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کی کیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان
لی گئی کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
رہے گر مجھسا پارسا ہمراہ

تجھی دیکھا جدھر نگاہ گئے
تھا تصور زبس ترا ہمراہ

رنج تنہائے لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتہ لو مشعل ۔ کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوی بعد اپنے بیوفا عشاق ۔ لی گئے یان سی ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون ۔ قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکہ سکے ۔ اگر اوس بت کی ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئی ای قاصد ۔ ٹہہرا اتنا کرون دعا ہمراہ

دوستی تنہا سے مجہے نہ جانے دیا ۔ غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہے بہت غبار مرا ۔ تو ذرا رہیو اے صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری ۔ کاش لاتی نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکر ۔ جای گا یہ دیا لیا ہمراہ
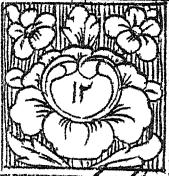
جا نہ تنہا تو اے شہ خوبان

ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ

سائل کا ہاتہ چوم لی دست خدا کی ساتہ ۔ آیا ہی بادشہ تری در پہ گدا کی ساتہ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کی ساتہ ۔ بہولی کبہی نہ راہ جو ہو رہنما کی ساتہ

روئی یہ میری رحم کیا پہ جفا کی ساتہ ۔ بجلی گرائی خندۂ دندان نما کی ساتہ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کی ساتہ ۔ نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتہ

ڈہونڈہا ہی جسنی اوسکو تو پایا ہی آپ مین ۔ دیکہو کہ قرب بندی کو ہی کیا خدا کی ساتہ

ساقی کی آنی کی یہ تمنا ہے بزم مین ۔ دست سبو بلند ہی دست دعا کی ساتہ

وہ ناتوان ہون ہوں جو بیجا ای جنون
کہنچ جاؤن مین بہی دانہ زنجیر پا کی ساتہ

چپ رہ کہ گفتگو ہی سی پڑتا ہی تفرقہ
ہوتی ہین دونو ہونٹہ جدا اک صدا کی ساتہ

دربان کی صدمی سی دل مین مرا ہی ہون خاک
سو بار جاؤن روزن در سی ہوا کی ساتہ

دیتی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دیتی تہی ہمین مشک خطا کی ساتہ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین چلی گئے باد صبا کی ساتہ

۱۳۴

بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجائی گا شاہ و گدا کی ساتہ

۱۷

مرتبہ پاتا ہے دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاندی کی گہر مین آئنہ

کون دیکہی گا الٰہی اپنی منہ کو وقت صبح
شام ہی سی ہی تمنائے سحر مین آئنہ

دیکہی دل اوس سنگدل کو سخت پچہتاتا ہون مین
کیون دیا مینی کف بیدادگر مین آئنہ

جوہرون نی اسکی ای قاتل مجہی دہوکا دیا
صاف مین سمجہا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روی یار کو
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ

میری قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
اب عوض خنجر کی رکہتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکہ ہو تو دیکہ ہر برگ شجر مین آئنہ

گہر مین اسکی جابجا عاشق ہین حیران کہڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نی
جا کی رکہ آیا مین اوسکی رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان یہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکی لگی ہوتی اگر تصویر یار — دیکہتا روزن بناکر اپنی گہر مین آئنہ

دیکہکر مجہ ناتوان کی شکل کیا سوا ہوا — ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پرتو آب دُرِ دندان یار — ڈوب جائیگا ابہی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروا سپہ قاتل نی کہا — دیکہ لو رکہتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکہ سکا خط مین نہ جب وصف صفای روی یار — دہی دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکہکی عارض اوسپہ سویا تہا جو وہ آئنہ رو — بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بہر مین آئنہ

١٣٥ — ١٧

خال رخسار صنم دیکہا تہا اک دن ای وزیر
آج تک رکہتا ہی داغ اپنی جگر مین آئنہ

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ — اب ید بیضا ہوا اسکے نظر مین آئنہ

جوہر آئنہ آئیگا نظر موی کمر — امتحانًا آپ رکہ دیکہین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکہا کمر کی متصل — ہوگیا دہوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویونکی بہی یان ہوتی نہین یکسان نصیب — کاٹہ کی گہر مین کوئی چاندیکی گہر مین آئنہ

دیکہتا ہون اوسکو پہرتی دست خوبان مین سدا — گہر سی گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکہکر قد رخ ترا دیکہا تو حیرت ہوگئی — ہی عوض گل کی نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتی ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر — دیکہ لی ہوتا ہی ایدل سبکی گہر مین آئنہ

تو دکہائیگا اگر روی عرقناک ای صنم — اشک بہر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جانہین سکتی مری حیرت سراسی چاندنی — نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پہیرا جو مُنہ اپنا دکہا کر یار نی
بیقراری سی نہ ٹہہرا اپنی گہر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسی آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سی دیکہی گر سوی در دندان یار
ڈوب جائی ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکہا نہین
تول لیتا ہی اوسی اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چہپ گیا ان طوطیونکی پشت پر مین آئنہ

ہاتہ مجہ بیخود کا سرکا دی نکیون عارض سی وہ
کوئی بہی دیتا ہی دست بیخبر مین آئنہ

ہاتہ وہ رخسار پر رکہی ہوی بیٹہا جو تہا
مین یہ سمجہا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶

رکہیو وحشت مین قدم اپنا سنبہلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ

شوخی تو دیکہو کہتی ہین اپنی چہپا کی ہاتہ
ہین آج دست غیب تری آشنا کی ہاتہ

اس مین ہی کیا گناہ نہ بگڑو حنا کی ہاتہ
ہین مصحف عذار پہ مجہ پارسا کی ہاتہ

آپہونچی صبح اپنا گریبان پہاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹہا کی ہاتہ

چہوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سی کاہ لگ گئی ہی کہربا کی ہاتہ

پہونچا ہی ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجای چونچ مین جو نہین ہین ہما کی ہاتہ

کہتا ہی دل مرا کف رنگین پہ کہلی یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کی ہاتہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کی نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لی اوڑا کی ہاتہ

محشر مین میرا ہاتہ گریبان سے آپ کا
دامن سی آپ تو جاتی ہو میری چہوڑا کی ہاتہ

چاہی اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
اوٹھین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر
ہی آرزوی قتل اجی دم ندو مجھی
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا
تیری دہن کی مجسی مضامین نہ بندہ سکی

موسی کو دی دیا ید بیضا جلا کی ہاتہ
تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کی ہاتہ
ساقی ادہر بہی ایک پیالہ ٹہا کی ہاتہ
چہوٹا ہی تیچہ تو لگا ونبرہا کی ہاتہ
کس نازسی وہ کہتی ہین مجکو دکہا کی ہاتہ
جاتی رہی ہین غیب کی مضمون آ کی ہاتہ

۱۳۷ — ۶

دینداہم اوسی کو سمجہتی ہین ای وزیر
دنیا سی جو کہ بیٹھہ رہا ہی اوٹھا کی ہاتہ

خط کو جانباز و نلی درکا ہی کب سرنامہ
گم ہوا لکھتی ہے حال تن لاغر نامہ
دیکھی خط یہ نہین چاہ سی رخسار ون پر
گم ہوا ضعف سی یہ ہین کہین ڈہونڈہی نکلا
ہی مزا اگر بہامی خط سوی ساقی لیجای
نہ اوٹہا ضعف کی مضمونسی زمین گیر ہوا

میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
بنگیا نقطہ موہوم سمٹ کر نامہ
دو نو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
قاصد یار لیی پہرتا ہی گہر گہر نامہ
لطف ہی پڑہ کی سنادی لب ساغر نامہ
بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸ — ۱۷

ردیف یا

وہ پریزاد منانی سی خفا ہوتا ہے
آنکھین وہ دیکہہ کی دم اپنا فنا ہوتا ہے

اب سلیمان ہی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے
آج بیمار سی بیمار جدا ہوتا ہے

آبلی روتی ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
کوئی کانٹا جو کف پا سی جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سی جو مطلب ہی مرا ہوتا ہے
ہاتھ اوٹھانا ہی مجھی دست دعا ہوتا ہے

آئینی کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
تیری چہری کی مقابل جو ذرا ہوتا ہے

قفس تن مین نہ گھبرائیو اے طائر روح
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنی مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سی
ہاتھ مہندی ہی کی چھلی مین بندھا ہوتا ہے

رات دن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہے

کونسی جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
مجھکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتی ہی نہ تھی آئی تو کرنی لگی قتل
وصل مین تیغ سی یان بند جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو رکھتا ہون ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہے

توڑ کر آئینۂ دل کو بناتی ہو عبث
اب سکندر بھی اگر آئی تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مری لب پہ تو بس رک رک کر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسی رکا ہوتا ہے

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سی گرا ہوتا ہے

شاخ طوبی اسی کہتی تو بجا ہی مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین وزیر
سیکڑون بار اجل آئی تو کیا ہوتا ہے

ہر کہ طائر تری صدقی مین رہا ہوتا ہے | الحق | ای شہ حسن وہ اوڑتی ہی ہما ہوتا ہے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہے / کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بہی ذرا چین نہین / روز دہڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھی تاریک نظر آتے ہین / جب تصور ترا اي زلف دوتا ہوتا ہی

او بہی صاف ہوئے چرخ ہم آئینہ خصال / خاک مین تو جو ملاتی ہین کیا ہوتا ہی

پوچہ لی تو دہن زخم سی میری اکدن / بہل مین تلوار کی قاتل جو مزا ہوتا ہے

صورت ماہ نو آتا ہی مہینی پیچہے / انہین ہاتہونسی تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی / جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذری کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم / بت جو پہر جاتی ہین اللہ پہرا ہوتا ہی

جان کر میرا ان زار وہ ٹہکراتے ہین / کوی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہے

اسکی نظرون سی گرتا ہی دلا دست سوال / ہاتہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

وله

ہی خیال گیسو جانان تری تاثیر سی / کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سی

ہم وہ پیاسی ہین کہ اپنی پیاس کے تاثیر سی / آب جاری ہوا ہی قاتل تری شمشیر سی

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سی / کاٹ ڈالین گی گلی کو ایکدن شمشیر سی

کون غنچہ چشم اوسکی آنکہونکا بہلا وحشی نہین / بیشتر آہو بہی دیکہی ہین بندہی زنجیر سی

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان / عندلیبو پہول جہڑتی ہین مری تقریر سی

پردہ حیرت اوٹہا دیتا اگر یہ جوش عشق / آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتہ مین شمشیر تیز
ہوا ہی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سی تری کہاتا ہی گلشن پیچ وتاب
نکہت گل کم نہین ہی ای پری زنجیر سی

مجہسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سی نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجہمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹہائی آیئی
تا نہو خاطر کدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنی لگتی ہین نخچیر سے

رات بڑہ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہین ہمین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

بر چہیان مارین نگہ نی زلف نی پہینکے کمند
تیغ سی ابرو نی مارا او مژہ نی تیر سی

باندہتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سی پانی جو مانگی اپنی کشت آرزو
آگ برسانی لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بہی ہین نثار
انس بلبل کو بہلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتی ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگی ایکدن ظالم تری شمشیر سی

ای ستمگر تیری ابرو کی ہزارون کشتی ہین
اس کمان کو دیجیی نسبت قضا کی تیر سی

ہمسری کی تہی جو اوس ساق بلورین سی وزیر
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

لی مری ہاتہون نی بیعت حلقۂ زنجیر سی
سلسلہ میرا ملا زلف بت بی پیر سے

چاہیی ای نشۂ وحشت تری تاثیر سی
دور ساغر ہوی پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سی
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدست کی تاثیر سی
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمہ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندہ دی زنجیر سی

طفلی مین لکھتا تھا تیرونکی بنا کر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنی لگون
شمع بھی خاموش ہو جائی مری تقریر سے

تھک گئی ہین پاؤن او جاتی نہین سیر گشتگی
سر ابھرنی لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رہتی ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھی کب ہم بغل ہوتی ہین اوسکی تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکل شمع طور کے
لن ترانی کی صدا آنی لگی زنجیر سے

ہاتہ مین لی گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانی مین کمانکی تیر سی

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پروازکو زاغ کمان پر تیر سی

گر نہ بدخلقی سی کچھ ہو مار رکھی خلق سی
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانانکی تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر مارا نجائی تیر سے

کشتہ ہوتی ہین عدو سنکر مری اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سی

میری مشت خاک پر آئی جو وہ جاتی نہ پائے
آرزو واتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سی

اسقدر تیر افگنی کر ای مری ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجای چوب تیر سی

قصہ فرہاد کی دہوکی مین حال او سنی سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنی بھی کس تدبیر سے

گیسوے پرپیچ کی پھر پیچ مین آیا وزیر
صاف ہم پر کھل گیا الجھی ہوی تقریر سے

حنا سی سرخ جو تیری کف پای سرو رعنا ہے | عیان ہی پشت پا سی تہ کی لطف کف پا ہے

نگہ بیتاب ہو کر یون سو خال سیہ دوڑے | کہ مرغ گرسنہ جسطرح سی دانی پہ گرتا ہی

بہری ہین اشک چشم تر مین ہر پروتا نہین ہین | بچشم غور دیکہو ہند اک کوزی مین دریا ہے

ادا سی پنجہ پر نور رہا تہی پر نہین رکہا | یہ اوسنی لوح پر قرآن کی اللہ لکہا ہی

زمین شعر مین ٹرہ ٹرہ کی تیری اپنی گرتی ہین | قلم نی یہ دم فکر سخن میدان باندہا ہی

خجالت دی رہی ہی سرکشی عہد جوانی ہے | قد خم گشتہ سی ہر پیر اپنی پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان شدت دود آہ سوزان سے | تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ آنکہین | نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجہسے | ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ کہلائی دیتا ہے

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سی گویا | نمایان چشمہ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون جہلکتے سے | کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہے

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیر اب عالم وحشت مین ہی میرا یہ رتبا ہے

کیا ہی گناہ جام مین گر پان شراب ہی | زاہد فلک کی شیشے مین ہی آفتاب ہی

آنکہون کو کب ہی تاب وہ دیکہین بی نقاب | گویا کہ ہی حجاب جو وہ بی حجاب ہی

ریگ روان کی طرح نہین ایکدم قرار | ہم خاک ہو گئی پہ وہی اضطراب ہی

نقطی مثال قطرہ باران ہین سطر برق | مضمون اشک چشم سی نامہ سحاب ہی

ای طفل نی سوار نجا اور ایکدم
یان شہسوار عمر بہی پا در رکاب ہی

ہستی جو رات ہی تو ستاری ہین اوسکی ذات
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی

دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب
چشم فنا سی دیکھ کہ دریا حباب ہی

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی

کرتی ہین جس سی بات وہ دیتا نہین جواب
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے

بی عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

۲۴
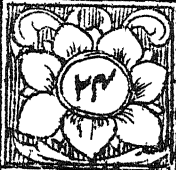
جس شی کو دیکھ آنکھ سی خواب و خیال جان
بیداری ای وزیر یہان عین خواب ہی

۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نی ہاتھ کی تل سے
مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک قلقل سی

لبون پر دم ہی اور عشق مژہ جاتا نہین دل سے
چوائی آب خنجر منہ مین کہدو میری قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سی

لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
شکر پہ بیچی نہین باتو پہنچتی ہی مری دل سے

پہونکا جاتا تہا میرا جسم سوز آتش دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سی

مری محفل مین پہر میکشی وہ آفتاب آیا
فلک سی مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلی سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سی

رہین گرد محبوبان کچھ انسی نہین ہوتا
نہین پروانی کو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین مایہ ہی پروانی کیا پہرتا ہی صحرا مین
صدا یہ آ رہی ہی اپنی زنجیر در دل سی

بچھی ہی چادر مہتاب وصل کی چھپر کھٹ مین
بجا ہی مانگی گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سی

ہمین ہر طرح سی یاد رونکی ہی مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتی ہین وہی گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہی یہ ہماری سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھی زبان تیغ قاتل سی

نظر کی ای پری جسدن ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر ای طفل کہنا مانو الفت
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہی کم حمائل سی

ہماری سلسلے سی کوی دیوانہ نہین باہر
ہی مجنونکو بھی بیعت اپنی ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کھلتا ہی
پھر آئی آشنا ساری ہماری پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہی ای پری تعویذ الفت تو
مکان تیرا نہین کم خانہائی نقش عامل سے

نہایت میری اشکونکی جھڑی پہ غنچہ ہنستی ہین
گری بجلی الہی اب مری بیتابی دل سی

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردن پر
خدا جانی ہی الفت مجکو کس زہرہ شمائل سے

یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سی وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنائی گر دل دیوانہ کی گل سی

جنون پھر پڑین مرتی پہ بھی یہ بیدماغی ہی
دہر ہی پہول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے

ہوی بدنام ناحق یہ ہماری لگی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نی محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہی عوض اشکونکی روغن آنکھ کی تل سے
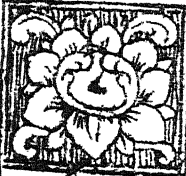
تصور جلوہ فرما ہی وہ زیر لب وہی خندان کا
صدای خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے

مرنی پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہی
خاک ہو آرام چرخ سفلہ پر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روی آتشناک ہی / چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوار و نکی لیی یہ گردش افلاک ہی / مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے

کسقدر صرفی یہ دل بیتاب زیر خاک ہی / ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر مغرور کو / دیکھ لو ای سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھیں ہین نرگس کے پھول / برگ نرگس ہین بہوین اور شاخ نرگس ناک ہے

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار / چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

۱۴۶ — ولہ — ۲۵

سولائی قصہ خوان فرقت کی شب سو یہ کہانی ہے / تری زانو ہی کی تکیی پہ مجکو نیند آتی ہی

ہوی پوشیدہ ہم نظرون سی ایسی ناتوانی ہی / شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی

حنائی ہاتہ کی تاثیر سی کیا سرخ پانی ہی / مری قاتل کو ہاتہ دکہا ہی ہونا خونفشانی ہے

کہون کیا سیم تن کندن سا یہ جسم جانی ہی / پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونی کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ای جان جان قرآن ثانی ہی / تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچہ حال کہکر ذکر مجنون کرتی ہین عاشق / کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نی اکثر آب آہن پر / پس مردن بہی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے

مین اب مچھلی کا چھلا یار کی اونگلی مین پہنا دون / بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے

عجب وس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری / زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی

ہنسی ہی رات اگر تو ہین ستارے دانت سب تیرے / جو مکہڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسی دیتی ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہین — لگی ہین آج جو ساقی کی جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی ہیجانی مین اے میناے مے ساقی — مچادی شور قلقل اب یہ کیا غیبۂ ہانی ہی

وہ نالان ہون اوڑی جب رنگ آواز آئی نالونکی — مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہے

رہی ہم ہیچ بیٹھی کنارے گور کی پہونچی — دلا عمر روان مین صاف کشتی کی روانی ہے

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر — نہین تاب نفس ہی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکی گہرجاتی کا بہتی اشتیاق ایسا — صبا کی طرح از خود میری نامی مین روانی ہے

لمع یار کیون ہی اس تری چہلی کی چہلی پر — مگر چاندی کی چہلی کی لیے سونی کا پانی ہے

توانائی کبہی نزدیک اپنی آ نہین سکتے — ہماری ضعف کو از روز حکم پاسبانی ہے

کہین گل سی زیادہ سرخ ہی رنگ اوس مہوش کا — اگر ساقی کو بہی دیکہو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گی نہ تڑپین گی — ہمین بہی ناتوانی آج قاتل کو دکہانی ہے

مری حالت پہ چہوٹون بہی بہت روئی ہین پیچ جانون — جو بارش مینہ کی ہو سمجہون خدا کی مہربانی ہے

جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین — کہون کیونکر نہ منہ پر تیری ہونٹونکی زبانی ہے

حقیقت جو ہی میری نقش پاسی میری ظاہر ہے — مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سی منہ ملاتی ہو یہ منہ دیکھی کی الفت ہی — زبان منہ مین نہین دیتی فقط الفت زبانی ہے

۱۴۷ مین وہ طوطی نہین گویا کوی آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سی یہ میری خوش بیانی ہی ۲۴

آنکھین لڑائین ہمنی جو اک خانہ جنگ سی — آئی صدا شکست کی چہریلی رنگ سی

گھبرا کی یون وہ اوٹھ گئی میری پلنگ سی
جیسی کوئی غزال کری رم پلنگ سی

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سی
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مری خانہ جنگ سی
اوڑتا نہین ہی دیکہ لو طوطا تفنگ سی

سمجھا ہون میل سرمہ اسی مجکو دیکھنا
آنکھین پر گڑ رہا ہون تمہاری خدنگ سی

اللہ ری ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سی

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑہ بہی نماز کر کی وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میری بہول زیادہ ہی سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئی
نکلی شراب تاک سی اور شیشہ سنگ سی

کاٹی گی خوب غیر کو اِی یار دیکھنا
تلوار تیز کر مری مرقد کی سنگ سی

دیکھی جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑی
آئینہ گر بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی سی ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنی بہی سنگ سی ٹوٹی بہی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچہ قید چین بہی کم نہین قید فرنگ سی

باہم اگر ہون شیشی تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سی

وحدت بچای غم سی اگر دین دوئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پای لنگ سی

چھوڑی جو اپنی ہاتہ سی وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئی صدا ای تفنگ سی

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچہ کم نہین ہی گیسو پر خم نہنگ سے

مطرب بجای آب ہون گریہ حزین کی اشک
آواز گریہ آئی تری جلترنگ سے

جانکہون

جاۓ کلون کوہی یار مین سوبار اگر ہون دفن — کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سی

مانند شمع پونہچی عدم کو کہڑی کہڑی — استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سی

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور — بجلی گرا دی شعلۂ آواز زنگ سی

بلبل نکل قفس سی کہ آپونہچی فصل گل — پرواز سیکہہ لی مری چہری کی رنگ سی

وہ صید ہون اگر مین دکہاؤنگا اپنی زخم — چلائیگی کمان بہی زبان خدنگ سی

١٤٨ اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای وزیر
چلتی تہی جسکی سایۂ شجر پای لنگ سی ٢٩

ہرگز نہ بہر رزق پہری عار و ننگ سی — گر آسیا بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سی — مانگونگا میکشی کو پیالا تفنگ سی

روشن چراغ دیکہ کی جا لپٹی جنگ سی — پروانون کو شب وسنی اڑایا پتنگ سی

بہردی حوض شراب کی ساغر کو بنگ سی — گاڑہی چہنی ہی ساقی ہاں اک سبزہ رنگ سی

الفت جو ہی مژہ سی دکہا دون مین یار کو — سرمہ لگا دون میل کی بدلی خدنگ سی

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد — سرمہ لگا دی آنکہ مین میل خدنگ سی

گرمی سی خال رخ پہ تمہاری عرق نہین — ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سی

وہ رحم دل ہون دل ابہی پہلو مین چور ہو — شیشہ بہی ٹوٹی گر مری مرقد کی سنگ سی

صد چاک ہو وہ دل نہ جس مین کہ تیری یاد — یا رب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹی وہ سنگ سی

ٹوٹی نہ دانہ بہی اثر ضعف سی مرے — بالفرض آسیا بنی تربت کی سنگ سی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کی مین تربت کی سنگ سے

آیا ہی میکدی مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پہوڑتی ہین شیشی ہمنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ ملتی شراب پے
شیشی نہ جب تلک بنی لڑکونکی سنگ سی

ان آئنہ رخونکا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائی جو آئینہ سنگ سی

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہوئے تو سی انس
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سی

دیوانی ہونگی دیکہ کی بادام چشم یار
از خود سر اپنا پہوڑینگی بادام سنگ سی

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبا می یار
غنچی کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سی

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشہ می کی ترنگ سی

فرقت مین جام می ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سی

ہون وہ پتنگ شبکو نہ آون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پہری پامی لنگ سی

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کی نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سی

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سی اور مجکو جنگ سی

کسطرح سے بچین مری بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون ہین آنکہین مری سفید
آ پونہچی صبح مرگ تری اس دو رنگ سی

گرمی کی اوسنی بہی تجہی اللہ ری نازکی
جلنی لگین ہتیلیان مہندیکی رنگ سی

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسی یار
صیقل اس آئنی مین نظر آئی زنگ سی

کہو لیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑکی آئیگا طوطا تفنگ سی

تیرا ادا اودہر لب معشوق ہو گیا
منہ کو اودہر لگایا جو تونی تفنگ سی

۱۴۹

ہر آن ضعف سی ہی دگرگون وزیر رنگ
تصویر بہی کہنچی گل رعنا کی رنگ سی

۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہے
چراغ قبر شاید گلفشان ہے

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی
ہما تو بی بلایا میہمان ہے

بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی
گلی سی پان کی سرخی عیان ہے

بدن مین اوس سہی قد کی ہو گیا تل
الف مین دیکہ لو نقطہ کہان ہے

اگر دیکہی اودہر تنکی پہ چنے برق
ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے

جہان ای ماہ تو ہے جلوہ فرما
زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہی

بہا دریای خون زخمون سی ایسا
جنازہ خود بخود میرا روان ہے

چمن مین نوچی ہین صیاد نی پر
بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے

سبکروحی سی بوی گل بنا ہون
وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے

زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر
دہن پر میری خاتم کا گمان ہے

عجب انداز سی بیٹہا ہی وہ ماہ
کہ کرسی پر گمان آسمان ہے

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین
نہین خط گرد اوسکی کاروان ہی

کوئی ڈرتی ہین سرکشی سی ہم مست
کہ سر شیشی کی گردن پر کہان ہی

اگر دون نالہ تو دم بلبل کا پہڑکے
برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا ۔ دوپٹا آسمانی آسمان ہے

ہین ایسی کفش پای یار مین گل ۔ جہان وہ پاؤن رکھی بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو ۔ تری تلوار شاخ زعفران ہے

ہماری ہڈیان کہانا سمجھکر ۔ ہما آخر تری سب استخوان ہی

رہی ہم اس چمن مین خانہ بردوش ۔ وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

وزیر اسئے نہ کی کچھ دستگیری
ہمارا ہاتہ ہے اور آسمان ہے

دی مجھی خلعت شہادت کا خدا کی واسطی ۔ تیر کا دستہ ہنگا میری قبا کی واسطی

شاخ سی گل نکلی تیری کفش پا کیواسطے ۔ باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کیواسطی

کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط ۔ قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطی

بعد مردن قبر مین بھی لائی بوی زلف یار ۔ ایک دو روزن بنا دینا صبا کی واسطی

ہم فقیرونکی نہ کہائی سگ بھی ہرگز استخوان ۔ ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کی واسطی

اوڑنی دین کسطرح ای ظالم الکیرین ہاتہ سے ۔ دام ہین یہ طائر رنگ حنا کی واسطی

چاندنی چھٹکی ہماری اشک کی سیلاب سے ۔ رات کو روئی جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن ۔ ہر سبونی ہاتہ پہیلائی دعا کی واسطی

پیرہن بہی گر نگی اپنا توٹی مین نگی ۔ خاکساری چاہیئی اتنی گدا کی واسطی

کر دیا ہی غم نی کاہیدہ مجھی کیا ہی عجب ۔ استخوان تن سی جو نکلین کہربا کیواسطی

اوسکا سنگ آستان کیونکر چہٹی ہمسی جبین | سنگ مقناطیس ہی زنجیر پاکی واسطی

ہون وہ پیاسا اشک کرتی آنکہون مین پہون | ہاتہ پہیلاؤن نہ مین آب بقاکی واسطی

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچہ آرزو | گر دعا مانگی تو ترک مدعا کی واسطی

ہو گوارا رنج او نہین جنکو ہو آرایش پسند | ہاتہ بندہوائین حسینن تنگ حنا کیواسطی

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا | ناخدا دینی لگی مجکو خدا کی واسطی

ہو کی زخمی اپنی قاتل سی یہ مین اوٹہا | سیکڑون منہ ہوگئی پیدا دعا کیواسطی

۱۵۱ بخشدی اپنی کرم سی ای خدا جرم فریر
مصطفے کی واسطی اور مرتضی کیواسطی ۲۵

کعبہ ابرو دکہا او بت خدا کی واسطی | شکل مژگان ہاتہ اوٹہائی ہون دعا کیواسطی

یارب آئی باغ مین وہ گل حنا کی واسطی | ہاتہ پہیلائی ہین شاخون نی دعا کیواسطی

ضعف نی ایسا گہلایا ہی او ہی ہلتی نہین | استخوان میری ہوئی عنقا ہما کی واسطی

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی | چاہیی دستہ ستارونکا قبا کی واسطی

ہون وہ دیوانہ مرا چہلا جو لی تو ہاتہ مین | ای پری وہ طوق ہو در حنا کیواسطی

سیکڑون گل پس گئی او بلبلونکا خون ہوا | جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کی واسطی

کیا برابر میری سینی پہ لگائی اوسنی تیر | بس یہی دستہ مناسب تہا قبا کیواسطی

لاکہ دروازہ کری تو بند خط بہیجینگے ہم | روزن دیوار ہی در ہی صبا کی واسطی

تیری راہ شوق مین اسد ایسا لاغر ہوگیا | بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیواسطی

دستگیر و ناتوانہ احسان ضعفی ہو گیا
ہاتہ اوٹہ سکتا نہین ہی عصا کیواسطی

جوکہ قانع ہو وہ بچ جائی فریب نفس سے
دام کب صیاد پہیلائی ہما کی واسطی

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہون چور چور
سنگ ہی سایہ ہما کا مجہ گدا کی واسطی

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکہون کہین
استخوان تن سی نکل آئین ہما کیواسطی

ای پری پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالی تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہی آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بہی تو حور و لقا کی واسطی

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی
برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کیواسطے

اوٹہ کی بتخانی سی کعبی کو اگر جانی لگون
برہمن دینی لگین مجکو خدا کی واسطی

ڈہانپتی ہین منہ کو اپنی چادر مہتاب سی
روتی ہین راتونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہی یہان اہل سعادت کی بہی قدر
بعد مردن ہی مگس رانی ہما کی واسطی

اونکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین
ہی حنا اس باغ مین بیدست و پا کیواسطے

زخم کہاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان لون آب و غذا کیواسطی

ہجر کی شب صبح ہوتی کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کی واسطی

اپنی گردنکو جہکائی ہی مہ نو دیکہ لے
خوب رو پیدا ہوی شرم و حیا کیواسطے

کفش نو گر تو پہن کر روندی قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطی

اشک خونین سی ہی گلگون تخت عریانی وزیر
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کی واسطی

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سی کیا کرتی ہین آنکہین یار کی

بل بی گرمی آتش رنگ حنای یار کی
بنگئی نی ہاتہ مین منقار موسیقار کی

کرتی کچہ تعریف تیغ ابرو خمدار سے
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پای گلگون سی ہماری قبر کو
چادر گل نقش پای یار نی تیار کے

عکس دندانسی بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سی پوچہیی قیمت تری تلوار کی

آستین سی گر ہوی باہر مری دست جنون
دہجیان اوڑتی پہر ینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سی ستاری جہڑتی ہین وقت خرام
سیر دیکہو اب زمین پر کوکب سیّار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکی جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کے

روزن آتی ہین نظر اشکو مین موتی کی طرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آتی جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقی ہون پہر پہر کی تصویرین در و دیوار کے

عندلیبین بلبلو تکی طرح غرق آب ہین
بی تری رونین یہ آنکہین نرگس بیمار کی

اپنی قد کا وہ لب جان بخش سی کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتی روتی سر سی گذرا بحر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کے

دیکہی دریا مین سکندر کی جو پتلی وہ وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آئی گی آواز یا غفار یا غفار کے

۱۵۲

بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دہوم ہی ملک معانی مین مری اشعار کی

۱۵

کچھ حقیقت سینی میری دل سی چشم یار کی
پوچھی بیمار سی حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جیر پڑتی ہی کسی میخوار کے
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کیا کی زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سی شہید
نیزہ بازی ہو کی نوبت آئی گی تلوار کی

ہو گئی صیقل ہی ظالم بارہ بہی رکھی گئی
تو جو بگڑا ہمسی بن آئی تری تلوار کی

گہر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکی رخ کو میری داغ دل کو باندہین آفتاب
لکہین تعریف ایک شاعر نور کی او نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار ہی مرنی لگی
برہمن زنار پہنا دی کفن کی تار کے

چشم مین پتلی کی بدلی ہی کسی بت کا خیال
آنکہ کی ڈوری پہ اب ہی بہی کہون زنار کے

راتکو بہی چہپ کی اوسکی گہر مین جا سکتی ہین
چاندنی چہٹکی ہوئی ہی سایۂ دیوار کے

ہون مین وہ بلبل قفس مین بہی نہ بہولا یاد گل
جب اوڑی چہری سی نکہت راہ لی گلزار کے

مشکلون سی یار کی دیوار مین روزن بنی
آنکہین ہین یہ نی نقبین سی نقبین معمار کی

سانس بی یار آئی کیون نہ رونیکی صدا
تار ہین صورت ہی مطرب آنسوؤنکی تار کے

ہی وہ میرا کفر جسکی ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کے

تب مزا ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان
اور وہان زخم مین بہی ہو زبان تلوار کی

شعلۂ آواز سی جہڑتی جو ہین چنگاریان
نی بنائی توفی کیا منقار ہو سیفار کے

۱۵۴ وله ۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی بہی ہوش مجہی
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجہی

سر پٹکتا ہون پلادی می سرجوش مجھی
ساقیا دور کہ پھر آنی لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بی سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھی

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کی
ساقیا پنبہ مینا دی پی گوش سے مجھے

اسقدر پھول سا کھڑا ہی ترا سرخ وسفید
گل تری آگی نظر آئی سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دی پٹکون خم گردون پر
ساقیا آہی جو مستی مین کبھی جوش مجھی

لن ترانی جو کہوگی تو سنوگی تم بھے
ایسا نظروں سی کیا ضعف نی روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کی سوا
چاہیی پنبہ منصور پی گوش سے مجھے

ہجر مین مرتے گیا منہ اوسی کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف سے روپوش مجھی

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہے
غم فردای قیامت ہی فراموش مجھی

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون
آہی اگر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھی

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا
یار دکھلای گا پھر صبح بنا گوش سے مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہے
بھول جاتی ہین جو یاران قدح نوش مجھی

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نی کیا بزم مین بیہوش مجھی

فرقت گیسو سائی مین جو غم کہاتا ہون
کہتی ہین ساری سیہ مست بلا نوش مجھی

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہے عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھی

ساغر عمر تلک ہوا ہی لبریز شراب
صورت می اگر آجای ذرا جوش مجھی

نالی سنکر مری تنگ آکی وہ بت کہنی لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نی گرانگوش مجھے

اوٹہ گیا پہر مری پہلو سی وہ عیسی میرا
پہر لحد آج دکہانی لگی آغوش سے مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلّای کمان دوش جو آب
شکل سوفار ملی ہین لب خاموش مجھی

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نی نہ دیا ای بت می نوش مجھی

۱۵۵ وله ۱۹۶

ایسا اک جام دی ای ساقی مہ نوش مجھے
دونون عالم نظر آنی لگین بیہوش سے مجھے

میری چپ رہنی سی ظاہر ہوا عشق نہان
لب اظہار ہوی ہین لب خاموش مجھی

دیکھکر بزم مین ساعد کو تری مرنی لگی
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھی

آگئی نرگس مخمور کسے مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی می نوش مجھی

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھتے ہی اب صفت صبح بناگوش مجھی

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکہاتی ہی رم ہوش مجھی

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھی

بار سر او ترا کئی بار ہوا پہر پیدا
شمع سان کر نسکا کوی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئی گا کسی مہ کا در گوش مجھی

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بہی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

پہر کی اشک آنکھونمین ساغر سی گراتی ہین شراب
یاد کرتی ہین پس مرگ جو می نوش مجھی

ہی یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سی دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز — شرمگین چشم نی کسکی کیا خاموش مجھی

ہی ہر اک شام کی اہی ماہ سحر آخر کار — زلف سرکا کی دکھا صبح بناگوش مجھی

کہتی ہی شمع زبانسی ہی اہی شک چمن — گل ہون مین تو جو کہی بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بی سر پہری ہاتھون پہ سدا الاش مرے — شیشی کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمی کی دنبالی کا شکوہ تری آنکھ — دیکھو آہو سی بنایا ہی سیہ گوش مجھی

سنگ مرقد سی مری شیشی وہ بنواتا ہی — نہ کیا مرنی پہ ساقی نی فراموش مجھی
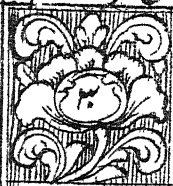
۱۵۶ گرچہ ہون اپنی زمانی کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نی خاموش مجھی ۳۰

برق و باران جسکو کہتی ہین مرا افسانہ ہے — کچہ حقیقت رونیکی کچہ حال ہنستا نا ہی

گنج ہوتا ہی وہان اگر جہان ویرانہ ہے — خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشای سی ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی — نقش پا ہی ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سی روشن مرا کاشانہ ہی — بن گیا ہی کرمک شب تاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیجی کہ دل مین جلوۂ جانانہ ہے — لامکان جو شوخ تہا اب وہی ہما جسکا خانہ ہے

صورت قلقل نوای بلبل اب مستانہ ہے — ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کہتا نہین دیوانہ ہے — میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی — موج می ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیری حسن کا دیوانہ ہی — گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہے

دور ساغر کو جو ہی تیری حنائی ہاتھ سے
شعلہ جواله ساقی گردش پیمانہ ہے

شعلہ آواز قلقل کی جو دیکھین گریبان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھ لیتی ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتی ہین جسکو کیا ہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام ہی گردش مین ہر اک دانہ ہے

توڑتا ہی شیشہ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہے

شمع عکس روی روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ہی صدف تیری طرح محتاج نیسانکی ہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب ودانہ ہی

ہی صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلی ہی ایک کعبہ لاکہ جا بتخانہ ہی

ملتی ہین ہر بت کی نقشی سی تری نقش قدم
پاؤن کا تیری نشان جسنے سجا ہی وہ بتخانہ ہے

برسون گذری ہین خیال یار ہی آیا ہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون یارانہ ہے

یاد کرتی ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہی چشم مکتب خانہ ہے

کرمک شب تاب کی مانند اوڑتی ہین چراغ
تیری دیوانی کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشہ پروین پہ ہی دہقان چرخ آشنا نہ ہو
برق خرمن ہی ہماری کشت کا جو دانہ ہے

مین جو آنکھو نسی لگاتا ہون او بجہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان تری گیسو کو مثل شانہ ہے

جو حسین ہی اوسکا ہر جائی بہی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر ہی روشن ہر اک کاشانہ ہے

شیشہ و ساغر لگائین مجکو تیری کی عوض
کہہ دو اکون سی یہ دیوانہ تو کچہ مستانہ ہے

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پہ کہین بجلی گری
میری نامی مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی

داغ سوزانسی ہی مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لی اوڑی ہی حسرت دیدار روی یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷
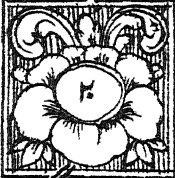
ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی
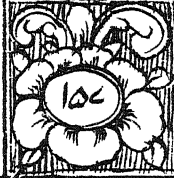
۲۰

ایسی مری یوسف کی ہی رخسار مین گرمی
جلتی ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آی نہین داغ دل زار مین گرمی
ای میری خلیل اب نہین ہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبہی پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مری وادی پرخار مین گرمی

موسی کی طرح مردم چشم آئین غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمے

سردی نفس سرد مین ہی آنکھونمین سات
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع کیصورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچھلی مری بازو کی بنی شکل سمندر
ایسی تب غم سی ہی تن زار مین گرمی

غیرون پہ گری شعلہ آواز سی بجلے
اللہ ہی کیا ہی تری گفتار مین گرمی

حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین
آہون سی ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلتا نہ وہان بہی ملی آرام
پیدا ہو تری سایۂ دیوار مین گرمے

تبخالی پڑی بیتی ہی خون تہا یہ مرا گرم
پیدا ہوی ظالم لب سوفار مین گرمی

پہل برق ہی اور قبضی مین سورج کی کرن ہے
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمے

پہنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سی
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کی چمن مین نہ لگی آگ
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کری سامنا ہو جای سیہ رو
خورشید سی ہی تیری سیہ کار مین گرمی

غلتان پہ ہی شعلۂ جوالہ کا دہوکا
آن شعلۂ خونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکہی تو ابہی جلنی لگی خرمن مہ بہی
بجلی سی فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجہی صورت تنجالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دو دن شمع سی تشبیہ تو اکدم مین پگہل جای
کیا آتش غم سی ہی تن زار مین گرمی

(۱۵۸) تا سو مین تہی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی (۱۴)

آہو نسی ہی اب کوچۂ دلدار مین گرمی
چلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹہا تہا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہاری در و دیوار مین گرمی

منہ پہیر لی مژگان کی طرح ابر جو دیکہی
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتے ہین یہ آنکہین مری جہانکون جو کبہی مین
پیدا ہو تری روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ سے بنے شمع
نالون سی مری زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سی جلا دون مین چمن کو
ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سی ہی مری یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سی تری جلتی ہین آنکہین
جسطرح ہو تپ سی تن بیمار مین گرمی

بل کہائی نہ کس طرح سی موی کمر یار ‏— شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹہی کی ہی خورشید کا عالم ‏— کیونکر نہو تیری در و دیوار مین گرمی

ای جان تری نقش قدم سی ہی چراغان ‏— ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتی ہی تری پڑگئی اوس ایسی گلون پر ‏— سر و آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دہوان شعلی ہین وہ دست حنائی ‏— سر سی کف پا تک ہی مری یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سی ہے گرم ‏— ہون برق زبان ہے مری اشعار مین گرمی

۱۵۹ ولہ ۱۷

آنکہین کہلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی ‏— فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہے

کچہ حال اپنی زلف کی دیوانی کا نپوچہ ‏— بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہے

دل خانۂ خدا ہی نہ دی ان بتون کو جا ‏— او بی تمیز کچہ بہی تجہے امتیاز ہے

محراب تیغ یار سی پہیرا نہ منہ کبہی ‏— جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہے

کہتی ہین صبح پرتو رخسار یار کو ‏— مشہور شام سایۂ زلف دراز ہے

پتہر گداز ہونی سے بنتا ہے آئنہ ‏— روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہے

گردون سی ایک عقدۂ دل وا نہو سکا ‏— بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہے

دانی ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید ‏— زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہے

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آہی ‏— ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہے

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام می پہ تنگ ‏— ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہے

ٹپکی جو میری زخم کی انگور سی شراب	گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی
پونہچا دیا ہی عشق بتان نی خدا تلک	کیا فرد بان بام حقیقت مجاز ہے
دیکہو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب	محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی
محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو	مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی
ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون	آنی لگی صدا کہ در توبہ باز ہے
موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہ ہون	دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰ جہک جای کیون نہ شاخ ثمر دار ای وزیر
افتادہ جو کوی ہی وہی سرفراز ہی ۱۰

ابروی یار کعبۂ اہل نیاز ہے	آنکہین کہلے نہین ہین در توبہ باز ہی
قلقل بہ ایک شیشہ ہی کہ رہا ہی کیون	ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی
آئینۂ عذار بتان کیا بنا ہے صاف	ہاتہ اوسکی جو ہی عجب آئینہ ساز ہے
کیا کیا نہ ہمکو اپنے عبادت پہ ناز تہا	بس دم نکل گیا جو سنا بی نیاز ہے
آیا ہزار پیچ سی بحر طویل مین	مضمون زلف یار قیامت دراز ہی
جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا	کیونکر نہ کہی یار کو بندہ نواز ہے
لگتی ہین ایک جنبش مژگان سی لاکہ زخم	کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہے
ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز	یا رب ہمارا جسم ہی یا کوی ساز ہے
روتی لگین چلی جو پتنگ اپنی بزم مین	مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

١٦١ ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہی ہای وزیر
یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے ١٩

تری سر پیکی دنبالی پہ جسنی آنکھ ڈالی ہی — تو پہر شاخ غزالا نمین بہی شاخ اوسنی نکالی ہے

فراق یار مین ہر گل ہی رنگ و بو سی خالی ہی — چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی

چمن مین آج نرگس پر جو تونی آنکھ ڈالی ہی — کوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور انکالی ہے

ہمیشہ ٹہوکرین کہاتا ہی صرف پائمالی ہی — تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

تری جاتی ہی مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہے — مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی

کہلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نی — کہ تیغ آفتاب ابہی ماہ امروزون ہلالی ہی

تری زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے — سپہر مین بہی ہے چاند او تیغ بہی تیری ہلالی ہے

تجہے دیکہا جو چشم بد سی دی تعزیر گلچین نی — نہین توڑی یہ نرگس آنکہ گلشن کی نکالی ہے

بچہائین بلبلون نی آنکہین آیا تو جو گلشن مین — زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہین بیوجہ رونا زار زار ابر بہاری کا — تمہاری کانکی بجلی یہ پہر گرنی والی ہی

تصدق ہوتی ہین پہر پہر کے دیوارونکی تصویرین — مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہے

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سی — فقیر اک ماہ کی ہین اپنی کشتی بہی ہلالی ہے

وہ میکش ہون نہ دیکہون رات بہر اوسکی طرف گر — فلک نی آفتاب اونکی مری مینا سی خالی ہی

یہ کس میکش نی دیکہا چشم کم سی اسکو ای ساقی — پیالہ بادۂ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی

لگا مضمون ہاتہ اوس کانکی بالی کی مچہلی کا — یہ مینی چشمۂ خورشید سی مچہلی نکالی ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبو ہی مے اگر ٹوٹی پیالہ مے کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جائے پیالی ہے

پڑی ہیں شیشے خالی ایک دن ساقی آکے نکلا
مہینا اس برس جو سے مری نظرونمین خالی ہے

۱۶۲ — ۱۸

غزل بیمثل کہتا ہون وہ تیرا افضال ایزدی
نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے

ترائی وصل مین اوس جنگجو سے ہونے والی ہے
کٹاری گلبدن کی پایجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے
گل افسون دمیدہ ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمان تو نکو تیرا روے روشن روے یوسف ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کی کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا
نہین شعلہ زبان شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میری خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل مین پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالی مجھ پہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے ترا رنگ و بو گل کا ہے کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل یہ کہان شبنم مین لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون مین یار کیا جانے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مے مین
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کی سائی ہے پھٹی کملی ہم فقیرون کی
ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

ادا سی گالیان دینی پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی چھری یہ ای شکر لب تیری گالی ہے

بنا تل آنکھ کا ای جان تل تیری کف پا کا
قدم رکھنی سی بینا دیدۂ تصویر قالی ہی

گلی پہ چپک ہی قاتل کی جھپکنا ہی صدا اوسکی
ہی ٹہنی گل کی تلوار او سپر پہولونکی ڈالی ہے

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بہی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی

ملا دی لب سی لب ساقی لگا دی منہ سی منہ ساغر
مین رند لاؤبالی ہون تو مست لاؤبالی ہے

١٦٣

حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگی دیکہ کر تلوار اگر اوسکے ہلالی ہے

١٤

نگہ کی چل ہی ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسی سب تیر باران کہتی ہین اوسکا نظارا ہے

نمایان ہین گیسو سی جو تیر اگو شوارا ہی
منجم کہتی ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مری زخم بدن جتنی ہین خندان ہین
مری قاتل نی ہنس ہنسکر جو تلوار و نسی مارا ہے

حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکہانی سی
نگاہ شرمگین سی تیر کسنی دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکہکی پونہچاتا ہی جانان کو
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

ہنسی جب برق چمکی جب ملی مستی گہٹا چہائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کنارے گو رکی پونہچین
یہ کہتی ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہماری بات کرنی کی
دہان تنگ مین اوسکی سخن کا کب گذارا ہے

بلا سی یہ بہی تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہاری سر پہ ای رشک پری سایہ تمہارا ہے

تعجب کچہ نہین تیرے تو جو آنکہین پہیر لی ہم سی
ہماری بخت کا ای ماہ گردش مین ستارا ہے

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد
زبانی کچہ جو پوچہی کہو خط سی آشکارا ہی

تری ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب گر ہی او سمین جگنت چاند تارا ہے

دل پرخون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر مے
نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہے

۱۶۴ — ۹

رولایا ای وزیر اس درجہ شوق ہمکناری نی
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہے
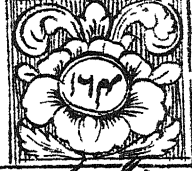
جو مجہ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہے
کرینگی چاند ماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دختر رز لاکہ افسون سی
پڑی جن کو مری ساقی نی شیشی مین اوتارا ہے

سر انکہو نسی کرین سجدہ جدہر ابرو ہلائی وہ
جدا کچہ کفر او ر اسلام سی مذہب ہمارا ہے

تری قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہے
مثال سایہ ہی وان سرو بیجا خود آرا ہے

بیابان گرد ایسی ہین نچہوڑا ساتہ گردش نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل لاکہ افسون سی
سلیمانکی قسم دیدی کی شیشی مین اوتارا ہے

کوئی شمشیر ابرو کا ہی قاتل وار ہو جائے
مژہ نی برچہی ماری ہی نگہ نی تیر مارا ہی

پر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا
دہن کو باندہی ہی عنقا نیا یہ استعارا ہے

۱۶۵ — ۱۶

ہزار افسوس ای انروزون وزیر اک ماہ تابان کو
برنگ آسمان ہمنی بہی شیشی مین اوتارا ہے

کون جیتا ہے ای صنم مر کے
آؤ تو دیکہ لین نظر بہر کے

شکر ہی ان بتون کی کوچے مین
پونہچے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم
لطف بھولی نہین ہین ٹھوکر کے

ساقیا چشم یار یاد آئے
دو ہی مجھے ساغر اجل بھر کے

منہ دکھائی کا کسنی وعدہ کیا
منتظر ہین جو روز محشر کے

کیا بجھائی ہماری دل کی لگی
صدقے اوس آبدار خنجر کے

ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر
کہین گردن سی بوجھ تو سر کے

دیکھی دنکو رخ سی کیا ٹھہرے
زلف کی مہمان ہین شب بھر کے

اوس خرابی سی کاٹی ہی شب ہجر
اب تلک ہم جیتی ہین مر مر کے

یاد آیا چمن مین جب قد یار
صدقے ہونے لگے صنوبر کے

خاکساری مین نقش پاکیطرح
رہنما ہین ہر ایک رہبر کے

نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا
کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے

ای صنم ایک تو ہی غیرت گل
بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے

ہین جو ابروے یار پیوستہ
خوب مصرع ہین دو برابر کے

نقشۂ یار کھینچ یون ملنے
چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

١٦٦

کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر
لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے

٢٠

ایک عالم نے جبہہ سائی سے
ای بتو تمنے بھی خدائی سے

عاشقون کی لہو کے پیاسے ہین
مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل اوبھا
بیچ مین رخ پڑا صفائی سے کے

مرغ بی بال و پر ہون اے صیاد
آرزو ہے کسی رہائے سے کے

ای جنون وشت کو چلین گی ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کے

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کے

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی سے کے

سیکڑون جلوے تجھ پہ پھٹتے ہین
دہوم ہے تیری میرزائی سے کے

تجھ سے تو ہمکو اے خم ابرو
تہی نہ امید کچھ ادائی کے

گیے قاتل کے راہ بہولا تہا
ای اجل تو نے رہنمائی کے

دل کہین اور سے ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی سے کے

نہ گئی زاہدون کی پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی سے کے

شہر مین جائے گی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی سے کے

صاف ہی آئنہ تن پر نور
ہی دلیل اسپہ خودنمائی سے کے

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
برسون اوس کوچی کی گدائی کے

کعبہ دل مین ہے مقام کہا
ای بتو تمنے کیا رسائی کے

خط کے آنے پہ ہے ملک رہے
صورت اب کون سی صفائی کے

بال و پر بہی سے گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی سے کے

کس کی کوچی سے کہ راہ بہولا ہون
خضر نے بہی نہ رہنمائی سے کے

۱۳ — ۱۶۷

شاہ کہلائی ہر طرح سے وزیر
بادشاہی نہ کے گدائی سے
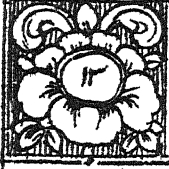
ہمیشہ دل مین جو اپنی خیال زلف و کاکل ہے
تو سینی مین نفس ہر ایک پیچ بوی سنبل ہے

فسان ہی سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو
اُٹھایان جتنا ہی رنج نزع اوتنا وان تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنی کوچی مین آنی نہین دیتا
وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن مین بلبل ہے

تری مینا ہی گردن کی صفت کی ہی جو ای ساقی
مری آواز کو کہتی ہین سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہی بہرا ہو نشاء جسمین جام وحدت کا
کہ ہی چہاتی کا پتھر بزم مین شیشہ جو بی مل ہے

مری جو سوز غم سی جل گئی ہو وہ نیک نام آخر
چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتی ہین سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو پھر رشک گلشن نی
پریشانی ہی سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھی ہین وصف یان تک نرگس مخمور ساقی کے
ہی خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑہا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکہلای وہ مہرو
ہوا جب ماہ کامل دن بہ دن اُسکو تنزل ہے

قطعہ

بہاتی ہی کہین ہی موج نقش بوریا خس کو
ندیگا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہے

کہا اوس گل نی کل سامان گلشن ہین سبھی رکہتا ہون
جو عاشق ہی مرا اُنکو نسی وہ ہم چشم بلبل ہے

خط و رخسار و چشم و زلف دکہلا کر لگا کہنے
یہ ریحان ہی یہ گل ہی اور یہ نرگس ہے سنبل ہے

۱۴ — ۱۶۸

خیال زلف جانان مین جو روؤن تو اوگی سنبل
وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہی

جب سے آغوش ہی جدا تو ہے
میری پہلو مین درد پہلو ہے

زلف سی ہم اوبجھتے اے رخ یار
کیا کرین درمیان مین تو ہے

سیکڑون گہر ڈبودیے پل مین
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے

کہینچے ہی جب سی ماہ نو کی شبیہہ
آسمان پر دماغ ابرو ہے

رگ گل سے کمر ہے کچہ نازک
فرق دونو مین اک سر مو ہے

پہیر لیتا ہے دم مین وہ آنکہین
چشم بد دور کیا ہے بد خو ہے

دل ہے اک ماہ کے تجلے گاہ
اپنے غنچے مین یار کے بو ہے

صفحہ چہرہ رخ پر ہلال نہین
مصرع انتخاب ابرو ہے

چہان ڈالا تمام کعبہ و دیر
اے ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
بت تجہی کہتے ہین خدا تو ہے

فکر رہتے ہے بیت ابرو کے
اندنون سر کو ربط زانو ہے

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
جی کا جنجال دام گیسو ہے

قطعہ

غم نہین پہیری گر وہ پیری آنکہ
تو ہے خوش چشم کیا پری رو ہے

١٦٩ — ١١

رہے آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکہین آہو ہی

ہماری اس وفا پر بہی دعا سے
قسم کہائی ہے اوکافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار
اگر کہائے سعادت ہی ہما کے

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تہا
مری اوسکی شکر رنجی رہا کے

وفا سی ہمنی بہی اب ہاتہ اوٹہایا — قسم ہے مجکو اپنے بیوفا کے
ہوی گر صلح بہی تو بہی رہی جنگ — ملا جب دل تو آنکہ اوس سی لڑا کی
فقیرون کی قدم لیتی ہین سلطان — یہ ہی تاثیر نقش بوریا کے
تصور بندہ گیا جب اوس مژہ کا — تو پہرون دل پہ برچہی سی لگا کی
خدا یون جسکو چاہی دی سعادت — وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی
نہین اوٹہتا ہی سر سجدی سی میرا — مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کے
کہون جب مین کہ بی تیری ہون مرتا — تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کے
نہ آیا ہمتون سے یار جسدم — تو پہر کیا کیا اجل کے التجا کی

(۱۷) ولہ (۱۵)

ظاہر ہی شوق دید مری جسم زار سی — تار نگہ بنا ہون غم انتظار سی
ہون نخل شمع کام نہین برگ وبار سی — نکلین گی شعلی گل کی عوض شاخسار سے
ازبس ہی ہمکو عشق رخ وزلف یار سی — راحت اوٹہاتی ہین غم لیل ونہار سی
افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دہار سی — ابرو کی تیغ بہی نہین کم ذوالفقار سی
آئیگا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا — جہڑتی ہین پہول میری چراغ مزار سے
مرجائین وہ د آہ اگر ضبط کرکے ہم — ہرگز دہوان نہ نکلی چراغ مزار سی
میکش وہ ہون کہ شیشی سی پیدا ہو جام مے — کہتا ہون مین سنکے یہ دل داغدار سی
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب — شب ہوگئی تہی تذکرۂ زلف یار سی

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
اوبہی کہین نہ ہوی کمر زلف یار سی

لکہا پری ہی زلف سیہ سایۂ پرے
خط رخ کی گرد کم نہین ہر گز حصار سی

اوس گل بغیر سنگ پہ پٹکون کب تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سی

مرنی پہ بہی نہ دیکہنی دین سوی یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنی غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکی اگر لگین تری کاکل کی تار سی
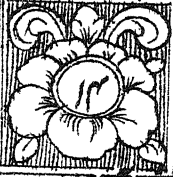
کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کہینچ
دوگام چلنا کم نہین کچہ ذوالفقار سی

۱۷۱

شاداب رہتی ہین یہ گل زخم اے وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے

۱۳

زائل بہار حسن ہوی خط یار سی
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سی

گرتی ہین لخت دل مژۂ اشکبار سی
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سی

زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بہی کہینچی
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سی

دریا کا گہاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گہاٹ
پانی کی دہار کم نہین خنجر کی دہار سی

اٹکاتین دل نہ اوس سہی جہان بیچ رشک سے
وہ گل نہ ہم چہوین جسی ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آئی ہی یان خزان ہی عجب اک بہار سے

رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوای عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سہی اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سی طرفہ بہار ہی
گل بہی کسی نی پہولتی دیکہی ہین خار سے

پاؤن کی بدلی آنکہون سی صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فرزن ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے کیونکر نکالی جائین نہ ہم کوی یار سی

کہتا ہون کس خوشی سی وہ آیا یہان بہر اوٹہا اگر غبار رہ انتظار سی

گل سی ہزار درجی ہی بہتر وہ رشک گل اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سی

لکہی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت پڑہوا اون خط جام کسی بادہ خوار سی

مرجائین ہم جو تیرا دا ہو نصیب غیر صیاد ہم شکار ہون تیری شکار سی

۱۷۲ وله ۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

مجنون سی کہدو کہتی ہین جوش جنون اسے آتی ہی فصل گل مری تصویر پہٹ گئی

کڑوی نہو مثال اگر انگبین سی ہی فرہاد وشان کیا لب شیرین کی گہٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوے افسوس ایک ہاتہ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مری گلی نہ لگا لیکن ای جنون زنجیر اوسکی میری گلی سی چمٹ گئی

اوسنی نگاہ کرتی ہی بس آنکہ پہیر لی برچہی لگی تہی سینی پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارہ یہ ابروی یار پر یارب سنو نہین اونگلی مہ نو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکی شب مری بیخوابیون کا حال کیسی یہ داستان تہی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کی ذکر سی گیسو کا تذکرہ جو بڑہا رات گہٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکہا جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف اولٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہای اسی کہتی ہین حیا تصویر یار سامنی سی میری ہٹ گئی

بیتابیون سی تیری تعجب ہوا مجہی ۔ ای دل شب فراق مین چہاتی نہ پہٹ گئی

۱۷۳ ۔ ۱۹

کہتی ہین آسمان ہی نہ خاک ای وزیر
بیتابیون سی میری زمین کیا اولٹ گئی

چہانتا ہی خاک کیا تو گہر بنانی کی لیے ۔ فکر رہنی کی نہ کر آیا ہی جانی کی لیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹہانی کی لیے ۔ ایک تنکی کو نہ چہیڑون آشیانی کی لیے

برق تہی بیتاب میری آشیانی کی لیے ۔ ابر سی بہی پیشتر آئی جلانی کی لیے

کام آئی مرغ گلشن کی مری کاہیدگی ۔ لی گیا تنکا سمجہکر آشیانی کی لیے

اس چمن سی گل چلی بلبل گریبان پہاڑکر ۔ ہی جنون تنکی جو چنیی آشیانی کی لیے

ہمنی کیون مانگی تہی گلشن مین جا ای جوش گل ۔ اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانی کی لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائی فلک ۔ سو طرح کی گردشین مجکو دکہانی کی لیے

پہر وہی ہم تہی وہی تم تہی محبت تہی وہی ۔ صلح کر لیتی اگر آنکہین لڑانی کی لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کو بہی تو مین رونی لگون ۔ کچہ بہانا چاہیی آنسو بہانی کی لیے

سایہ پڑجاتی اگر زلف درازیار کا ۔ پہر کہون مین بہی تسلسل ہی زمانی کی لیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنون کی شبیہ ۔ میری مٹی لین اگر لیلی بنانی کی لیے

پونہچی ہی شانی تلک کیا یار کی زلف رسا ۔ درد کیون پیدا ہوا ہی میری شانی کی لیے

جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو ۔ گل ہمہ تن گوش ہین تیری فسانی کی لیے

یون مری قسمت مین تہا پرواز کرنا نا نصیب ۔ نوچتی ہین طفل پر میری اوڑانی کی لیے

کون ہوگا تیری تیرونکا نشانہ میری بعد
خاک لیجانا مری تودہ بنانی کی لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سی رفتار جانی کی لیی

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف
دام مین مچھلی نہین آنی کی دانی کی لیی

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانی کی لیے

اب کسی گلرو کی دل مین کھپی گھر ای وزیر
کیا چمن مین تنکی چنیی آشیانی کی لیے
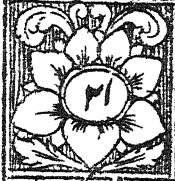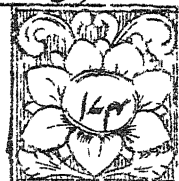
پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانی کی لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانی کی لیے

تنکی ای گل چن رہا ہون آشیانی کی لیی
آتو ابری تیغ سی بجلی گرانی کی لیے

اٹھ میری قتل پر بیڑا اوٹھایا چاہیی
قند دل تمکو دیا ہی پان کھانی کی لیی

جسکو آتی دیکھتا ہون ای پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا نہو میری بلانی کی لیے

تا نہ میری استخوانونکا نشانہ چوک جاو
پر ہما کی لاؤ تیرون مین لگانی کی لیی

اوٹھ گئی بعد اپنی رسم نامہ و پیغام بہی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانی کی لیی

ہو گئی کاہیدہ موا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری گھر پا آئی اوٹھانی کی لیے

ہو اگر جراح واقف میری شوق قتل سی
جای مرہم آئی تلوارین لگانی کی لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیی اب آشیانی کی لیے

جا کی میری پاس پہر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سی رفتار جانی کی لیے

چاہیی غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نی جلانی کی لیے

روئی ہم فرقت مین دریا کیا ہی بر آئی مراد — یار آیا ناو سنت کی چڑہانی کی لیے

میری تربت پر اگر وہ پہول لانا خار تہا — آنکلتی تم کبہی تیوری چڑہانی کی لیے

خواب آئی بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال — ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنی کی لیے

دی بہو ونکو اسنی جنبش اب کوئی بچتا ہو نہیں — ابری تلواریں چلیں بجلی گرانی کی لیے

ہی ابہی جراح باقی زخم کہانی کی ہوس — بارہ کا ڈورا منگا ٹانکی لگانی کی لیے

ہو بپا طوفان ای جلاد آب تیغ سے — میری آنسو لی جو تلوارین بجہانی کی لیی

لیکی میری دشت سی ہنی کیا مجنونکو خلق — خاک کوی یار کی لیلی بنانی کی لیے

کاسہ سر ہاتہ مین لیکر مین نکلون قبر سی — اب بہی گر ساقی بلائی می پلانی کی لیے

برق پہر چمکی گرونگا پہر تڑپ کر خاک پہ — پہر اوٹہا ابر شب فرقت رولانی کی لیی

۱۷۵ — چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر — آئی ہندو جیسی دریا مین نہانی کی لیے — ۱۳

تری رخ کا کسے سودا نہین ہی — گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پہرا ہے آپ وہ مہرو ہمارا — ترا ای آسمان شکوہ نہین ہے

نہین ایسا نہوا وٹہے نہ تلوار — یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچہو میرے آنسو تم نہ پوچہو — اٹہی گا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سی پا برہنہ پہرتے ہین ہم — جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

برا اسپ دشمنون کا چاہتے ہین — مین خوش ہون جیسی دل اندوگین ہے

رہی مضمون غم کی طرح اس مین | ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہے
جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ | الٰہی آسمان ہے یا زمین ہے
بنایا تجکو ایسا خوب صورت | کہ نازان تجہ پہ صورت آفرین ہی
ہین عشق زلف مین اعضا ہی دشمن | ہمارا ہاتہ مار آستین ہے
نہ نکلا بی تری مین گہر سے باہر | نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی
فلک جو چاہی ہمپر ظلم کر لے | ابہی تو ضبط آہ آتشین ہے

١٧٦

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

١٩

شانی مین پیچ سی اون لٹونکا جو بن دیکھی | پاؤن ہم چہو نہ سکین ہاتہ برہمن دیکھی
جیب صد چاک کری جو ترا دامن دیکھی | خواب کم آئی جو کمخاب کی چیکن دیکھی
سمجھی خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھی | ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھی
جان دی گال جو گوری وہ فرنگن دیکھی | کہینچی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھی
ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین | سیکڑون سبحہ صد دانہ کی خرمن دیکھی
الٰہی انجیل مسیحا پہ ہوی ہے نازل | دیکہکر لب جو خط یار فرنگن دیکھی
گر پڑی پہولونکی خرمن پہ یکایک بجلی | نازسی ہنسکی جو تو جانب گلشن دیکھی
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چہپا ہی ہی | آئی پروانہ چراغ تہ دامن دیکھی
بوی گل رہتی ہی پوشیدہ قبا ہی گل مین | ایسا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد / مین جو اڑ جاؤن نہ کوئی رنگ گلشن دیکھی

ذہن یار مین ہستی کی اوداہٹ دیکھی / چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھی

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہہ ہی سفاک / ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھی

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب / نگہ گرم سی گر تو سو گلشن دیکھے

سر کہین ہاتہ کہین پاؤن کہین دفن ہوے / ایک عاشق کی تمہاری کئی مدفن دیکھی

سیمبر مرغ نگہ سونی کی چڑیا ہو جاے / آنکھ اوٹھا کر جو طلائی تری جوشن دیکھی

رخ کو قرآن کہی زلف سیہ کو کاٹے / ملکر سی شیخ تو چیلی سے برہمن دیکھی

چار نعل آپ کی شبدیز کی ہین چار ہلال / چاندنی سمجھی جو گرد سم توسن دیکھی

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل / نظر آجای چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷

چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر / دم پھڑکجاے جو بلبل مرا مسکن دیکھی

۲۴

ہو رہا ہے ضعف کی تاثیر سے / نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے / جوہر اوسکی کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے / مچھلی کب ہاتہ آتی جوہی شیر سے

لیتی ہین وہ لی کی دل مجھ پیر سے / مچھلی ہاتہ آتی ہی جوہی شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے / برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر چشم عرق افشان ہوی / بہ چلا پانی ترے شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل
ہی فزون تقریر سی تحریر سے

بندہ گیا ہین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا
جام طاق ابرو شمشیر سے

نرم ہی کیا تیرے ابرو کی کمان
کہنچ رہی ہے خامۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران سے کبھی
پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہے اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لین گی ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سی نادان ہو نہین
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بی ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چہوٹا یار کے شمشیر سے

بنگئی اوسکی نگہ تیغ قضا
جی نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکہون مضمون گرم
پہلجہڑے خامہ بنی تحریر سی

اشتیاق سر ہین تڑپے اسقدر
ہوگئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتے ہی بعد زوال
پوچہیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سی ہٹادو تو کہون
چہوٹی یوسف خانۂ زنجیر سے

گم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پہرتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

ہجر مین مرتا نہین ہون ای وزیر
منفعل ہون موت کی تاخیر سے

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسی کاغذ ہو سیہ تحریر سے
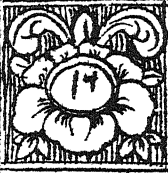
گیا چھٹی وہ نوجوان مجہ پیر سے — مل کی شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل — اس کمان نے توڑ سیکہا تیر سے

آہ آتش بار ہے تیر شہاب — شعلی ہنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکہائے آئنہ — گر بنائین آہن شمشیر سے

ہی لب رنگین سہی برگ گل خجل — منفعل ہے بوی گل تقریر سی

چھٹ گیا ہی ہاتہ سے دامان یار — جیب پہاڑون دست دامنگیر سی

گیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بیدہ مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — می ٹپکنے لگتی ہے تقریر سے

کھیل ہی اوس طفل کی مرتا ہون مین — قتل کرتا ہے گلے شمشیر سے

تمکو دکہلا کر تماشا دل لبہائے — نکلی پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتی داغ انگارون کیطرح — پہا ہی اوترین کیون نہ آتش گیر سی

لائیے مرغ جنون کو دام مین — سیکھیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکی اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کردیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹

جام ساں چلی جو وحشت مین وزیر
آئی قلقل کی صدا زنجیر سی

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
نازکی کہتی ہی یہ بار گران دور رہے

گہر کیا دلمین تری پر غم دوری نہ گیا
اب بہی کہتی ہین کہ ہم جا کی کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید
ساغر گوش ہی مینا می زبان دور رہے

میری ہوتی تو ہٹا سکتی نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کی لیسی مری جان دور رہے

پہول بہر بہر کی گلابی مین پلاتا ہی مجہے
چمن محفل ساقی سی خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئی ہمای ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سی رخ ناوک پہر جای
وہ نشانہ ہون کتنی تیر کمان دور رہے

میری پہلو مین ہمیشہ رہی سفاک کا تیر
ایسی محبوب سی آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سی تیر تو چلی سی کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی ای ضعف
پیرہن جسم سی او جسم سی جان دور رہے

چہوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئی تا در دوست
منزلین قطع ہوین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار ہی ہی
نہ کری آج سبک خواب گران دور رہے

چہنی مین مسی لب کی دعائین مانگین
کالی مرہم سی نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سی بہی ہی تنگ ترے ای ضعف کنار
کیون نہ آغوش سی وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جا کر سر بازار بکی — مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہی

جب کہون حال جدائی کوی سمجھی نہ وزیر
حرف سی حرف سخن وقت بیان دور رہی

کانٹی پڑ جائین زبان سی جو زبان دور رہی — خون تہوکی جو دہن سی وہ دہان دور رہی
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جای — چاندنی خاک پہ لوٹی جو کتان دور رہی
جنبش لب سی کہی اونکی نزاکت بس بس — حرف مطلب سی ابہی نوک زبان دور رہی
لی اڑا ایسا ہی مجہی ای مری بیتابی دل — گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہی
بید باغی سی وہ گلگشت چمن کرتی ہین — غنچی منہ بند رکہین بوی دہان دور رہی
خط کی تائید سی دل چاہ ذقن سی نکلی — کبہی اس کانٹی سی یا رب کنوان دور رہی
چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد — چار جوہر سی بہی آئینہ جان دور رہی
دوست بن بن کی عدو قتل کیا کرتی ہین — پنبہ ماہ سی بہی داغ کتان دور رہی
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب — شمع سی شعلہ تو شعلی سی دہوان دور رہی
دست بی فیض سی ہو پیر و جوان کو نفرت — قبضہ شل سی سدا تیر و کمان دور رہی
عمر بہر کوچہ جانان مین پہونچنا ہی محال — جب تلک چہتی ہین گلعذارجنان دور رہی
چور ہو جاؤ نگا مین نشای سی نازک دل ہون — ساقیا پہول ہی سی بار گران دور رہی

دو خط یار کا قرآن کی سورہی وزیر
کس طرح مصحف عارض سی دخان دور رہی

ہی نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئی تو گھر درم سرا ہے
دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پری نما ہے
سلطان جہان ہی جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے
انسان سے ہے قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہی دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے
مضمون پروانے بنکے آئین — شبدیز قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سی ہی انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرتِ گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانے پانے — بلبل پانے کا بلبلا ہے
جو چلے ہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے
ہی جھوٹ نہ کہون جو راست ہی قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در ہو بند یارب — جب تک در میکدہ کھلا ہے
ہی شیشہ سبز گرم قلقل — طوطی مستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہی صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کوے نظر نہ آیا — آئینہ سے صورت آشنا ہے

۱۸۴ — ۱۱

کیا خوف گنہ وزیر کو ہو
حامی سلطان انبیا ہے

رنگین لب لال کی صدا ہے — کیا خوب یہ لال بولتا ہے
سنبل گلشن مین کہ رہا ہے — یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہے
ہم وحشیون کا کبوتر اے سرو — قمری کی طرح سی طوق پا ہے
آ پونہچا ہی اوڑکی استخوان تک — ناوک مین مگر پر ہما ہے
دانے کی طرح سے پیس ڈالا — کیا گردش بخت آسیا ہے
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون — نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہے
یوسف جو کہا او نہین تو بولے — کیا آپ نے مول لی لیا ہے
آئی ہے بہار کیا جو ساقی — شیشے مین پہول بہر رہا ہے
پہونچے مری ہاتہ تک تو جانون — تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
نکلی نہین رات کو ستارے — شبدیز فلک چراغ پا ہے

۱۸۳ — ۶
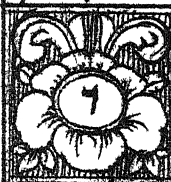
ایسا مین گہلا وزیر غم سے
خار کف پا مرا عصا ہے

کیا سنگ رزق خوش ہوا گر ماہ عید ہی — یان بستگی قفل کے باعث کلید ہی
گہر پونہچی ہین بحد اسی کہنا بعید ہے — یار وجواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکہلو وزیر عبث شوق دید ہے — لکہا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکہلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو کی ہین کہان
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہے

لب واجو ہو گئی تو در خرمی کہلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجای گل تو چہڑ ہا دی حسین بند
یہ کربلای عشق یہ قبر شہید سے

۱۸۴ ولہ ۹

اوٹہتا ہی جای شعلہ دہوان و لگی داغ سے
تاریک ہو گیا ہے مرا گہر چراغ سے

پیدا کرینگی داغ جگر دل کی داغ سی
گر لین گی ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادہر قفس سی چہٹی تو ادہر سے
گلدام موج نکہت گل لای باغ سی

ہو جای وجد دیکہی اگر استخوان مری
پتلی نکل کی رقص کری چشم زاغ سی

ہی دم قدم کی ساتہ یہ گردونکی کجروی
اوترو مسیح ایسی خر بی دماغ سی

گیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی یہ ہول ہی شبکو چراغ سی

گریبان تری گلی ہی ہم اہی رشک گل چلی
جاتی ہین موی جہیل لیی عیش باغ سی

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مری
مثل صدا نکل گئی منقار زاغ سی

دیکہا دہن کو خندۂ دندان نما سی رات
گم لعل تہا ملا گہر شب چراغ سی

۱۸۵ ولہ ۹

لذت درد سراپا مجہی حاصل ہو جای
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جای

وہی بیتابی وہی درد وہی حاصل ہو جای
ہاتہ جس عضو پہ رکہد وہ وہ ابہی دل ہو جای

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جای
پاؤن رکہی وہ جہان نقش قدم دل ہو جای

ہم اسیرون کی طرف آئی اگر نکہت گل
پیچ پڑ جائین کچہ ایسی کہ سلاسل ہوجاے

خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی
یار کا ہاتہ بہی بندہ حنائی کی قابل ہوجاے

آئی بی پردہ جو لیلای خیال جانان
دل یہ بالیدہ خوشی سی ہو کہ محمل ہوجاے

کوچۂ زلف ہی کچہ مصر کا بازار نہین
آئی یوسف جو ادہر قید کی قابل ہوجاے

چال افتادگی اشک سی سیکہی ہمنے
لغزش پا سی ابہی قطع منازل ہوجاے

فاتحی کو جو وہ بت ہاتہ رکہی مرقد پر
ہو یہ بالیدہ انگوٹہی کا نگین سل ہوجاے

۱۸۶ — ولہ — ۵

کاکل جو اوسکی شعلہ رخ سی سرک گئی
کالی گہٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی

پونہچی نہ اوسکی کان تلک آہ نارسا
کیا فائدہ زمین سی اگر تا فلک گئے

تنگ ہی ہوی ہماری گریبان صبر کے
انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی

بیٹہی جو آہ سرد بہری اونی ہنس دیا
گل کی کلی نسیم سحر سی چٹک گئی

۱۸۷ — ۹

بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای وزیر
پونہچانی اونکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتون سی کیا آج یار نی
دیوار گرد کہینچی ہی دل کی غبار نی

چہیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نی
آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے

گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
افیون باغبان کو دی کوکنار نے

دکہلائی نی سواری لڑکپن مین یار نی
دوڑایا اپنی پاؤن سی گہوڑا سوار نے

رفعت دکھای کوچۂ گیسوی یار نی — لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے — سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نی

پانی نہین یہ آپ کی عاشق کا ہی لہو — کیون خون پیکی کوڑی دکھائی کتار نے

پھینکا جو مینی اپنا گریبان پھاڑ کر — دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نی

۱۸۸

دیکھین جوای وزیر مری بیقرار یان
کی آرزوی صبح شب انتظار نے

۲۰

می دی کہ نہ دی بادۂ اطہر تو نہین ہی — کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزہ ختم آپ کی لب پر تو نہین ہی — عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے

جب میان سی نکلی تو مری دلمین سمائی — تلوار تیری روح دو پیکر تو نہین ہے

قائل ہی گمان معجزہ شق قمر کا — جوزا کی طرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے

میخانی کو سجدہ کیا ہی کعبی نی جھک کر — اوس چشم پہ ابروی نگون سر تو نہین ہے

داغ اوس پہ کہان تہی یہ گلی ہو گی بہرآئی — بیٹھا تہا جسی یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جو انسی ملون جھک کی مین کیونکر — قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمی کا دنبالہ تری آنکھ مین سائی — ساغر سی تری موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن گر آئی — درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے

منہ اوسکو دکھاؤگی تو مین ٹکڑی کرونگا — آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق نظر آتی ہین پریشان — یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین خون اب شب فرقت
سرخاب کا یکھی مین کوئی پر تو نہین ہے

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی
چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے

کس شوق سی آیا ہی گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے

قبضی کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
اب باڑہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سی بھر جاے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے

عریانی کی جامی کا گریبان بنا ہے
بیکار گلی پر ترا خنجر تو نہین ہے

کہتی ہو مجھی خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا یکھی مین کوئی پر تو نہین ہے

کیون اوڑہ گئی پای صف مژگان کج ای یار
فرمائیی بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمہین یہ دیدۂ حیران
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹ ولہ ۱۳

تم جو تیہر اوکرو کو رہی بینا ہو جای
منہ پہ تیہر جو لگی آنکہ کا ڈھیلا ہو جای

گر میان کیچی جو بن یہ زیادا ہو جای
نکل آئی جو عرق حسن کا دریا ہو جای

گردش چشم کا تیری اثر ایسا ہو جای
گرد اوڑی پای نگہ سی تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنی مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جای ابہی خون پسینا ہو جاے

سرمہ دینی مین نکل آئین جو تیری آنسو
ہر گل اشک ابہی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سی دیکھی جو وہ بت کعبی کو
می سی محراب کا لبریز پیالا ہو جا ی

پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھی نبض
کف عیسی ابہی جل کر کف موسی ہو جاے

نشأی ہین پاؤن جو تم سبزہ تر پر رکہو
ہو یہ پالیدہ ابہی صورت مینا ہو جای

حال کچہ اونکی تلون کا نہ مجہسی پوچہو
عکس جس گل پہ پڑی وہ گل عنا ہو جای

رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزہ خط سونی کی چڑیا ہو جای

تم جو اک ہاتہ لگاؤ تو ہین ایسا خوش ہون
ابہی دو ہاتہ کا ای جان کلیجا ہو جای

سرمگین آنکہ کی گر یاد ہین تہرا جائی
سنگ سرمہ پہ مری آنکہ کا ڈہیلا ہو جای

۱۹۰ — ۷

در دندان نبی کی جو رولائی الفت
ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جای

دیکہکر مجہ زار کا مردہ وہ بولی ناز سی
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سی

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سی
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سی

دیکہتی والون ہین تیری وہ بہت اچہی رہی
قتل کر ڈالا جنہین تیغ نگاہ ناز سی

چاند کی ٹکری تری تلوی ہین او خورشید رو
چاندنی نکلی نکیونکر فرش پا انداز سی

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہی
چاہی ای دل جگر واقف نہو اس راز سی

تیری دیوانی کو ایسا شور وشر سی ننگ ہی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سی

پردی کانونکی پہٹی جاتی ہین بل بی فرط ضعف
ناکہین دم ہی شکست رنگ کی آواز سی

۱۹۱ — ۸

ولہ

ای جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑی
نزدیک ہی کہ منہ سی کلیجہ نکل پڑی

کرتی ہو ذکر میری دل بیقرار کا
منہ سی کہین زبان نہ باہر نکل پڑی

دامن ترا پکڑنیکو یہ مضطرب ہوی
ہاتہ اپنی آستینون کی باہر نکل پڑی

ہوتاہی انس لڑکون کو لڑکو نسی واقعے
او طفل تجکو دیکہ کی آنسو نکل پڑی

پہنسنا تہا دل گو گیسو پیچان مین پہنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑی

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوی گا
گردن جہکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکہنی لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کی بہی آنسو نکل پڑی

باتین جو چکنی چکنی سنی میری یار کے
زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پہسل پڑے

۱۹۲ ولہ ۵

اوسکی تلوار کی رومال کا پہاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے

چشم خونریز مین سرمی کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن یہ کف قصاب مین ہے

نازسی آنکہ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتی ہین فتنہ بیدار ابہی خواب مین ہے

گر پڑی ہین مگر آنکہون سی مری گرم آنسو
کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہے

میٹہی نظرونسی مجہی دیکہ کی کیون بند آنکہین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدا ہی آہ ہوتی ہے
مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گہبرا کی دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہے

بیان کرتا نہین دل صفحۂ وسوسی مخطط کا
خدا کی گہر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہے

۱۹۳ غزل در نعت سرور کائنات ۶

مرحبا احمد بی میم محمد لقبی | عین ربی بحقیقت و مجاز عربی

گشت خورشید فلک شهرهٔ جان بخشی تو | آمده عیسی حریم پی دربان طلبی

هجر تو مرگ و وصال تو حیات ست حیات | جسم را جانی و جانانی و عیسی لقبی

گر بگویم که ایازی و خدا محمود ست | بسر عشق که این هم نبود بی ادبی

یا حبیبی ارنی گفت خدا شکل کلیم | حق پسند این چه مجالست باین بوالعجبی

برد ای خضر دلم تشنهٔ دیدار کسی ست | نخورم آب بقا جان و هم از تشنه لبی

متفرقات

سر کٹی ہم وہ روانہ ہو گئے | رات بہر جاگی تھے دن کو سو گئے

قتل بی شمشیر او ظالم کیا | آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو | چشم احول میں مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئے | بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بی ہوا اوڑنے لگا مشت غبار | طبع اپنی خاک سے بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون | خار دار اب ہاتھ کی مچھلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے | ای فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت بہی گلا کیا تم سی — جسنے راحت تمہین دی اوسنی ہمین رنج دیے
کیون نہون کوچہ محبوب مین عاشق نالان — اس گلستانکو یہ مرغان نواسنج دیے

وله

رفعت طلب ایسا ہون ابہی چین نہین ہے — پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی زمین ہے
ہی تیری مجہی دید کا کچہ شوق نہین ہے — تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے — آئینہ بہی پر تو سی مری چین بجبین ہے

وله

جسطرف تم ہو اودہر سر مرا جانا ہو جاے — پائینی قبر کی بیٹہو تو سرہانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بہی روانا ہو جاے — ساتہ اچہا ہی اگر ایسی مین جانا ہو جاے
کبہی مجہ پہ نگہ غیر مری جیتی سے — تیر مین آپکی کہاؤن وہ نشانا ہو جاے

وله

دیکہہ پچتای گا او بت مری ترسائی ہی — اوٹہہ کی کعبی کو چلا جاؤنگا بتخانی سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتہ چہڑا کر شب وصل — نبضین بہی چہوٹ گئین ہاتہ کی چہٹ جانی سے

وله

ہجر مین اک ماہ کی آنسو ہماری گر پڑی — آسمان ٹوٹا شب فرقت ستاری گر پڑے
پہینکی تہی زاہد نی گل شیشی کی گردن توڑ کر — آج سنتی ہین کہ مسجد کی مناری گر پڑے

وله

صحرا کی ہی ہین پیدا اٹرہہکر غبار دل نی
پہینکا ہی دور ہمکو اس وحشت متصل نی

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سی
نہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سی

ولہ

سیلنے پہ میری زخم ہین کیا بی نشان لگی
جراح ہاتہ ملتا ہے پہا ہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکہا کر اپنی وہ کہتی ہین شوخی سے
نکل آیا ہی دیکہو لال دانتونکی کہڑکی سی

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکہ لگی جاتی ہے
لوگ سچ کہتی ہین سولی پہ بہی نیند آتی ہے

ولہ

صدا ہی نالہ دل آرہی ہی نکہت گل سے
چلی آتی ہی شاید کوچہ منقار بلبل سی

ولہ

چمن سی توڑ کی پہولونکو باغبان چلی
تمہاری سُنی کو باتین گلونکی کان چلی

ولہ

زلف کے چال صبا چلتے ہے
گیا پریشان ہوا چلتے ہے

ترجیع بند

صبا کبہی جو ترا کوی یار مین ہو گذر
نہ بہولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین
فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹہ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک
گذر گیا ہی بس اب سر سی آب دیدۂ تر

کبہی ہی ہوش اوسی گاہ فرط بیہوشی
کبہی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سی باہر

ہر ایک کوچی مین پہرتا ہی صورت وحشی
کبہی ادہر سی اودہر اور کبہی اودہر سی ادہر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہے | عجیب حسرت و ارمان ہی ہاتہ پہیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ابکی یہ فیض مسیح باد بہار | چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
رہا چمن مین نہ آزار دیدۂ بلبل کو | پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار مین ہے اثر | نہ کسطرح سی ہو زائل تپ درون چنار
وفور عیش سی بزم نشاط ہی گلشن | کلی جو چٹکے تو آئی صدا ای نغمۂ تار
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطے | نہال شمع تلک سبز ہو کی لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی | بنی وہین زر گل سنگ سی جو نکلی شرار
نظر پڑی گل نارستہ شاخسار سی یون | عیان ہو شیشی سی جیسی شراب سرخ ای یار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئی خم | جھکی ہین شکر کی سجدی کو باغ مین اشجار
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا | جگہ نہین جو کرے عندلیب و استقرار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جای کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سی رنگ بو قلمون | چمن مین دیکہی جس گل کو اک گلستان ہے
زبان حال سی کہتی ہی موج نکہت گل | اب اللہ تون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
زفیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان پہ
کہ سایۂ گل تر سے ہے ہو غش گل احمر

ترہی نہ پای ذرا داغ دل مین لالی کی
لگائین مرہم کافور یاسمن لیکر

رہی چمن مین نہ بیمار آج نرگس بہی
بغیر لطف پریشان نہووی سنبل تر

خدا کی فضل سی صحت ہوی ہی آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر

صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آئیگا آج وہ گل تر

رہین قرینی سی مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آئی ادہر اور نکوئی جای اودہر

گمان سبکو یہ ہوتی یہ فرش بلبل چشم
بچہائین بلبلین آنکہین میان رہگذر

چمن سی آئین نکل نخل بہر استقبال
ادب سی نذر گل اشرفی کرین لیکر

ہر اک نثار کری آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہی مشت غنچہ مین بہی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سی ہوی ہین پیر جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

تو چند روز ہوا تہا علیل دور از حال
قسم خدا کی نہ تہی بس ہماری جسم مین جان

برنگ نرگس بیمار دم تہا آنکہون مین
یہ تیری رنج کا تہا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تہا سب عالم
ہر ایک ہوی تن خلق بنگیا تہا زبان

خمیدہ غم سے تھی محراب کی طرح زاہد | دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن
مدام کرتی تھی شیشی بھی نالۂ قلقل سے | بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان
دعائین مانگتی تھی ہاتھ اوٹھا اوٹھا کی سبو | جھکی تھی سجدی مین ساقی سے تا بہ پیر مغان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح | گہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان
مریض دیکھ کی تجکو یہ حال تھا اپنا | رہی تھی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بہ نیسان بود
بدست مردم چشمم عصای مژگان بود

ہزار شکر خدا نی تجھے دی جلد شفا | و گرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا
تو پھر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون | مسیر مہر درخشان ہی برج آب کا
خوشی ہر ایک ہوا تیری غسل صحت سے | کہ تیری سائی تلی رہتی ہین ہزار ہما
خدا نی آج تجھی جان تازہ بخشی ہے | ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا
جھکا کی سجدی کو سر سب کیون دعا مانگین | جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا
نہ کیون کہون مین تجھی آسمان لطف و کرم | نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا
خوشی نہ کیون ہو زمانی کو تیری صحت سے | ہی اس چمن مین سوا تیری کون ابر سخا
چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین بیمار | تجھی شفا جو ہوی بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمی شوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سی ہر ایک ہی زردار
بہری چمن نی گل اشرفی سی جیب و کنار

جو نام لیکی ترا توڑی گل کوئی گلچین
تو ہاتہ مین ہو زر گل طلای دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے
ہر اک فقیر کا گہر اسطرح سی ہو طیار

بجای آب ہو آب گہر کا صرف او سیمین
خریدین سونی کی انٹین بنائین گہر معمار

ضعیف ایسی قوی ہین تری زمانی مین
او بجہ کی چاک کری خار دامن کہسار

سوای دُر نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم
ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکہ لی تری تلوار ماہے دریا
تو اپنی پوست سی بہاگی نکل کی سو مار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری
کبہی نہو تو مسیحا کی طرح سی بیمار

سوا تری کرم و لطف کی یہان اپنا
نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

قتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برای نام وزیرم ولی فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی لگی پہ تیغ ستم
زبان پہ آہ ہی آنکہو مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سی کشتہ مین پر غم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم
جفائین بڑہتی ہین تیری وفائین گہٹتی ہین

غلام پر یہ عتاب اپنی بندہ پر یہ ستم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ ہی ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

کچھ اپنی واسطی کہتا نہین ہی یہ پر غم | یہی ہی ڈر تری بندہ نوازیون کی قسم

کہی نہ بیکس و بی یار مجکو اک عالم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ ہی ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

قطعہ

نکر عوض مری جرم و گناہ بیحد کا | الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتی ہین

کہین کہین نہ عدو دیکہکر مجہی محتاج | یہ اونکی بندی ہین جنکو کریم کہتی ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب | اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب مہدی دین شاہ شہان عالم | غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف پر ز گہر چشم تہیدستان شد | ہست دریای سخاوکرمش بی ساحل

بہر دولت این تخت نشین زر بخش | ہمچو خورشید شود کاسۂ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او | روی تابندۂ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ درو بکشادہ | دفعتہً قافلۂ فصل بہاری محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسرینش | جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در | تا ابد باد خزانی نتوان شد داخل

سبزه را ہمچو خضر ہست حیات جاوید / می شود زندگی تازه بہر دم حاصل

ہمچو این گلشن جان پرور و راحت افزا / نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل

غنچه گلشن تصویر نسیمش وا کرد / عجبی نیست شگفته شود از غنچه دل

ہند ز گلدسته تاریخ بیاورد وزیر / قطعه جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعۂ تاریخ تعمیر کربلا

در عہد پادشاه محمد علی نمود / عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا

ہر صبح و شام از پی شاه زمن ز شاخ / دارد بلند دست دعا باغ کربلا

پا از سر ادب نهد اینجا ملک که ہست / گلزار سید الشہدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچه منقار عندلیب / شد صباست عقده کشا باغ کربلا

ناله ہمیشه او ز صدای شکست رنگ / دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا

کردم باو چو نسبت گلزار خلد گفت / ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا

رویش بسوی کعبه و سویش رخ جہان / ہم قبله ہست و قبله نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر / بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بہادر گویا

زہی منبع جود خان بہادر / که ہست او به بحر شرف بی بہا در

کف ہمتش غیرت ابر نیسان / که آن آب می بارد او گوہر افشان

چو مریخ خونریز باشد به ہیجا / چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر او بند — حسودان نشانه پی تیر او بند

زپیلان او هست یک پیل گردون — سبق برده رخشش بشبدیز و گلگون

به ایثار گنجینه هامے دہد او — به اصرار پشمینه هامے دہد او

نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از زر او

رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر — زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش

کلام فصیحش بلاغت نظامست — بدیع و بیان را ازو انتظامست

زمضمون چشمان بیمار جانان — شده دفترش غیرت نرگستان

چو فکری در اشعار رنگین نموده — ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده

به از ابروِ حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین — زکیوان بلندست معنے رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دو آتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او همچو مستے بجوش ست

چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نه تالیف و ترتیب دیوان نموده | که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بماه | که ترتیب دیوان همایون آگهی

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمعیل خان | از ره صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر | الکعبهٔ ایمان ما این ست بیشک و السلام ۱۲۶۱

ایضاً

ساخت اسحاق خان و اسمعیل | مسجد دویمی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر | شد دگر کعبهٔ شریف بنا ۱۲۶۱

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزاده مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزادهٔ خورشید شکوه | تر شد دهن خشک من از آب مرام
از یمن قدم زمین چه شد رشک فلک | خرم گردید و سر پایش بنهاد
گل خنده زن ست و بلبلان نغمه سرا | شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب | گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر | جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۳

خاتمة الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان ادهٔ تحفهٔ حمد بی پایان لائق بارگاه بدیع الارض و السماء است

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور لآلی
ثنای بی شمار اوس عالم امی لقب کی لیی سزاوار ہی کہ جسنی اہل عالم مثال کو مجاز
و حقیقت کا تفرقہ بتا کر استعارہ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجہتی تہی دلائل بینہ سے
باطل فرمایا اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کی
ظہور کی برکت اور فیض ہدایت سی کنایہ معرفت ذہن مین آیا ہی بعدہ خاکسار کج مج
زبان امیدوار افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی
خان ابن حاجی محمد روشن خان خلدہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سی خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانای اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان
فخر المتقدمین سند المتاخرین اشرف شرفای ذیشان افضل نجبای
ہندوستان جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بی نظیر جناب خواجہ
محمد وزیر ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تہا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سی کہ لازمہ اہل کمال ہے سوای
احباب و تلامیذ کی ایک پرچہ بہی مصنف کی پاس کبہی نہ دیکہا الحمد للہ
کہ اس ایام جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان دلی سید
ہادی علی اور سید محسن علی صاحب سی کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ سخن جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تہا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ دفتر فصاحت ہوا اور اہتمام
خاکسار مین مشک ریزی خامۂ عنبرین شمامۂ مشاق خفی و جلی شیخ
اشرف علی سی اونتیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کو مطبع مصطفائی
واقع شہر لکہنو محلہ محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تہا
اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق
نظر آئے اور بسبب نایابی و کمیابی کی اطراف و اکناف سی سیکڑون
خط اصحاب کی برابر آئی لہذا بار دیگر قلم مشکین رقم خطاط مشہور آفاق
مولوی محمد عبد الرزاق صاحب سی لکہوایا اور کمال صحت
و تحقیق کے ساتہ کاغذ صاف و عمدہ پر چہپوایا احباب
کو فکر تازہ کے تکلیف دینی مناسب نجانے
بطور یادگار قدیم تاریخون سے
صفحات خاتمہ کو زیب
دے فقط *

* + *

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتایج افکار شعرای گزیدہ روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق جہان
منظوم و زیر با کمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق
دیوان کلیم بیمثال ہند ست
۱۲۷۲

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر
ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکہا مین نے
ہی نسخہ برگزیدہ دیوان وزیر
۱۲۷۲

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر
یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول
این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب
۱۲۷۲

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را
دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید
منطبع گشتہ چہ دیوان کلام الحق این
۱۲۷۲

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتی ہین سب	کیون نہ خاقانی ہوا کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

از لالہ رام سہای صاحب وثوق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر پادشہ شاعران شد از دنیا	مدام روضۂ رضوانش خوابگاہ بود
بخادمان نبی و علی شود مشہور	دعا قبول بدرگاہ حق الہ بود
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی این در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
نوشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی بعہد ۱۲۷۲

ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر زمن شد
دیوان شد و مطبوع و بگو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اونہین کی واسطی تہی شاعری موضوع
چہپی جب نظم کیوان نی کہی تاریخ	قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر — چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ — سخن یادگار سحر آمیز
۱۲۷۲

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا — فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
اگر ورن جو عشقی ہین پہ اسکی مدحت زبانمین انکی یہ طاقت — مزہ اوٹھاتیگی روح شوکت ہی اسمین ایسا ہر اشعار
بلبن یسی تبہی کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی یہ شایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال زیبا کمال زیبا
۱۲۷۲

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے — ہر روش ہی گلشن بہجا رہ دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم — شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر
۱۲۷۲

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بیحد مرتب این دیوان — پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — ہمہ کلام وزیرست شاہ کل کلام
۱۲۷۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد — تعریف کی ہر سمت سی آتی ہی صدا آج
ترتیب سی اور چھپنی سی جوبن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سی سب نقش و نگار اسکی جو دیکھی — مانی کی اور ارژنگ کا بہی رنگ مٹا آج

کیا نور کی گل بوٹی ہین کس حسن کی بیلین — ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب — گویا کوی آراستہ معشوق ہوا آج

۱۲۷۲

ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہوچکا مطبوع آج — جسکی ہر صفحی پہ ہی عالم ریاض خلد کا

مردمک حرفونکی نقطی ہین دو اثر چشم حور — دید کی قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین — زلف غلمان جنان کا صاف دہوکا ہوگیا

لکہہ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر — سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا

۱۲۶۳

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چہپی نظم وزیر افصح — نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ

مدح کرتی ہین عدو صورت احباب اسکی — ایک ادنی اثر سحر بیانی ہے یہ

کیون نہ سمجہی اسی دستور عمل ہر نامی — جل بہی حضرت استاد نشانی ہی یہ

ولولہ دیکہنی سی اسکی نکیون ہو پیدا — حاصل نکہت ایام جوانی ہے یہ

لکہی ہی عشق مجازی کی حقیقت سارے — دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ

موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحی مین — طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ

چہرۂ انور دیوان نظر آجاے اگر — بی تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہای مضامین عدو
باغ حاسد کی لیی باد خزانی ہے یہ

بلبل کلک قلق نی یہ لکہا طبع کا سال
طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ ۱۲۷۲

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سی نکلا در شہوار وزیر
کرتی ہین بحر کمالات کی غواص پسند

مصرع مادۂ طبع یہ لکہ ای محسن
اب وہ دیوان چہپا جسکو کرین خاص پسند ۱۲۷۲

ایضاً

چہپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور
اب بہ بدخشان سے یقین ہی لکہنو پر طعنہ زن

جوہری طبع محسن نے لکہا یہ سال طبع
مطلع سنگین سی آج آیا در لعل سخن ۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط
جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چہپا
انکی پروانہ کرینگے سب پسند

جنکی حرف با نقط لکہ ای مسیر
نور کی ہے شمع مضمون بلند ۱۲۷۲

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر
دوستون کا دل نہایت شاد ہی

شعر سب ہین سکۂ کامل عیار
کیا ہی نظم حضرت استاد ہی

ہین رعایا گر مضامین لطیف
ہند بس خوب اونکی خانہ زاد ہی

کلک نشتر نے لکہا یہ سال طبع
ملک مضمون وزیر آباد ہے ۱۲۷۲

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد	ہر سخن فہم کی دلکو ہی اسی سمت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتہ لکہو ای معجز	گیا ہی یہ نظم دل آویز ہوی ہی مطبوع

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد	شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی	چون نکہت گل بدہی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت	دیوان وزیر ہست بستان

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمیشہ پلی یہ آوہ رنگ آرایش	چو لعل بی بہا از مطبع سنگین بدر آمد
چنین در صفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود	چو دُرّ شاہوار اینجا ز ملک طبع در آمد

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج	ہر سخنور مثل بلبل ہی ثناخوان وزیر
کلک شاخ گل سی یہ تاریخ ای بیخود لکہو	بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر

ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چہپ گیا	رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب	اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسی بندہی ہین اس مین مضامین نو کہ	کرتی ہین کسب نور جدا جن سی مہر و ماہ

ہون آشنای بحر سخن غوطہ زن اگر | برسون نہ آب گوہر مضمون کی پائین تھاہ
مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے | کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی سی باجخواہ
باندہی ہوا یہ فیض بہار کلام نے | اوڑتی ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ
کہتی ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید | بی اختیار کہتے ہین حاسد بہی واہ واہ
خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب | جو دائرہ ہی یوسف دل کی لیی ہی چاہ
ظل ہما سی کم نہین ہر حرف کا سواد | شاہین بنی جو آی ادہر طائر نگاہ
پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر | ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ
صفحون پہ خط عیان نہین ہین السطور کے | گویا یہ ہی قلمرو معنی کی شاہراہ
بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی | سطرین عروس نظم کی ہین گیسوی سیاہ
بیخود لکہو گی اسکی صفت تم کہان تلک | فصلی کا سال خوبی دیوان یہ ہی گواہ
فردوسی دی رہا ہی لب گور سی صدا | ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چہپا ہی وہ دیوان بی مثل آج | سند جانتی ہین سخنور جسے
نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہے | عجب کیا جو صفحی پہ دل کی چہپے
مضامین کی ہین بندشین صاف صاف | کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے
اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا | ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے
عدو نقد دل دیتے ہین رونما | جمال عروس سخن دیکہ کے

نقوش معانی دلکش نہین ۔ یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی ۔ پڑہی کلمہ حاسد اگر دیکھ لے
مسیحی مین بیخود یہ لکھ سال طبع ۔ عجب نقش تسخیر چھاپی گئے
۱۹۵۶

ایضاً درسمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد ۔ کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا ۔ اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کی ہر حرف نی پائی ہی نشست ۔ دی خانۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش ۔ ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلای سخن ۔ ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرای سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط ۔ خورشید سی وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم ۔ دل نی کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا ۔ یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا
۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کی اشعار ہوی ہین مطبوع ۔ ہر سخن فہم ہی مجنونکی طرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھوای ضبط ۔ محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا
۱۲۷۲

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان وزیر افصح و اکمل ۔ بیاض صبح جنت گراسی کہی تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین
خط جدول نہین یہ خیط ابیض آشکارا ہی

دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا
کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دہوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے
بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے
کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسے
کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ
جو کچہ ڈہونڈہو خدا کی فضل سے اسمین مہیا ہے

وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکی دیکہے سے
کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے پہنکتا ہے

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندون کے
جو کہیے ناسخ دیوان اعدا اسکو زیبا ہے

جنہین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی آ کے
خدا کی دین ہین اے حاسدو کسکا اجارا ہے

کہین گے منصفان اہل معنی دیکہکر اسکو
ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہے

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی
مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چہاپا ہے

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع
کہ ارژنگ کا جس پہ ہے اشتباہ

مضامین کی نقشے وہ دلکش کہنچے
ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکہا خامۂ ربط نے سال طبع
مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر
جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن
روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسی ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب در مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کی شعر جو پڑہتا ہی کوی کہتا ہے
خوب دیوان ہی یہ صل علی صل علی

بند شین عارض گل سی بہی سوا ہین رنگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جا کی گلشن مین پڑہی شعر اگر اسکی کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہی خوب کہا

بلبل خامہ نسیجہ یہ لکہہ طبع کا سال
اب کہلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
للہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روی عروس مضمون سے
دل عالم ہے محو آئینہ سا

بند شین اسکے صاف ہین ایسی
دوست رکہتی ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکھواے سالک
اب یہ دیوان بے نظیر چھپا

از عبد الرحیم خان صاحب رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سی آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اسی محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر	دلکی صفحی پر ہوا سب نقش دیوان زبیر ۱۲۶۲

ایضاً

چھپا ہی ای محمد اب وہ دیوان	صفت کرتا ہی جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہی بہار باغ مضمون	دل حاسد ہو جس سی مثل گل خون
ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر	ہی موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سی ہے مبرّا	نہ اس مین دخل اقوا ہی نہ ایطا
ہر اک بندش ہی اسکی قابل دید	نہین ہی نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہی ہر اک مصرع کی بندش	کہ جس پر ہی گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا	لکھون تاریخ مجھکو دہیان آیا
سنا مصراع بلبل سے زبان سی	یہ گلشن پاک ہی کیسا خزان سی ۱۲۶۲

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا	کیون حاسدون کی لکو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب	سحبان لحد مین جاکی نکیون گوشہ گیر ہو
لکہ ای محمد اب سن فصلی کا مادہ	مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۶۲

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی مین طبع	کلام آج استاد بیمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکہ طبع کے	کہلا باغ معنے کا اب واہ وا ۱۲۶۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدا ای جہان سے | کلام وزیر سخندان بی مثل
نعیم اسکے تاریخ کی فکر اگر ہے | یہ لکھو چھپا خوب دیوان بی مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر | مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از سر بہجت نوشت | قالب مطبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا | ایک عالم کا دلپذیر یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج | سکہ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سی مینے جب تاریخ | کہا دیوان بی نظیر یہ ہے

از جناب مرزا محمد اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر | چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش | زمان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن | اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد | بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑھا یہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا
ہوا اشاہ دواوین نام بسم اللہ سی دیوان کا

نگاہین گدگداتی ہین دم نظارہ مضمون
ہوا جوش صفا سی صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتی ہین بندش الفاظ کٹتی ہین
اٹھی ہی مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن مین کھل نہین سکتی
ہوا قفل خموشی نقطہ لبہا سی سخندان کا

عیان ہی بسکہ شان حی ہر مضمون عالی سے
لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نی لیی بوسی زبان نکتہ پرور کی
بلاغت سی ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہو کی یہ افسون بیتابی
رکھا جمعیت دل نام اجزا سی پریشان کا

شکست پا سی خامہ سی صدا تاریخ کی نکلی
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا
۱۲۷۲

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی برمی آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال
شہرتش ارباب فن را مژدہ دیدار داد

شد تماشای تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تو تسلیم گفت
ای کمال فکر برتر رفعت اشعار داد
۱۲۶۳ ۱۲۷۲

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان زید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
شدہ توتیائی بچشم خیال

نوشتہ پی سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال
۱۲۷۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد ازو لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر بیست گلشن ز طبع — سخن فهم عالم ازو کامگار
رقم کرده اشرف پی زیب سال — جگر گوشهٔ فکر عالی وقار

ایضاً فصلے

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سر بلندیها رسانید — معانی کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور — ورقها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار — بجانش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلے — شعاع آفتاب طبع انور

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوے

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمودا یا پی سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوے

کرد در طبع رنگ سبزه‌ها — چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت چه گلشن خیال وزیر

از مرزا محبوب بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکر رسش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	زہے دریاے طبع و زہے بیت این در

۱۲۷۰

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہی گلدستۂ نازک خیالے

۱۲۷۰

نثر خاتمہ چکیدۂ خامہ سحر کار نثار بیمثل وحید روزگار مخترع نثار اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی نہ اسکی تحریر کا یارا ہی + اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کی رمز کون پای + جسکا سایہ تک نظر نہ آی + اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کی ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی + کہ سایہ بہاصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کی سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلی مرحلی مین رہجای + تو کیا نظر آی + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجی درود پڑہی + زیادہ بکھیڑی مین نہ اوجہی طبیعت سی نہ گڑہی + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور رجب علی بیگ سرور نیئی خبر اظہار کرتا ہی جسکے
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی یعنی عنایت فرماتہا کی شفیق بحر رحمت پروردگار
کی غریق شاعران حال مین یکتا بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تہی
کتنی برس گذری ہین کہ سرای فناسی اونکا انتقال ہوا بہت بخیر مآل ہوا شیخ امام بخش
ناسخ کی شاگرد رشید تہی دیدہ تہی نہ شنیدہ تہی جو باریک بین اس فن سی ماہر بلند دستگاہ
ہی وہ بنظر انصاف دیکہ لی کلام اونکا گواہ ہی مرد قانع و ضعدار غیور تہی نزدیک دور
مشہور تہی بظاہر منحنی مشت استخوان باطن مین شیر ژیان مرد میدان راست
باز و نیسی فلک کج نہاد ازل سی بیٹر بار ہا ہی جو وضع کی پابند ہین اونکو بکہیر رہا ہے
کہین سی کچہ معین نتہا ای تردد معاش تہی قناعت کی یہ معنی ہین اسپر تلاش ستے
کچہ دنون فقیر محمد خان گویا سی صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تہی جلسی ہمدگر تہی آخر کو
شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہوگئی رہ و رسم کم ہوگئی گوشہ نشینی مین سالہای
دراز اوقات بسر کی گرم و سرد زمانہ دیکہا شام غم خوش ہو کی سحر کی بسکہ سبکبار
تہی ہر دم سفر کو تیار تہی اونکی مرنی سی دوستونکو تو ملال ہوا بلکہ دشمنونکو رنج بدرجہ کمال ہوا
ہزار ہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سی جمع کرنی کا کبہی نہ دہیان کیا دیوان کو عمر بہ
تکیا عمدا پریشان کیا اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سی بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب
محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین اس فن سی بہت ماہر ہین وضعدار ون مین انتخاب ہین
بیمثل ہین لاجواب ہین انہون نی بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سی غزلین بہم پہنچائین اور جتا

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑی ہوشیار ہین جوان رعنا
وضعدار ہین اونکی سعی سی بہت ہاتہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب محمد مصطفے خانصاحب مغفور کے
صاحبزادی عبد الواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکہتی طبیعت بہت عالی انتہا سی فی ہین سنا ہے
اونکی کا خانی بین یہ دیوان چہپا ہی کاغذ بہت سفید پری چہرونکی عارض کا نمونا مسلسل سطرون نہین
عنبرین ہین یہ اونکی زلف ہی حسن دونا بین السطور کشادہ تنگ کہکشان کا ڈہنگ سیاہی مین یہ چمک کہ ایک
عالم روشنائی کہی سفیدی سیاہی مین دنرات کا دہوکا ہی اور تکلف یہ ہی کہ یہانکا چہپا چہپا نہین
سب پر کہلا ہی رنگ ڈہنگ سب کچہ نیا ہی گو فرمانروا نہین کوی جوان قوی ہیکل نہین لیکن اشعار مین
کل بکل چلتی ہی روانی مین کلکل نہین اور ون فی مرمر کی جمع تہہر کہی ہین خانصاحب تخیے شفافی
مین آئینہ سکندر کہی ہین خفی جلی اونپر جو کچہ لکہا جاتا ہی کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی لہا سا ہے
دراز رہی گا بستور رہی گا اگر حسود پڑہی گا درود پڑہی گا منصف مرحبا کہی گا - وہ جو شاعر کا [illegible]
حاصل ہی اس دیوان سی پیدا ہی رمز کنایہ چہچلا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی مین
گنجلک نہین صحت الفاظ اور محاورہ مین شک نہین ادابندی کا عالم کچہ اور ہی مطلع سی مقطع
تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہی جا بجا غور ہی مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہے
صنعتونکا زور شور دکہایا ہی آپس کی چہیڑ چہاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکہی دیوان
صائب ہی جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کہولا ہی بلبل شیراز کا گہر بولا ہی قند کہولا ہی سرای فانی ڈیرہ دنکی
زندگانی اور اسی پیشانی مین کیا دجمعی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہانگرد سی زیادہ نام کیا
خلق مروت آشنای بامزہ حاضر و غائب ایک نہی اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن دینک نہی تمام شد

باہتمام [illegible] یہ دو دیوان خواجہ وزیر صاحب کا [illegible] [illegible] مطبع [illegible] مین چہپا [illegible]